شوکت حسین
وجیہہ الحسن صدیقی

مکاتیب بنام ڈاکٹر مختار الدین احمد

ڈاکٹر مختار الدین احمد مرحوم (پیدائش ۱۴ر نومبر ۱۹۲۴ء پٹنہ، وفات ۳۰ر جون ۲۰۱۰ء علی گڑھ) کا شمار اردو ادب کی ہمہ جہت شخصیات میں ہوتا ہے آپ بیک وقت محقق، نقاد، مدون اور ماہر غالبیات کی حیثیت سے پوری دنیا میں مشہور ہوئے۔ آپ کی ادبی، تحقیقی، تنقیدی اور تدریسی خدمات کا تعلق ابتدائی طور پر عربی ادب سے رہا۔

آپ کا تعلق ایک مذہبی اور علمی گھرانے سے تھا آپ کے والد ملک العلماء ظفر الدین قادری کا شمار ہندوستان کے جید علما میں ہوتا تھا ابتدائی تعلیم گھر سے ہی حاصل کی۔ مدرسہ شمس الہدیٰ سے مولوی، عالم اور فاضل کی اسناد، طلائی تمغوں اور اوّل پوزیشن کے ساتھ حاصل کی۔ مدرسہ کی تعلیم کے بعد عصری علوم کی طرف مائل ہوئے اور دس سالہ انگریزی کورس صرف دو سال میں مکمل کرلیا۔ میٹرک کا امتحان ۱۹۴۱ء میں مسلم ہائی اسکول پٹنہ سے پاس کیا۔ جولائی ۱۹۴۳ء میں علی گڑھ آئے اور یہیں سے انٹر ۱۹۴۵ء، بی۔ اے ۱۹۴۷ء اور ایم۔ اے عربی ۱۹۴۹ء میں اوّل پوزیشن لے کر پاس کیا۔ اسی زمانے میں آپ نے علی گڑھ میگزین کی ادارت کی اور اس کا مشہور زمانہ غالب نمبر شائع کیا۔ ۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۲ء لٹن لائبریری (موجودہ آزاد لائبریری) شعبۂ مخطوطات کے ناظم رہے اور ساتھ ساتھ ڈاکٹریٹ کے لیے اپنا تحقیقی مقالہ علامہ عبدالعزیز میمنی کی نگرانی میں لکھتے رہے۔ ۱۹۵۳ء میں پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔

جنوری ۱۹۵۳ء سے شعبۂ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں آپ نے بحیثیت لیکچرار اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ مزید تعلیم کے لیے آکسفورڈ کا رخ کیا اور پروفیسر گب کی نگرانی میں ۱۹۵۶ء میں ڈی۔ فل کیا۔ یورپ میں قیام کے دوران آپ نے مختلف کتب خانوں سے نایاب اور اہم مخطوطات دریافت کر کے سائنٹفک انداز سے مدون کرنے کے بعد انھیں شائع کیا۔ جن میں کربل کتھا ۱۹۶۵ء، تذکرہ گلشن ہند ۱۹۶۷ء اور تذکرہ آزردہ ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئے۔ اپریل ۱۹۵۸ء میں ادارۂ علوم اسلامیہ علی گڑھ کے ریڈر اور ۱۹۶۸ء میں اسی ادارے کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ یہاں سے آپ کی ادارت میں تحقیقی رسالے ”مجلہ علوم اسلامیہ“ کا اجرا ہوا جو آپ کی زیر ادارت دس سال سے زائد جاری رہا۔ مئی ۱۹۶۸ء میں شعبہ عربی میں پروفیسر اور صدر شعبہ مقرر کیا گیا۔ ۴ر نومبر ۱۹۸۴ء تک ریٹائرڈ ہونے تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ آپ نے دمشق کی علمی اکادمی المجمع العلمی العربی کی طرز پر ۱۹۷۶ء میں ایک ادارہ المجمع العلمی الہندی قائم کیا اور اس ادارے سے مجلہ المجمع العلمی الہندی کا اجرا کیا جو آج بھی جاری ہے۔ آپ دائرۃ المعارف (عمان) اردن کے رکن بھی۔ آپ نے اردو، انگریزی اور عربی میں پچاس سے زائد تصنیف، تالیف اور ترجمہ کیں۔ غالب شناسی، مکتوباتی ادب اور اہم مخطوطات نوادر کی دریافت آپ کا طرّہ امتیاز ہیں۔

آپ کے تحقیقی کام اُردو، فارسی اور عربی زبان وادب سے متعلق ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے علمی روابط ان تینوں زبانوں سے تعلق رکھنے والے طالب علموں اور اسکالروں سے رہے۔ آپ نے طویل عمر ان تینوں زبان وادب کی آبیاری میں صرف کی۔ پاکستان میں بھی آپ کے روابط تقریباً ہر شعبۂ فکر سے تھے۔ جن میں ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاںؒ سے آپ کے روابط خصوصی اہمیت کے حامل ہیں ''تحقیق'' کے پہلے مدیر ڈاکٹر نجم الاسلام اور شعبۂ اردو جامعہ سندھ کے دیگر اساتذہ سے بھی آپ کے روابط رہے۔ آپ کے تحقیقی مقالات شعبہ جاتی مجلّہ ''تحقیق'' میں بھی شائع ہوتے رہے اور ڈاکٹر نجم الاسلام کی ادارت میں ''تحقیق'' کے (شمارہ نمبر ۱۳،۱۲) میں آپ پر گوشہ بھی شائع کیا گیا جس کی بے حد پذیرائی ہوئی۔ ''تحقیق'' کے دوسرے مدیر ڈاکٹر سید جاوید اقبال نے جب آپ سے تذکرہ کیا کہ ''تحقیق'' کا مکتوباتی نمبر شائع کرنے کا ارادہ ہے تو آپ نے اپنی وفات سے چند ہفتے قبل مشاہیر کے منتخب خطوط کے دو پیکٹ ارسال کیے۔ جس میں سے ایک پیکٹ میں موجود خطوط اس تمہید کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں۔ یہ خطوط درج ذیل صاحبانِ علم وفضل کے نام ہیں:

۱۔ اسماعیل پانی پتی
۲۔ الطاف علی بریلوی سید
۳۔ بزمی انصاری
۴۔ جوش ملیح آبادی
۵۔ حسام الدین راشدی
۶۔ رشید حسن خاں
۷۔ سید حسن
۸۔ سید عبداللہ
۹۔ صلاح الدین احمد
۱۰۔ عبادت بریلوی
۱۱۔ عبدالماجد دریا آبادی
۱۲۔ مالک رام
۱۳۔ محمد حسن دہلوی
۱۴۔ محمد طفیل
۱۵۔ محی الدین قادری زورؔ
۱۶۔ مرتضیٰ حسن عفی عنہ
۱۷۔ ممتاز حسن
۱۸۔ ممتاز شیریں
۱۹۔ میراجی
۲۰۔ ناصر کاظمی

ڈاکٹر عارف گوہر نوشاہی نے دورانِ گفتگو ایک دفعہ کسی موقع پر ڈاکٹر سید جاوید اقبال کو بتایا تھا کہ پاکستان میں آپ کے خطوط کی تعداد ۴ ہزار کے لگ بھگ ہوگی۔

اس مقالے کی ترکیب اس طرح ہے کہ تمام مکتوب الیہم کے خطوط الف بائی ترتیب سے پیش کیے گئے ہیں لیکن اس ترتیب میں زمانی تسلسل کو مدِنظر رکھا گیا ہے۔ ہر مکتوب الیہ کا تعارف خطوط کے حواشی سے پہلے دیا گیا ہے۔ خط میں موجود اہم افراد اور دیگر کی وضاحت حواشی میں کی گئی ہے۔ املا وہی ہے جو مکتوب نگاروں کا ہے۔ تاریخ کے معاملے میں بھی اسی امر کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے اور درست املا قوسین کبیر میں پیش کیا گیا ہے۔

ان خطوط میں کچھ خط ایسے بھی ہیں جو بظاہر بہت غیر اہم ہیں۔ لیکن، چونکہ ڈاکٹر مختار الدین احمد نے یہ مکاتیب

انتخاب کر کے بھیجے تھے اس لیے ہم نے ان میں سے مزید انتخاب نہیں کیا۔ البتہ ۳ خط ایسے ہیں جو ڈاکٹر صاحب کو تحریر نہیں کیے گئے اس لیے ان کو حواشی کے بعد ضمیمہ میں پیش کیا جائے گا ۱۲ کے قریب ایسے خطوط بھی ہیں جو فوٹو کاپی صاف نہ ہونے کی باعث بالکل بھی پڑھے نہیں جا سکے۔

پیش کردہ تمام خطوط مختار الدین صاحب کی مکتوباتی زندگی کو پیش کرتے ہیں ان میں بعض غیر اہم خطوط بھی ان کے اسفار اور راستوں کا پتہ دیتے ہیں اس اعتبار سے اہم تحقیقی ماخذ قرار دیے جا سکتے ہیں۔

اب ذیل میں خطوط مع ضروری حواشی و حوالہ جات کے پیش کیے جاتے ہیں۔

☆اسماعیل پانی پتی

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ باعثِ اعزاز ہوا میں نے آپکو کئی خط لکھے مگر جواب نہ آیا۔ اب آپ کے گرامی نامہ سے معلوم ہوا کہ علالت اور مکروہات اس کا باعث تھے۔ میں بھی پچھلے دنوں سخت مضمحل اور پریشان رہا۔

اسکا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ میرا نہایت ہی لائق، سعادتمند، قابل اور فاضل فرزند محمد احمد امین عالمِ شباب میں عمر ۳۲ برس عالم بالا کو سدھار گیا۔ اور میری دنیا کو دوزخ بنا گیا۔ مرحوم نے اپنی ذرا سی زندگی میں بے انتہا قابلیت کے ساتھ پچیس (۲۵) کے قریب عربی کی نہایت اعلیٰ کتابوں کا اردو میں مہارت کے ساتھ ترجمہ کیا اور بکثرت علمی مضامین اخبارات اور رسائل میں لکھے۔ ان اللہ

نقوش کے نہایت ہی شاندار لاہور نمبر میں جو ابھی شائع ہوا ہے۔ میں نے مرحوم کے کچھ حالات لکھے ہیں۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھی مرنے والے میں۔

۵۹ء میں مکتوبات سرسید کا پہلا اڈیشن شائع ہوا تھا۔ اب انشاء اللہ عنقریب دوسرا اڈیشن ۲ شائع ہونے والا ہے۔ جس کے لیے بہت سے خط میں نے بڑی مشکل سے اور محنت سے فراہم کیے ہیں۔ اگر آپ مہربانی فرما کر اس سلسلہ میں میری اعانت اور مدد فرما سکیں تو میں اس عنایت کے لئے بے انتہا شکر گذار اور ممنون ہونگا۔ اور آپ کے الطاف کرم کی بدولت میرا مجموعہ بہت حد تک مکمل ہو جائیگا۔ آپ کے پاس تو سرسید کے بہت سے غیر مطبوعہ خطوط کا نایاب ذخیرہ ہے جو کچھ آپ دے سکیں ضرور بھیجدیں۔ میں اُن کو آپ کے شکریہ کے ساتھ مکتوبات سرسید جلد دوم میں شامل کردونگا۔ خدا کرے آپ اچھے ہوں۔ والسلام

خادم اسماعیل عفی عنہ

۲۰ رشوال ۱۳۸۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حالی پبلک لائبریری

بلڈنگ نمبر ۱۸، رام گلی نمبر ۳ ☆، لاہور

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ

حضرت محترم   السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ

مدت دراز کے بعد آج اچانک آپ کا گرامی نامہ باعث صد اعزاز ہوا۔ میرے دل میں آپ کے علم وفضل اور آپ کے ادبی ذوق کے باعث آپ کی بے انتہا قدر ومنزلت ہے اور اس عزت واحترام نے مجھے جرأت دلائی تھی کہ میں اپنی مشکل میں آپ سے رجوع کروں۔ سب سے بڑھ کر مجھے ناز اسلامی اُخوت اور دینی یک جہتی پر تھا جس کی وجہ سے مجھے یقین تھا کہ آں محترم ضرور میری دستگیری اور مشکل کشائی فرمائیں گے۔ مگر جب متعدد خطوط لکھنے پر بھی میں اپنی بدقسمتی کے باعث جواب سے محروم رہا تو مجبوراً خاموش ہو کر بیٹھ رہا۔ اور کرتا بھی کیا؟ اس مایوسی کی اندھیری رات میں آج آپ کا والا نامہ نہایت تیز روشنی کا بلب ثابت ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ آپ نے عرصہ دراز کے بعد یاد فرمایا اور یہ مژدہ بھی سنایا کہ آپ کچھ مواد بھیج رہے ہیں۔ جس کے لیے میں پیشگی آپ کا نہایت درجہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اس عنایت کے لیے بیحد ممنون ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

آپ کا مرسلہ مواد ابھی تک نہیں پہنچا۔ ممکن ہے ایک دو دن میں آجائے۔ مگر آپ نے اپنے اس عنایت نامہ میں جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ "میں "فکر ونظر" کی پہلی قسط تمھیں پہلے بھیج چکا ہوں"۔ تو میرے محترم! میرے پاس "فکر ونظر" کا کوئی پرچہ نہیں آیا۔ آپ نے یقیناً بھیجا ہوگا۔ مگر وہ مجھ تک نہیں پہنچا۔ میں بے حد ممنون ہوں گا اگر تکلیف فرما کر دوبارہ پرچہ بھیج دیں۔ یا ان خطوط کی نقل ارسال فرمادیں جو اُس شمارہ میں شائع ہوئے ہوں۔ مجھے آپ کے پرچے کا بے صبری سے انتظار ہے جو یقیناً نہایت قیمتی اور نایاب خطوط پر مشتمل ہوگا۔

میرے مشاغل آپ نے دریافت فرمائے ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ میں ایک جاہل محض شخص ہوں۔ کسی قسم کی قابلیت اور لیاقت نہیں رکھتا۔ ایسے شخص سے علمی خدمت کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ مگر یہ قدرت کی ستم ظریفی ہے کہ باوجود علم سے کورے ہونے کے اس نے میری روزی لکھنے پڑھنے میں محدود کر دی۔ اور اب میں اپنی قسمت کے لکھے کو پورا کر رہا ہوں۔ ہزارہا مضامین اخباروں میں لکھ کر میں نے اپنی روزی پیدا کی ہے۔ اور اپنی عمر کے مطابق (۷۰) کے قریب کتابیں لکھ کر اپنے پیٹ کی آگ بجھائی ہے۔ اب آکر جبکہ قلب وجگر دل ودماغ قریباً بیکار ہو گئے ہیں۔ لکھنے کی طاقت اور سوچنے کی قوّت قریباً سلب ہو چکی ہے تو گورنمنٹ نے میری ضعیفی کے پیش نظر میرا کچھ وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔ اور میں اس کی عنایت کی بدولت خاموشی کے ساتھ ایک کونے میں بیٹھا ہوا زندگی کے دن موت کے انتظار میں بسر کر رہا ہوں۔ اللہ پاک ایمان واسلام کے ساتھ خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین

میں سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں، اب اس عریضہ کو ختم کرتا ہوں۔ خدا کرے آپ عافیت سے ہوں۔ والسلام

آپ کا نہایت ناچیز خادم

اسماعیل عفی عنہ

☆الطاف علی بریلوی سیّد

Phone Office: 79336
Res: 79369

All Pakistan Educational Conference

Registered No. (384 - 1951, 52) under act XXI of 1860

Saeeda Manzil
(Near) Sir Syed Girls College
Nazimabad
Chaurangi No.1

Ref. No. 9968/63-64 KARACHI 18/4 196[4]

محب گرامی قدر جناب ڈاکٹر آرزو صاحب، السلام علیکم

آپکا کرم نامہ مورخہ یکم فروری ۱۹۶۴ء ہدست ہوکر دلی مسرت کا باعث ہوا۔ گونا گوں مصروفیات کے باعث تاخیر جواب کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ میں آپکو اور آپکی محبت کو ابھی تک نہیں بھولا ہوں اور آپکے علمی و تحقیقی کارناموں کی اطلاع سے مجھکو قلبی و روحانی شادمانی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپکی عمر دراز کرے اور آپ ملّت اسلامیہ کی بیش از بیش خدمات انجام دیں۔

مجلّہ علوم اسلامیہ افسوس ہے کہ میں ابتک کوئی پرچہ نہ پڑھ سکا۔ لائبریرین کو ہدایت کی ہے کہ موصولہ پرچے اکٹھے کرکے مجھے دیدیں۔ میں آپ سے کیا عرض کروں کہ عمر کے آخری حصّہ میں ترک وطن کے باعث مجھے یہاں کسقدر محنت کرنی پڑی اور چند سال تک بے سروسامانی کی بدولت کیسی کیسی جانکاہ مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ اعضائے رئیسہ کافی کمزور ہوگئے ہیں اور اب جبکہ کامیابی سے ہم کنار ہوں تو زیادہ محنت نہیں ہو پاتی۔

احتیاطاً اپنے قیمتی مجلّہ کا ایک سٹ آپ مجھے اور بھیج دیں اسکو میں اپنے ذاتی کتب خانہ میں رکھنا چاہتا ہوں۔

''العلم'' کی جلد ۱۲ کے شمارے نمبر ۱، ۲، ۳ مرسل خدمت کر رہا ہوں۔ انکے علاوہ پچھلی تمام جلدوں کی فراہمی و ترسیل بہت دُشوار ہے خود ہمارے یہاں کافی شماروں کا اسٹاک بالکل ختم ہوگیا ہے۔ صرف فائل کا پیاں باقی ہیں۔

میں علیگڈھ چالیس پچاس پرچے قدیم احباب اور مختلف لائبریریوں کو بھیجتا رہا ہوں۔ جو ناقدری کا شکار بنے پڑے ہونگے۔ ادنیٰ توجہ سے آپکو دستیاب ہوجائنگے۔

آپکو یہ سنکر بڑی خوشی ہوگی کہ میری بڑی لڑکی سلطان فاطمہ سلمہا ایم۔ اے لیکچرر اپوا کالج کا رشتہ مولوی رفیع الدین بلخی مرحوم ایڈوکیٹ پٹنہ کے صاحبزادہ سید وسیم الدین بلخی ایم۔ اے سے ہوا ہے اور اسطرح میں بہار سے قریب تر ہوگیا ہوں۔

خدا کرے آپ مع متعلقین بخیر و عافیت ہوں۔ جملہ پرسان حال کی خدمت میں سلام علیک۔

مخلص

سیّدالطاف علی بریلوی

(۱)

☆بزمی انصاری

A. S. Bazamee Ansari
Member Executive Committee
Encyclopaedia of Islam,
Formerly Editor-in-Chief,
Islamic Studies (Karachi)

Phone: 615283
A/87, Block 'N'
North Nazimabad
Karachi-33

Dated 16.6.80

مکرمی و محترمی۔السلام علیکم

امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔ ایک مدت کے بعد یہ خط ارسال کر رہا ہوں۔ اُمید ہے ہمدرد اسلامیکس[۱] برابر آپ کی خدمت میں پہنچ رہا ہوگا۔ اپنی گرانقدر رائے سے مطلع فرمایئے۔ تاکہ پرچہ کو مزید مفید بنایا جاسکے۔ نیز اپنا کوئی مقالہ بھی اشاعت کے لئے عنایت فرمایئے۔ پارسال جب ڈاکٹر ریاض الرحمٰن[۲] کراچی آئے ہوئے تھے میں نے ان کے ذریعے بھی یہی گزارش کی تھی۔ مگر ایک سال گزر جانے کے باوجود کوئی مقالہ نہیں ملا۔ کیا میں توقع کروں کہ آپ اور آپ کے رفقاء ادھر توجہ فرمائیں گے۔

المجمع الھندی العربی[۳] کے مجلّہ کے پہلے شمارے پر میں نے تبصرہ کر دیا تھا جو یقیناً آپ کی نظر سے گزرا ہوگا۔ خدا جانے مجلّہ کے کتنے شمارے اور شائع ہوئے مگر یہاں نہیں پہنچے۔ ایسے ہی مجلّہ علوم الاسلامیہ[۴] بھی یہاں نہیں آتا۔ اگر ممکن ہو تو پچھلے کچھ شمارے بھجوا دیجیے۔ ہمدرد لائبریری[۵] کے نام۔

معلوم ہوا ہے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی فیکلٹی آف دینیات [کے زیرِ اہتمام] پندرھویں صدی ہجری کے سلسلے میں کوئی کانفرنس اکتوبر میں منعقد ہو رہی ہے۔ اور پاکستان میں بعض حضرات کو اس میں شرکت کے دعوت نامے بھی آچکے ہیں۔ کوئی اقبال حسن خان صاحب کنویز ہیں۔ میں ممنون ہونگا اگر ایک باقاعدہ دعوت نامہ مجھے بھی ارسال کر دیا جائے۔ آپ ازراہ کرم اقبال حسن خاں صاحب کو متوجہ فرمائیں۔ وہ شاید مجھ سے متعارف نہیں۔ انشاء اللہ زندگی بخیر کانفرنس کے موقع پر آپ حضرات سے نیاز حاصل ہوگا۔ میں آخری مرتبہ علی گڑھ ۱۹۴۱ء میں گیا تھا۔ جب ڈاکٹر ضیاء الدین مرحوم[۶] وائس چانسلر تھے۔ اس کے بعد پھر جانا نہیں ہوا۔ اب شاید آپ [---] ہو جائے۔

ہمدرد اسلامکس کی ترتیب و تدوین میں ہر ممکن کوشش کرتا ہوں پھر بھی کوتاہیوں کا احساس باقی رہتا ہے۔

علی گڑھ سے اگر کوئی نئی کتابیں شائع ہوئی ہوں تو ازراہِ کرم تبصرہ کے لئے روانہ فرمایئے۔ خواہ کتابیں کسی زبان میں ہوں۔ تبصرہ کر دیا جائے گا۔ ڈاکٹر ریاض الرحمٰن شروانی۔ پروفیسر اقبال احمد انصاری[۷] اور پروفیسر اسلوب احمد انصاری[۸] اس دور افتادہ کا سلام مسنون پہنچا دیجیے۔ والسلام

جواب کا منتظر۔۔۔

بزمی انصاری
عفی عنہ

☆جوش ملیح آبادی

(۱)

Josh Malihabadi

۲۰۹،بی،
سِندھ مُسلم ہاؤسنگ سوسائی ٹی،
کراچی

۱۔۴۔۵۷

صُبح ۴/۱/۲[ساڑھے چار] بجے

آرزوٗ صاحب، یادآوری کا شُکریہ، اوٗر ناسازگاری طبع کی بناء پر، بتاخیر جواب دینے کی معذِرت قبول کیجیے۔ آپ کے سُوالات کے سِلسِلے میں عَرض ہے کہ:

۱۔ میرا خیال ہے کہ: حُسام الدَّولہ، تہوّر جنگ نوّاب فقیر مُحمّد خاں، گویاؔ، گنول ہار میں پیدا ہُوئے تھے، جو ملیح آباد کا ایک محلّہ ہے۔ بعض لوگوں سے سُنا ہے کہ وہ اپنے باپ مُحمّد بلند خان کے ساتھ، دَرۂ خیبر سے، ہندوستان آئے تھے۔

۲۔ بے شک اُنھیں آموں کا بہُت شوق تھا، اُنھوں نے بہُت سے باغ لگائے تھے، مشہور آم ''سفیدہ'' اُنھیں کی ایجاد ہے۔ بڑی بوڑھیوں سے سُنا ہے کہ بعض خاص آم دودھ سے سینچے جاتے تھے، اور وہاں سپاہیوں کا پہرا رہتا تھا۔

۳۔ صَفیر بلگرامی ۲ کا یہ کہنا کہ مَرحوم کا کلام خواجہ وَزیر ۳ کی چھَٹی (رَدّی) غزلوں کا مجموعہ ہے، حقیقت کی رو سے غلط ہی نہیں، کسی بدنفسی کی بناء پر، دَروغ بافی واِفتِراء بھی ہے۔

حضرۃ گویاؔ نے ناسخ ۴ کے علاّوہ کسی اور سے اِصلاح نہیں لی تھی۔ اور خواجہ وَزیر کی حیثیت اُن کی سَرکار میں ایک مُصاحِب سے زیادہ نہیں تھی۔

۴۔ یہ بھی صَریحی غلط بیانی ہے کہ اُنھوں نے اپنا تخلُّص کسی سے خریدا تھا، اِس تمسخر انگیز ''خَریداری'' کی کوئی معقول وجہ بھی ذہن میں نہیں آتی۔

۵۔ میرے پاس حضرۃ جدِّ مغفور کا جو قلمی نُسخہ تھا، وہ میری تمام ذاتی وخاندانی کتابوں کے ساتھ ایک ایسے چور کے ہات لگا جو اُسے رَدّی کی طرح فَروخت کر چکا ہے۔

۶۔ میرے کراچی کے ایک دوست پیر حُسام الدِّین صاحِب راشدی ۵ کا بیان ہے کہ مَرحوم کا دِیوان کراچی میں طَبع ہُوا تھا، اور اِس وقت بھی یہاں کے کسی کُتُب فَروش کے وہاں مَوجود ہے۔ جِسے میں جلد خَرید کر محفوظ کرلوں گا۔

۷۔ سَن وَفات کا مُجھے عِلم نہیں ملیح آباد میں میرے ایک چچا ہیں خواجہ مُحمّد خاں، اُن کو شاید عِلم ہوگا۔ اُن کا پتا ''میرزا گنج، ملیح آباد (لکھنو)'' ہے۔

۸۔ میرے خیال میں تو حضرۃ جانِ عالم ۶ کے دَور تک مَرحوم کے عُروج کا دَور رہا تھا۔

۹۔ میرے عِلم میں نہیں کہ مَرحوم کتنے سپاہیوں کے سَردار تھے۔

۱۰۔ دادی جان اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ بیٹا تُمھارے پَر دادا کی سرکار میں چَودہ، پَندرہ سَو ذاتی سپاہی مُلازِم تھے، اور چوں کہ میری دادی، حضرۃ گویا زمانہ دیکھے ہُوے تھیں، اِس لیے یہ بیانِ غلط نہیں ہوسکتا۔
اِس کے عِلاوہ میں دکن میں تھا تو شاہ جہاں پور کے ایک صاحِب نے مجھے اپنی لکھی ہُوی ایک تاریخی کِتاب نامَہ مُظَفَّری ےُ بطورِ تحفہ دی تھیں، میرا خیال ہے کہ اُس میں بھی حضرۃ مَرحُوم کے ذاتی سپاہیوں کی یہی تعداد دَرج ہَے۔

نیازمند

جوش

میرے قرابت داروں میں سے ایک صاحب ولی کمال ایم اے ہیں، اُنھوں نے حضرۃ گویا کے باب میں بہت کچھ تحقیقات کر کے مسالہ جمع کیا ہے، وہ لکھنؤ میں کہیں رہتے ہیں۔
آپ اُن کے بھائی قوی کمال سے اگر دریافت کریں گے تو اُن سے اُن کا پتا چل جاے گا، قوی کمال ایل ایل بی کا پتا ہے ''معرفت خان بہادر مُحمد یُوسف خاں، ملیح آباد (لکھنؤ)

☆حسام الدین راشدی

(۱)

HUSSAMUDDIN RASHDI

ALI RAZA HOUSE
60. AL-HUMRA SOCIETY
KARACHI-0816
29/12/80

محترم ڈاکٹر صاحب

کرم نامہ شفقت خواجہ صاحب کے ذریعے کل ملا، بڑی عنایت اور ذرہ نوازی کہ آپ نے یاد فرمایا۔

۱۔ نصرت نامہ۲ مل گیا یہ دراصل علی گڑھ والے نسخہ کی ہی نقل ہے جو آپ نے میکروفلم سے کاپی کرایا تھا، چونکہ فلم خراب تھی اسلئے صاف پڑھنا مشکل ہو گیا بہر حال آپ کی عنایت سے یہ مشکل اب حل ہو گئی جسکے لیے ہم سب آپ کے شکر گذار ہیں۔

۲۔ یہ کتاب اختتام پر ناقص ہے، نیز جلد دوم گم ہے، اگر آپ سید ہاشم صاحب سے۔۔۔ اول اور صفحات پر جو کچھ منتشر نوٹ اشعار اور مہریں ہوں انکی نقل کر کے بھیجدیں تو بہت مدد ملے گی نیز یہ بھی معلوم ہو سکے کہ یہ نسخہ یونیورسٹی سے پہلے کس کی ملک میں تھا تو ممکن ہے کچھ اندازہ ہو سکے!

۳۔ ڈاکٹر ریاض الاسلام۳ صاحب کو آپ کا کوئی خط نھیں ملا، میں نے کل ہی پوچھا بلکہ وہ منتظر تھے، اب میں انکو سید ہاشم۴ صاحب کے عزیز کا پتہ دے دونگا کہ ان کو ادائیگی کر دیں۔

۴۔ دیوان ابن عطا السندی۵، سندھی ادبی بورڈ نے کئی سال ہوئے شائع کیا تھا اب اگر کوئی کاپی موجود ہو گی تو چند دن کے اندر آپکی خدمت میں بھیجدی جائیگی، اطمینان فرمائیں۔

۵۔ کسی اور شاعر کے دیوان کے اوراق برابر ڈاکٹر بلوچ۶ کو ملے تھے جواب بھی انکے پاس ہونگے۔ نام اس وقت یاد نھی۔ مجھ سے ملے تو ان سے پوچھ کر لکھونگا

۶۔ مولانا عبدالعزیز[۷] مرحوم کے ارشادات ممتاز حسن مرحوم[۸] نے ٹیپ کرائے تھے۔ غالباً ''اردو نامہ''[۹] میں، شائع ہوئے تھے۔ میں کل دفتر سے معلوم کر کے آپکو رسالہ بھجوادونگا اور اگر کچھ مواد غیر مطبوعہ ہے تو اسکی نقل بھی ارسال خدمت ہوگی۔

۷۔ حضرت مولانا کی کئی تصاویر میرے پاس موجود ہیں جو میں نے نکالی تھیں۔ نیز کچھ ان کے خود نوشت سوانح کے حصے بھی میرے پاس ہیں۔ میں فرصت سے دونوں چیزیں آپکو بھجوادونگا۔ ڈاکٹر بلوچ نے ایک بڑے عرصے تک ان کے ملفوظ نوٹ کیئے تھے، پوچھونگا کہ انکا کیا ہوا؟

۸۔ ڈاکٹر ریاض الاسلام صاحب سے کل پرسوں تاکید کردونگا کہ تمام مطبوعات آپکی خدمت میں ارسال کردیں، نیز سندھی ادبی بورڈ[۱۰] اور انجمن ترقی اردو کی ضروری مطبوعات بھی آپکی خدمت میں روانہ کردی جائینگی، لیکن یہ جنوری کے وسط میں روانہ کی جائینگی

۹۔ یونیورسٹی نے کیا شایع کیا ھے؟ اگر معلوم ہو تو شاید کچھ بھیجنے کی درخواست کردوں۔

معارف[۱۱] کے ذریعے معلوم ہوا کہ غیریت [غیرت] خان کی تصنیف ''جھانگیر نامہ''[۱۲] یونیورسٹی نے شایع کیا ہے یہاں سے نواب زادہ راحت سعید چھتاری علی گڑھ گئے ہوئے تھے ان کو لانے کے لیے خط لکھا ہے، ۱۲ر تاریخ کو واپس ہونگے اگر یہ خط آپ کو پہنچ جائے تو نواب چھتاری[۱۳] کے دولت کدہ سے راحت میاں سے معلوم کرلیں۔ اگر نسخہ نہیں لیا ہے تو آپ انکے ذریعے بھیجدیں۔

میں نے غیریت [غیرت] خاں کے مدفن پر اور قبر کے کتبہ پر مضمون کئی سال ہوئے پڑھا تھا[۱۴]۔
آپکی کوئی خاص فرمائش ہو تو بلا دریغ لکھ دیں۔

والسلام
حسام الدین راشدی

(۲)

Hussamuddin Rashdi

36/5, Amil Colony-2
Karachi 5
11/8

محترم۔ السلام علیکم۔

معارف میں آپکا مضمون برٹش میوزم [میوزیم] کی نمائش[۱۵] پر نظر سے گذارا [گزرا]۔ کب سے ارادہ کر رہا تھا کہ آپکی خدمت میں چند گزارشات لکھوں، لیکن ایڈریس معلوم نہیں ہوسکا، آخر یہ مشکل حضرت عبدالعزیز صاحب میمنی[۱۶] نے دور کی اور آپ کا پتہ بتادیا۔

اس مضمون میں آپ نے ایک کلام مجید کا ذکر کیا ھے، جو سندھ کے کسی امیر کی ملک رہ چکا ھے، اس نسخہ کے سلسلہ مین مجھے پوری معلومات چاھئین۔

شاہ عبداللطیف[۱۷] کی ایک کتاب کا بھی آپنے ذکر کیا ھے۔ کیا یہ انکا مشہور ''رسالہ شاہ لطیف'' ھے یا کوئی نثر مین انکی دوسری تصنیف ھے۔ اسکی بھی تفصیل چاہئے۔

اگر زحمت نہ ہو اور آپ دونوں مخطوطوں کے سلسلہ میں کچھ مزید تفصیل سے مطلع فرمادیں، تو میں انتہائی احسان مند ہونگا۔
سندھ کی علمی تاریخ ۳ لکھی جارہی ہے اس سلسلہ میں یہ زحمت دے رہا ہوں۔
اُمید ہے کہ مزاج گرامی بخیریت ہوگا۔

والسلام
نیاز آگیں
حسام الدین راشدی

☆رشید حسن خاں

(۱)

C،۱۱/۱۱۔ ماڈل ٹاؤن
دہلی ۹
۲۴ رنومبر ۶۵ء

Model Town
Delhi-9

مکرمِ بندہ سلام مسنون

یاددہانی کا خط حاضر ہے۔ حسبِ ذیل امور آپ کی توجہ کے محتاج ہیں:

(۱) باغ و بہار کے جو مطبوعہ نسخے آپ کے پاس ہیں، وہ مرحمت فرمایئے۔ جلد از جلد ان سے متن کا تقابل کرکے واپس کردوں گا۔

(۲) ایشیاٹک سوسائٹی ۱ اور مولنا آزاد کالج کلکتہ کے کتب خانوں میں کیا باغ و بہار کا کوئی مخطوطہ ہے؟ آپ نے فرمایا تھا کہ آپ اس سلسلے میں کسی صاحب کو خط لکھیں گے۔ یہ کام آپ کی توجہ کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ میں کلکتے میں کسی سے واقف نہیں، نہ واں جانے کی سکت۔

(۳) چہار درویش فارسی کے مطبوعہ و قلمی نسخوں سے متعلق معلومات:

دونوں کتابیں بھی خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں، اور اس سلسلے میں بھی ایک زحمت دینا چاہتا ہوں:

یہ مکتبہ جامعہ ۲ کا سلسلہ ہے یہ چاہتا ہوں کہ مکتبے کے ماہنامے کتاب نما ۳ میں ''اہلِ نظر کی نظر میں'' کے عنوان سے اربابِ علم و فن کی آرا پیش کروں، میں بہ طور خاص درخواست کروں گا کہ آپ ان کتابوں سے متعلق اپنی مفصل رائے سے مطلع فرمایئے تاکہ اس کو میں اس عنوان کے ذیل میں پیش کرسکوں۔ اس عنوان کے ذیل میں صرف ۴،۵ افراد کی رائیں ہوں گی۔ ظہیر صدیقی صاحب ۴ آرہے ہیں۔ اگر وہ نسخے آپ ان کو دے دیں تو مجھ تک بہ حفاظت پہنچ جائیں گے۔ آپ کے خط کا منتظر ہوں اور نگاہ التفات کا بھی۔

نیاز مند
رشید حسن

یہ خط اور کتابیں زیدی صاحب ۵ کے ہاتھ ارسال ہیں۔ اگر ہوسکے تو باغ و بہار کے وہ نسخے آپ زیدی صاحب کو عطا کردیجیے یہ نہایت اہتمام و حفاظت سے مجھ تک پہنچیں گے اور اس طرح جلد ان سے فرصت ہوجائے گی۔

(۲)

C،۱۱/۱۱، ماڈل ٹاؤن
دہلی ۹
۲۴؍دسمبر ۶۵ء

محبِ مکرم سلام مسنون

باغ و بہار کا نسخہ کامل قریشی صاحب[۱] کے توسط سے موصول ہوا۔ منت پذیر ہوں۔ یہ صرف پہلے درویش کی سیر پر مشتمل ہے اور ناقص الآخر ہے۔ نیز سرورق بھی موجود نہیں۔ اس سے یہ معلوم نہیں ہو پاتا کہ یہ کس کا مرتب کردہ ہے۔ بہرحال کام ہو جائے گا اور بحفاظت واپس کیا جائے گا۔ البتہ ذرا تاخیر سے، مطمئن رہیے۔

فرہنگ کے جو صفحات اس کے ساتھ تھے، وہ دراصل فوربس[۲] کے مرتبہ نسخہ باغ و بہار کی فرہنگ[۳] سے متعلق ہیں۔ یہ اڈیشن میں دیکھ چکا ہوں اور اس کا ایک نسخہ انجمن کے کتب خانے میں بھی موجود ہے۔

آپ کے لطف خاص کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

نیازمند
رشید حسن

(۳)

T.C.9, Gwyer Hall
Delhi University
Delhi - 110007
21.04.1980

محبِ مکرم!

آپ کا خط موصول ہوا تھا۔ اُن دنوں میں یہاں تھا نہیں، ایک پریشانی میں مبتلا ہو کر شاہ جہان پور گیا تھا اور وہاں دس بارہ دن رکنا پڑا۔ اس کے بعد میں سخت بیمار ہو گیا، تیز بخار اور اُس کے متعلقات۔ بیزاری کا عجیب عالم رہا۔ اِن وجوہ سے جواب میں تاخیر اور بہت تاخیر ہوئی، اس کے لیے معذرت طلب ہوں اور آپ کے حُسنِ اخلاق سے متوقع ہوں کہ درخورِ عفو قرار دیا جاؤں گا۔

تنویر علوی صاحب[۱] کے یہاں ایک دن آپ کا مرتبہ دیوان[۲] دیکھا تھا۔ بلا مبالغہ عرض کروں کہ میں اس اندازِ ترتیب سے متاثر ہوا اور بہت زیادہ۔ آپ نے بالکل نیا اور نہایت درجہ مفید انداز اختیار کیا ہے۔ اس کی افادیت کا دائرہ زیادہ وسیع ہو گیا ہے۔ اچھے کام کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اُس کی تعریف کی جائے اور میں اپنے آپ کو اُس کی تعریف پر مجبور پاتا ہوں۔ اس مفید اور اچھے کام پر میری طرف سے مبارک باد قبول کیجیے۔

شعبے میں آج کل فسانۂ عجائب[۳] کے متن کی تصحیح میں اُلجھا ہوا ہوں۔ عبارت کے [کا واک پن] نے بہت سی اُلجھنیں پیدا کر دی ہیں چوں کہ اعراب نگاری اور توقیف نگاری کا بھی التزام کیا گیا ہے اس لیے اُلجھنیں بڑھ گئی ہیں۔ ابھی اس

میں وقت لگے گا۔ اِس کے سبھی اہم نسخے مل گئے ہیں، اور یہ محض حُسنِ اتفاق ہے، لیکن ایک عجیب بات یہ ہے کہ نول کشوری نسخہ نہیں مل سکا ہے۔ منشی نول شور نے ۱۸۶۷ء میں اِس کے حقوقِ اشاعت سرور سے خرید لیے تھے اور اُسی سال اس کا ایک اڈیشن اہتمام کے ساتھ چھاپا تھا۔ یہ گویا باضابطہ پہلا ایڈیشن تھا اس مطبع کا۔ بس یہی اب تک نہیں مل سکا ہے، نہ لکھنؤ میں ملا، نہ بنارس میں۔ اللہ جانے کہاں غائب ہوگیا ہے۔

آج کل آپ کیا کر رہے ہیں؟ بے کار تو آپ بیٹھنے سے رہے۔ خدا کرے آپ بہ عافیت ہوں۔

رشید حسن خان

(۴)

گائیر ہال، دہلی یونیورسٹی

دہلی

مکرمی! آداب

انجمن ترقی اردو کی مجلس عام رکنیت کے لیے بھی میرا نام بھی بعض احباب نے تجویز کیا ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ کی حمایت کا متمنّی ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ پہلے کی طرح اِس بار بھی آپ کی ''طرف داری'' مجھے حاصل رہے گی

نیازمند

رشید حسن خان

۹ر دسمبر ۸۷ء

(۵)

مکرمی! آداب

آپ کا مرقومہ ۲۲ر اگست موصول ہوا تھا، اس عنایت کے لیے شکر گزار ہوں۔

یہ بات میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ قاضی صاحب[۱] کے خط میں نے خلیق انجم صاحب[۲] کے اصرار پر انجمن ترقی اردو کو دے دیے تھے، وہیں محفوظ ہیں۔

جہاں تک حواشی کا تعلق ہے تو یہ بات میرے ذہن میں قطعی طور پر واضح اور روشن ہے کہ حواشی نہیں ہونا چاہیے۔ کئی وجوہ کی بنا پر، من جملہ اُن کے یہ بھی ہے کہ جن مختلف لوگوں کے نام خط ہیں، اُن سب کے جملہ معاملات اور کیفیات سے آپ ضروری نہیں کہ کماحقہٗ واقف ہوں، آپ اپنے نام کے خطوں پر تو حواشی لکھ سکتے ہیں، مگر دوسروں کے خطوں پر حواشی اُس اعتماد کے ساتھ نہیں لکھ سکتے۔ اِس میں اختلافات بھی ہو سکتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اصل حقائق کے خلاف کچھ لکھا جائے، عدمِ معلومات کی بنا پر۔ اِس کے علاوہ، دوسروں سے متعلق تحریروں پر، یوں بھی اِس طرح کچھ لکھنا مناسب نہیں۔ معاصرت سب سے بڑی آفت ہوا کرتی ہے۔ پھر یہ کہ آدمی قاضی صاحب کی تحریر پڑھنا چاہے گا، دوسروں کی نہیں۔ ضخامت بھی ایک مسئلہ بن جائے گا۔

جی ہاں، جمیل جالبی صاحب[۳] کا خط آیا تھا۔ میں نے فہرست مقالات بنانے سے فی الوقت معذوری ظاہر کی ہے۔ آپ جیسے حضرات اِس کام کو بہتر طور پر کر سکتے ہیں۔

انجمن کے لیے سات (۷) نام تجویز کرنے کے بارے میں یہ عرض ہے کہ اِس کام کو بھی میں نے اپنے سے بہتر افراد کے لیے چھوڑ دیا ہے، میں ایسے جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہتا۔

توقع کرتا ہوں کہ آپ مع متعلقین بہ عافیت ہوں گے۔

مخلص

رشید حسن خان

۲۹/اگست ۸۸ء

(۶)

مکرّمی!

آپ کا خط ملا تھا۔ پرسش کے لیے نہایت درجہ شکر گزار ہوں۔ آنکھ میں ابھی ذرا سا کچّا پن ہے۔ یوں مفصّل خط نہیں لکھ سکتا، اِس کی معذرت۔ وہ کتاب محفوظ ہے، کام مکمل ہونے پر انجمن کی [کو] ضرور دے دی جائے گی۔ ہاں فسانۂ عجائب کو انجمن نے چھاپا ہے مگر میری آنکھوں نے ابھی تک اسے دیکھا نہیں۔ شاید چند روز میں دیکھنے کو ملے۔

ایک بار پھر شکریہ اور اس ناتمام خط کی معذرت

مخلص

رشید حسن خان

۲۱/دسمبر ۸۹ء

(۷)

RASHEED HASSAN KHAN
T.C- 9 Gwyer Hall
Delhi University, DELHI-110007

مکرمی! آداب

اُردو ادب ۱ میں آپ کا مقدمہ پڑھا، سچی بات، یہ ہے کہ [کہ] اِسے پڑھ کر جی خوش ہو گیا۔ آپ نے بہت ضروری باتوں کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے، مگر میں یہ بات کسی طرح بھی معلوم نہیں کر سکا کہ ''نین سکھ'' نام کہاں آیا ہے؟ کیا اس دیوان میں کہیں آیا ہے؟ یا پھر کہیں اور۔

مگر خط لکھنے کی وجہ کچھ اور ہے، آپ نے میر عبدالجلیل بلگرامی کے ۲۲ خطوں کے سلسلے میں ایک انگریز مولّف کی کتاب کا حوالہ دیا ہے، حُسنِ اتفاق سے یہ نسخہ میرے پاس محفوظ ہے۔ دنوں سے رکھا ہوا تھا، بھول بھی گیا تھا، آپ کی تحریر میں اس کا حوالہ دیکھا تو یاد آ گیا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ فارسی مکاتیب کے متن کو غالب نامہ ۳ میں شائع کرا دوں ایک دو صفحے کے پیش لفظ کے ساتھ۔ آپ کی رائے اس باب میں کیا ہے۔ کیا یہ مناسب رہے گا؟

مخلص

رشید حسن خان

۲۰/نومبر ۹۲ء

محبِّ مکرّم!

معذرت طلب ہوں کہ خط کا جواب بہت تاخیر کے ساتھ لکھ رہا ہوں، تاخیر کی ایک وجہ تو میری بیماری ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کا پتا میرے پاس نہیں تھا۔ خط میں آپ نے لکھا نہیں تھا۔ حبیب خاں[۱] کو خط لکھا، کل وہ خود آئے پتا لے کر، تب آج یہ خط لکھ رہا ہوں۔

تحریک[۲] کا سلور جوبلی نمبر میرے پاس تھا، مگر رہا نہیں۔ اب تفصیل کیا عرض کروں۔ وہی ہوا جو عموماً ہوتا ہے۔ اُس میں میرے مضامین ضرور تھے اور قاضی صاحب کے بھی تھے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کہاں ہوگا۔ بمبئی میں رضا صاحب[۳] کے پاس ہو سکتا ہے۔

میرے پاس قاضی صاحب کا کوئی مضمون نہیں۔ جگہ کی تنگی کی وجہ سے میں نے سارے پرانے رسالے دے دیے، یوں وہ سب ذخیرہ ادھر اُدھر ہو گیا۔ غالب نامے[۴] میں ایک طالب علم جمیل احمد خان نے قاضی صاحب کے مضامین کا اشاریہ مرتب کر کے شائع کیا تھا۔ وہ تو آپ کے سامنے ضرور ہوگا۔

آجکل[۵] کا اشاریہ شائع ہوا ہے اُس میں بھی قاضی صاحب کے مضامین ہیں۔

املاے خطوط کے بارے میں میری راے یہ ہے کہ مسلّمہ املا کو اختیار کرنا چاہیے۔ املاے مصنّف (یعنی مکتوب نگار) کے لیے اُس کے مختلف زمانوں کے چند خطوں کے عکس شامل کیے جائیں، اس سے صورتِ حال کی وضاحت ہو جائے گی۔ مقدمۂ مرتّب میں اس کی صراحت کر دی جائے کہ اِن وجوہ سے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ بعض باتیں تو طے شدہ ہیں۔ مثلاً اضافت کی صورت میں ی اور ے پر ہمزہ کا نہ لکھنا، ہاے ملفوظ و مخلوط کا امتیاز، غیر عربی فارسی لفظوں کے آخر میں ہاے مختفی کی جگہ الف، ہاے ملفوظ کے نیچے شوشہ بہ طورِ علامت۔ میری نظر میں اِس لحاظ سے اُن کی مفصل ترین تحریر قاطع برہان[۶] و رسائل متعلقہ ہے۔ اِس کا مکمّل مسوّدہ قاضی صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور کتابت حرف بہ حرف اُسی کے مطابق ہوئی ہے۔ چوں کہ کاپیاں میں نے پڑھی تھیں، اس لیے مجھے یہ بات معلوم ہے۔ اُس میں جو املاے الفاظ ہے، آپ بلا تکلّف اور بلا تامّل اور بلا استثنا اُسی کو معیار مان لیجیے۔

اب ایک مشورہ: آپ کو معلوم ہوگا کہ انتخاب غالب[۷] کا اصل نسخہ ڈاکٹر صدیقی مرحوم[۸] کے پاس تھا۔ وہ اُس کو مرتّب کر کے چھاپنا چاہتے تھے، مگر چھاپ نہ سکے اور اُن کے دوسرے کاموں کی طرح یہ کام بھی ناتمام رہا۔ اُن کے انتقال کے بعد ان کے صاحب زادے نے اب وہ سب کاغذ میرے پاس بھیج دیے ہیں۔ ان میں ڈاکٹر صدیقی مرحوم کے لکھے ہوئے حواشی ہیں اور مالک رام صاحب[۹] کا لکھا ہوا مقدّمہ ہے۔ یہ سب کتابت شدہ ہیں۔ متن کی کتابت بھی ہو چکی تھی بہت پہلے مرحوم کی زندگی میں۔ مگر یہ سب بٹر پیپر پر ہے۔ خیر۔ آپ یہ بتائیے کہ کیا اِس [محرّر] مجموعے کو چھپنا چاہیے؟ مرحوم نے متن کی کتابت اصل نسخے کے مطابق کرائی تھی یعنی اُسی املا میں۔ یہ اب اُلجھن میں ڈالنے والی چیز بن جائے گی، اِس کے متعلق آپ کی راے کیا ہے۔ کیا رضا صاحب نے اسے شائع کر دیا ہے؟ میں نے اُسے نہیں دیکھا۔ بہ ہر صورت سارے اُمور کو پیشِ نظر رکھ کر اپنے مشورے سے نوازیے۔

مخلص

رشید حسن خان

۱۱ر جون ۹۳ء

(۹)

گائزہال،
۳رجولائی۱۹۹۳ء

مکرمی! آداب۔

آپ کا خط مرقومہ ۱۴رجون یہاں خاصی تاخیر سے پہنچا تھا۔ رضا صاحب[۱] نے مجھے لکھا ہے کہ ''میری کتاب رقعات واشعارِ غالب[۲] اُسی ڈاکٹر عبدالستار صدیقی والے مخطوطہ ہی کا عکس ہے، آپ اُسے سامنے رکھ لیں اور پھر فیصلہ کریں کہ اسے دوبارہ چھاپنے کی کوئی اہمیت ہے کہ نہیں'' (مکتوب ۲۵رمئی ۹۳ء)۔ اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ وہ کتاب چھپ چکی ہے، مگر میں نے اُسے نہیں دیکھا اور اب آپ نے لکھا ہے کہ آپ نے بھی اُسے نہیں دیکھا۔ اُسے دیکھنا ضروری ہے، دہلی میں مجھے وہ کہیں نہیں ملی۔ آپ ہی تلاش کیجیے۔

مسلم صاحب[۳] خطوں کا جواب دیتے نہیں، ضروری باتیں پوچھتا ہوں، تب بھی خاموشی اُن کا جواب رہتی ہے۔ یہ مزید پریشانی ہے۔

دہلی میں وِنڈ ائنگ[۴] کی چھپائی کا انتظام نہیں۔ میرے علم میں صرف الٰہ آباد میں ہے، یوں یہاں اُس کا چھپنا مشکل تر ہے۔

آپ ذرا نذیر صاحب[۵] سے بات کیجیے سے دراصل غالب انسٹی ٹیوٹ[۶] کو چھاپنا چاہیے، وہ تیار رہوں تو میں سارا مسالا آپ کے پاس بھیج سکتا ہوں۔ اور کوئی ادارہ شاید ہی چھاپے۔ غالباً کتابت ازسرِ نو کرانا ہوگی۔ یہ بھی ایک مسئلہ ہے، پرانی کتابت کو الٰہ آباد بھیجا جائے تو شاید وہ لوگ صحیح بات بتا سکیں، مگر میں وہاں کسی کو جانتا نہیں۔ اب آپ ہی مشورہ دیجیے کہ کروں کیا!

تبدیلی مذہب کے بارے میں میں نے تو کچھ بھی نہیں سنا، محض افواہ معلوم ہوتی ہے۔ مجھے آپ کے مشورے کا انتظار رہے گا۔

رشید حسن خان

(۱۰)

مکرمی! آداب

۱۴رجولائی کا لکھا ہوا پوسٹ کارڈ ملا۔ شکریہ

میں کل پٹنے جا رہا ہوں چند روز کے لیے، واپسی ۲۵ر یا ۲۶ر تک ہوگی، حبیب خاں[۱] سے رابطہ پیدا نہ کرسکا، آپ اِس زحمت کو گوارا فرمالیجیے اور وہ کتاب کسی طرح ان کے ہاتھ بھیج دیجیے، اور اُن سے کہیے کہ وہ اُسے میرے پاس ڈاک سے بھیج دیں، یوں جلد تر مل جائے گی۔

خدا کرے آپ بہ ہر وجوہ بہ عافیت ہوں۔

نیازمند
رشید حسن خان
۲۰رجولائی ۹۳ء

(۱۱)

محبِّ مکرم!

میں نے ایک خط لکھا تھا، پھر مجھے پٹنے جانا پڑا۔

رضا صاحب[۱] کی اُس کتاب کا مجھے انتظار ہے۔ میں اُسے دیکھے بغیر کوئی قطعی رائے قائم نہیں کرنا چاہتا۔ ہاں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ وہ رسالہ چھپ جائے۔ اگر حبیب خاں[۲] وہاں کہیں آپ کے ہاتھ آ جائیں تو اُن کے ہاتھ بھیج دیجیے۔ میں اُن تک نہیں پہنچ پایا، اور فی الحال اُدھر جانے کا ارادہ بھی نہیں۔

اگر آپ ڈاک سے بھیج دیں تو پھر سارے واسطے ختم ہو جائیں گے۔ میری طبیعت آج کل روبراہ نہیں، زیرِ علاج ہوں۔ گھٹنے میں بہت درد ہے، ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ذرا سی ہڈی بڑھ گئی ہے، روز دو گھنٹے مشینی سنکائی اور مشینی مالش ہوتی ہے اور ابھی کم از کم مہینا بھر تک یہی سلسلہ جاری رہے گا۔

خدا کرے آپ مع متعلقین بہ عافیت ہوں۔

رشید حسن خان

۵ر اگست ۹۳ء

(۱۲)

مکرّمی!

مکتوب مرقومہ ۲ر ستمبر مل گیا شکریہ

حبیب خاں[۱] گئے ہیں تو واپس بھی ضرور آئیں گے، اُن کو آ جانے دیجیے، اُنھی کے ہاتھ سب چیزیں بھیجیے گا اِس طرح اطمینان رہے گا اور بہ حفاظت پہنچیں گی۔ رضا صاحب[۲] کی کتاب بھی ساتھ ہی بھیج دیجیے گا۔

توقّع کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صدّیقی مرحوم[۳] کے مسوّدے کے بارے میں آپ نے نذیر صاحب سے بات کر لی ہوگی۔ خدا کرے آپ بہ عافیت ہوں۔

مخلص

رشید حسن خان

۱۰ر ستمبر ۹۳ء

(۱۳)

مُحبِ مکرّم! آداب

اِس وقت صرف یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ "انشائے غالب"[۱] کو، آپ کے مشورے کے مطابق، مرتّب کر کے ناشر کے حوالے کر دیا گیا۔ غالباً اگست کے اواخر تک چھپ جائے گی۔ ترتیب یہ ہے: (۱) عرضِ مرتّب، (۲) مقدّمہ از مالک رام، (۳) متن (صدّیقی صاحب مرحوم کا کتابت کرایا ہوا)، (۴) حواشی از ڈاکٹر عبدالستار صدّیقی مرحوم (۵) حواشی از مالک رام (۶) اصل مخطوطے کا عکس۔ نام نیکِ رفتگاں ضائع مکن کو سامنے رکھتے ہوئے مرحوم مالک رام صاحب کی دونوں تحریریں شامل کر لی گئیں۔ آپ کی بھی خواہش یہی تھی۔

مسلم صاحب ۲ کو اطلاع دے دی گئی۔ کل ان کا خط آیا۔ اُس میں یہ بھی لکھا ہے کہ قاضی عبدالودود صاحب ۳ کے خطوط نکال کر الگ کر لیے ہیں اور چاہتا ہوں کہ انھیں خلیق انجم صاحب ۴ کو بھیج دوں۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے بھی اُن کو اس سلسلے میں کبھی خط لکھا تھا۔ خیر، انجمن میں آ گئے تو اُس صورت میں بھی آپ اُن سے استفادہ کر سکیں گے۔ مگر وہ کب بھیجیں گے، اِس کے متعلق میں کیا، کوئی بھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اُن کی رفتارِ کار کردگی پر مجھے بعض اوقات بہت حیرت ہوتی ہے۔ ہاں ''عرضِ مرتب'' میں آپ کے ایک خط کا ایک اقتباس بھی شامل کیا گیا ہے، جس میں اِس مجموعے کی اشاعت کے سلسلے میں مشورہ دیا گیا ہے۔ اصل مخطوطہ میں چاہتا ہوں کہ خدا بخش لائبریری پٹنہ ۵ میں جمع کرادوں۔ غالب انسٹی ٹیوٹ ۶ میں اس کا عکس پہلے سے موجود ہے۔ عطیۂ کالی داس گپتا رضا صاحب ۷۔

ہاں مجموعے کا نام ''انشاے غالب'' ہی رکھا ہے، اگرچہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ نام کس کا رکھا ہوا ہے۔

گلزارِ نسیم کا کام مکمل ہو گیا، کتابت ہو رہی ہے، آخرِ سال تک غالباً چھپ جائے گی، تقریباً ساڑھے چھے سو صفحات میں سارے مباحث سما پائیں گے۔ پورے معرکۂ چکبست و شرر ۸ پر محاکمہ کیا گیا ہے، اور اس کی جو اصل فارسی روایت ہے عزت اللہ بنگالی ۹ کی لکھی ہوئی، جواب تک چھپی نہیں اور کم سے کم لوگ اُس سے واقف ہیں، میں نے اُسے بھی شامل کر لیا ہے۔ مجھے پہلے تامل تھا فارسی روایت کی شمولیت میں، پھر خیال آیا کہ یہ اب نہ چھپی تو کبھی نہیں چھپے گی اور اصل چیز وہی ہے، چوں کہ اُس کو دیکھا نہیں گیا، اِس لیے لوگ اُس کے مندرجات سے عموماً بے خبر ہیں۔ یوں میں نے اُسے بھی شامل کر لیا۔ آپ کی اِس بارے میں کیا راے ہے؟

خدا کرے آپ بہ عافیت ہوں۔

رشید حسن خان

۲۴ رجون ۹۴ء

(۱۴)

گائر ہال

۲۶ ستمبر ۹۴ء

محبّ مکرم!

مکتوب مرقومۂ ۳۱ اگست، مجھے ۲۳ ستمبر کو ملا، جب میں ۲۴ دن کے بعد شاہ جہان پور سے واپس آیا۔ پھر بھی تاخیرِ جواب کی معذرت۔

مشفق خواجہ صاحب ۱ کے لفافے میں تین خط تھے، جو متعلق افراد کو فوری طور پر بھیج دیے گئے تھے۔ آپ کے نام کا کوئی خط اُس میں نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو سب سے پہلے وہی بھیجا جاتا۔ حبیب خاں ۲ کو بھی میں نے مطلع کر دیا ہے۔ خواجہ صاحب نے کسی اور کے لفافے میں آپ کا خط رکھا ہوگا، نام میرا یادرہ گیا۔

اُس موعودہ لطیفے کا منتظر ہوں اور مشتاق۔

انشاے غالب ۳ کی کتابت شدہ کاپی یعنی عرضِ مرتب کی کتابت میرے پاس بہ غرضِ تصحیح آئی تھی، کل ہی اُسے

واپس کیا ہے۔ اب خیال یہ ہے کہ دو(۲) مہینے میں ضرور چھپ جائے گی۔ آپ کے پاس اُس کا ایک نسخہ ضرور پہنچے گا۔ باقی کتابت تو تصحیح شدہ تھی، یوں میں نے اُسے نہیں دیکھا، یا یوں کہیے کہ اُس میں دخل دینا مناسب نہیں سمجھا۔

خدا کرے آپ بہ عافیت ہوں۔

رشید حسن خان

(۱۵)

محبِ مکرّم!

ایک خط پرسوں حوالۂ ڈاک کر چکا ہوں۔ کل رسالۂ تحقیق ملا۔ اُس میں آپ کا ایک خط وہ بھی ہے جس میں آپ نے لکھا ہے کہ کربل کتھا کا متن میں نے مرتّب کیا تھا۔ میں عرض کروں کہ ایسا ہے نہیں۔ میں جب شعبے میں آیا ہوں تو یہ متن مکمّل طور پر تیار کیا ہوا کتابت کے لیے رکھا تھا۔ جامعہ ملیہ میں ایک صاحب ہیں یا تھے، جن کا نام اب یاد نہیں آرہا، اُنھوں نے میرے آنے سے پہلے اس کام کو کیا تھا اور یونی ورسٹی نے اُن کو باضابطہ اس کام کا معاوضہ چک کی صورت میں ادا کیا تھا۔ معاوضے کی ادائگی کا چک میرے سامنے گیا تھا یوں مجھے یہ بات معلوم ہو سکی۔ یہ صاحب فاروقی صاحب کے قریب یا دور کے رشتے دار بھی ہیں۔

آپ اگر خط لکھنے سے پہلے معلوم کر لیتے تو یہ غیر صحیح بات تحریری صورت میں نہیں مرتسم ہو پاتی۔ کربل کتھا[۲] سے میرا تعلّق اس کے سوا کچھ نہیں کہ پریس سے جب پروف آیا ہے تو اُس کو ایک نظر ضرور دیکھا تھا، چوں کہ معلوم تھا کہ فاروقی صاحب[۳] ایک خاص تاریخ تک اِس کو بہ ہر صورت چھاپنا چاہتے ہیں، یوں کچھ کہنا بے کار تھا۔ تذکرۂ سرورؔ[۴] کے سلسلے میں کئی صفحوں پر مشتمل ایک یادداشت میں نے دی تھی یہ اس کے بعد کی بات ہے۔ اس میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اس کی طباعت شعبے کے لیے باعثِ بدنامی و رسوائی ہو گی، مگر وہاں بھی وہی بات تھی کہ تاریخ مقرر ہو چکی تھی اور اُس وقت تک کسی بھی صورت میں کتاب کا چھپنا ضروری تھا۔ فاروقی صاحب کو معیار سے کبھی کوئی دل چسپی نہیں رہی، اُن کی دل چسپیوں کے مراکز دوسرے ہوتے تھے۔ بہ ہر حال آپ کا خط پڑھ کر ایک غیر مصدّقہ بات لکھنے پر مجھے افسوس ضرور ہوا۔

رشید حسن خان

۲۸ ستمبر ۹۴ء

(۱۶)

مکرمی! آداب

۳۰ ستمبر کا خط آج ملا۔ میں دو[۲] خط آپ کو لکھ چکا ہوں، یہ ڈاک کی ستم ظریفی ہے کہ اب تک نہیں پہنچے۔

جاے علی خاں...... کا احوال مجھے معلوم نہیں۔ جو لغات میرے پاس ہیں، اُن میں یہ موجود نہیں۔ کوئی مقامی تلمیح معلوم ہوتی ہے۔

دہخدا کی کتاب امثال و حکم[۱] کی چار جلدیں ہیں، اُس میں اکثر و بیش تر امثال مندرج ہیں، یہ اُس میں بھی نہیں۔

قاضی صاحب[۲] کے جو خط محفوظ رہ سکے تھے، وہ میں نے انجمن میں جمع کرا دیے تھے، عرشی صاحب[۳] کے بھی چند خط بچے تھے، وہ بھی وہیں ہیں۔

انشاے غالب ۴ کے متعلق پچھلے خط میں لکھ چکا ہوں اور ایک خط رسالۂ تحقیق ۵ کے حوالے [سے] بھی لکھا تھا۔ میں پٹنہ نہیں گیا۔ مشفق خواجہ ۶ کے خط کے متعلق اُسی خط میں لکھ چکا ہوں۔

مخلص

رشید حسن خان

۴؍اکتوبر ۹۴ء

(۱۷)

مکرمی! آداب

آپ کا خط ملا! جی ہاں یہی نام ہے۔ آپ کو خوب یاد آیا، غالباً پہلے سے آپ کے ذہن میں یہ تھا۔

آپ کے سوالات کا جواب ایک مکمل مضمون کا طلب گار ہے اور فی الوقت اس کی فرصت یوں نہیں کہ گلزارِ نسیم ۱ کے کام میں بے طرح اُلجھا ہوا ہوں۔ اس سے فرصت پا کر میں بہ طورِ خود ایک مفصّل مضمون لکھنا چاہتا ہوں۔ بس ذرا سی یہ بات مانع آتی ہے کہ خواجہ صاحب ۲ بیماری کی جس منزل میں ہیں، اس کے پیشِ نظر یہ انسانی نقطۂ نظر سے مناسب ہوگا؟ بہر حال اس پر اُسی وقت غور کروں گا۔۔ آپ تردید کی زحمت کیوں اُٹھائیں، میں خود ہی اس فرض کو ادا کر دوں گا اور غالباً بہتر طور پر۔ آپ نے پٹھانوں والی بات اُسی انداز سے لکھی ہے جس انداز سے مرزا غالب نے کہا تھا کہ: نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالب سو اب اس کی گنجایش کہاں! طعن و تشنیع کی منزلوں سے گزر چکا ہوں۔ انشاے غالب ۳ پریس چلی گئی ہے۔ مسلم صاحب ۴ نے رسالہ معرّبات ۵ کے متعلقات بھیج دیے ہیں۔ فرصت مل جائے تو اُنھیں دیکھوں گا۔ غالبیات سے متعلق مرحوم کی تحریریں بھی بھیج دی ہیں، پہلے اُنھیں مرتّب کرنا چاہتا ہوں۔ چاہتا یہ ہوں کہ اُن کے مضامین کی دو (۲) جلدیں چھپنے کا انتظام ہو جائے۔ غالباً یہ آسانی ہو جائے گا۔ مجھے ذرا سی فرصت مل جائے تو میں ان دونوں کو مرتّب کر لوں۔ مضامین اور متعلقہ کتابیں اور رسائل مسلم صاحب نے سب بھیج دیے ہیں۔ ان میں مہیش پرشاد ۶ اور مالک رام ۷ کے بہت سے خط بھی ہیں۔

مخلص

رشید حسن خان

26/10/94

(۱۸)

مُحبِ مکرم!

آپ کا خط مل گیا۔ ارے صاحب! میں رسالہ معرّبات کو مرتّب نہیں کر رہا۔ یہ غلط فہمی آپ کو کیسے ہوئی؟ میں نے تو یہ لکھا تھا کہ اُس کا خطی نسخہ میرے پاس آ گیا ہے اور میں اُسے خدا بخش لائبریری ۱ میں محفوظ کرا دینا چاہتا ہوں۔

جو کاغذ آئے ہیں، اُن میں علیم صاحب ۲ کے بھی کئی خط ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالۂ معرّبات اُن کی نگرانی میں چھپ رہا تھا۔ ٹائپ میں چھپے ہوئے فرمے بھی آئے ہیں۔ متن مع اشاریہ مکمل طور پر چھپا ہوا ہے، مقدّمہ موجود نہیں، غالباً اِسی بنا پر طباعت بھی مکمل نہیں ہو سکی۔ ان مطبوعہ فرموں کو بھی وہیں بھیج دینا چاہتا ہوں۔ اس کے ساتھ ایک اور رسالہ کتاب المعربات ۳ ہے عربی میں۔ خطی نسخہ ہے حلب میں جس کی کتابت ہوئی ہے۔ منشی مہیش پرشاد ۴ کے متعدد خط ہیں۔ مالک رام

صاحب۶ کے تو بیس ۔ پچیس خط تھے، وہ حبیب خاں صاحب ۷کو دے دیے، کہ وہ مکاتیب مالک رام مرتّب کرنا چاہتے ہیں۔ ایک خط نظم طباطبائی مرحوم ۷کے صاحب زادے کا بہت دل چسپ ہے، جس میں اُنھوں نے لکھا ہے کہ مرثی انیس جو نظامی پریس بدایوں میں چھپی ہے، سو اُس کا متن بہت غلط چھپا ہے یوں کہ مطبع والوں نے ہدایات کی اور تصحیح کی پابندی نہیں کی۔

انشائے غالب ۸ چھپ گئی، مگر میں نے ابھی نہیں دیکھی، یوں کہ مکتبے کی طرف میرا جانا ہوتا نہیں اور اُدھر کا جانے والا ملتا نہیں۔۔ کوئی آیا تو ایک کاپی لیتا آئے گا تب دیکھوں گا۔

ہاں آپ خوش ہوں گے کہ مقالاتِ صدّیقی کی دوسری جلد کی کتابت شروع ہوگئی ہے۔ اُس میں صرف غالبیات سے متعلّق مضامین ہوں گے۔ ڈیڑھ سو صفحے کی کتاب بنے گی۔ اُس کے بعد تیسری جلد میں عام مضامین ہوں گے۔ دوسری جلد جنوری، فروری ۹۵ء تک ضرور چھپ جائے گی۔ میں اُس دن بہت مسرور ہوں گا۔ یوں کہ پہلی جلد جو اتّر پردیش اردو اکیڈمی نے چھاپی تھی، اُس کا انتظام بھی میں نے ہی کیا تھا، اور مسلم صاحب۹ نے خلافِ عادت سارے مضامین بھیج دیے تھے فوری طور پر اب بھی انھوں نے فوری طور پر سارے مضامین اور اُن سے متعلق کاغذات بھیج دیے۔ اِس سے مجھے آسانی ہوئی۔ صدیقی صاحب مرحوم۱۰ کو میں اپنا معنوی اُستاد مانتا ہوں املا کے واسطے سے، میں نے اُن سے بہت کچھ حاصل کیا ہے، یوں میں اسے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ان کی تحریروں کو مکمل طور پر شائع کراؤں۔ یہ حُسنِ اتفاق ہے کہ خلافِ توقع میں اِس میں پوری طرح کام یاب رہا ہوں۔ یوں بھی کہ اب میرے سوا غالباً کوئی دوسرا شخص اس کام کو کرنا ضروری نہیں سمجھے گا اور اُن کی تحریریں منتشر حالت میں رہ جائیں گی۔ کیا آپ انشائے غالب پر تبصرہ کرنا پسند کریں گے؟ مالک رام مرحوم نے اس کا اہتمام کیا کہ تذکرۂ ماہ و سال ۱۱ تک میں میرا نام نہ آنے پائے، مگر میں نے اُن کی دونوں تحریروں کو انشائے غالب میں شامل کیا، حالاں کہ میں بہ آسانی اُن سے صرفِ نظر کر سکتا تھا۔ وہ تحریریں صرف میرے پاس تھیں اور کسی دوسرے کو اُن سے متعلّق معلومات تھی ہی نہیں اور مسلم صاحب نے مجھے اِس کا مُجاز بنایا تھا کہ میں جس طرح چاہوں، انشا کو مرتّب کروں۔ میں نے نام نیک رفتگاں ضائع مکن، پر عمل کیا۔ یہ بات صرف آپ کو لکھ رہا ہوں، نہیں چاہتا کہ کسی دوسرے صاحب تک یہ بات پہنچے۔ وہ خدائے پاک کے جوارِ رحمت میں پہنچ گئے اب پچھلی باتیں دُہرانے سے کیا حاصل۔ آپ بھی ان جملوں کو کہیں نقل نہیں کریں گے۔ مرحوم نے تبصرۂ دیوانِ غالب پر مجھے آخر تک معاف نہیں کیا اور میں اُن کے اِس غیر علمی انداز پر ہمیشہ افسوس اور تعجب کرتا رہا، حالاں کہ مرحوم کو میرا ممنون ہونا چاہیے تھا۔

یہ خط خواہ مخواہ طویل ہوگیا۔ اصل مقصد تھا رسالۂ معربات کی تدوین سے متعلّق غلط فہمی کو دور کرنا۔ ہاں آپ نے لکھا ہے کہ ''قومی زبان کے انٹرویو میں بھی یہی روش اختیار کی ہے''۔ قومی زبان کراچی ۱۲ والا؟ مگر وہاں تو میرا کوئی انٹرویو غالباً چھپا نہیں۔ اگر چھپا ہے تو پھر میں اُس سے بے خبر ہوں۔ کسی سے پوچھوں گا یا آپ ہی بتائیے کہ وہ شمارہ ہے آپ کے پاس۔

رشید حسن خان

۸؍نومبر ۹۴ء

(۱۹)

مکرمی! آداب

آپ کا خط ملا تھا۔ میری طبیعت آج کل ٹھیک نہیں رہتی، موسم کی تبدیلی کا یہ کرشمہ ہے۔ جی ہاں، وہ کتاب جو الیقی۱

ہی کی ہے۔کاتب نے ترقیمے میں سنہ کتابت لکھا ہے۔۔۔۔''سنہ الف وثلاثمائۃ وخمسیہ ہجریہ''۔یہ بھی صراحت کی ہے کہ: نقل عن نسخۃ فی مکتبۃ المدرسۃ الاحمدیۃ فی مدینۃ الحلب''۔جس نسخے سے یہ نسخہ نقل ہوا ہے وہ ''سنۃ تسع وعشرین وخمسمائۃ للہجرۃ'' کا ہے،اُس نسخے پر متعدد علما کے دستخط تھے مثلاً: نقلہ وقراہ علی مؤلفہ۔۔۔یا جیسے: سمعہ من مؤلفہ فی سنۃ ثلاث وثلاثین وخمسمائۃ۔۔۔

الٰہ آباد سے ادھر کئی پلندے آئے ہیں،ایک میں معربات رشیدی[۲] کے مقدمے سے متعلق بہت سے کاغذ ہیں، متفرق یادداشتیں ہیں۔ٹائپ شدہ صفحے بھی ہیں مگر نامکمل۔انھیں پڑھنا اور مرتب کرنا کارے دارد۔کم از کم میرے بس کا نہیں۔ میں ان سب کو پٹنے بھیجنا چاہتا ہوں۔ہاں علیم صاحب[۳] کے خط کہیں کاغذوں میں مل گئے ہیں۔فی الوقت ان کو نکالنا مشکل ہے۔میں یوں بھی آج کل گلزارِنسیم[۴] میں بے طرح الجھا ہوا ہوں۔اس سے فرصت ملے تو پھر سارے کاغذ کھنگالوں۔

آپ کبھی دہلی آئے تو بعض چیزیں میں آپ کو دکھاؤں گا کئی چیزیں آپ کی دل چسپی کی نکل سکتی ہیں۔خاص کر قاضی صاحب کے بہت سے خط۔ایک خط سے معلوم ہوا کہ وہ 1946ء میں مستقلاً پٹنے سے منتقل ہو کر رام پور یا کہیں اور رہنا چاہتے تھے،فسادات کے خوف سے۔قاضی صاحب کے طویل خط میں نے پہلی بار دیکھے۔

اب ایک بات مجھے معلوم کرنا ہے ایک خط ہے: ''سراج الملۃ والدین'' کا علی گڑھ یونی ورسٹی میں دینی تعلیم سے متعلق جنوری ۱۹۰۷ء کا۔جس میں یہ سرٹی فکٹ دیا گیا ہے کہ میں نے طلبہ کا امتحان لیا،وہ سب امور دینی سے باخبر تھے،اس لیے اب طلبۂ کالج کا یوروپی علوم پڑھنا غیر مناسب نہیں۔ازراہِ لطف ان عالم کے نام سے مطلع فرمائیے۔خط میں کوئی کام نہیں سوائے ''سراج الملۃ والدین'' کے۔اور ہاں،سجاد مرزا حیدر آبادی[۵] کے جو خط ملے ہیں،ان سے تو میرا سارا خیال انشائے غالب[۶] سے متعلق بدل گیا۔ذرا فرصت مل جائے تو یا آپ ادھر آئے تو وہ خط دکھاؤں گا۔معلوم ہوا کہ اصل مخطوط دراصل سجاد مرزا صاحب کے پاس تھا،اُنھوں نے صدیقی صاحب کو دیا تھا۔

باقی باتیں پھر
رشید حسن خان
۲۶ر نومبر ۹۴ء

(۲۰)

رشید حسن خاں
شاہ جہان پور
۲۱ر نومبر ۹۷ء

مکرمی! آداب

آپ کا مکتوب مرقومہ ۱۸ر نومبر مجھے آج ہی ملا۔اس عنایت کے لیے شکر گزار ہوں

قاضی صاحب[۱] کے خطوں کا احوال یہ ہے کہ میں نے قاضی صاحب،مہیش پرشاد[۲]، ڈاکٹر سیّد عبداللہ[۳] اور کئی دوسرے حضرات کے جملہ خط ایک ضخیم پیکٹ میں رکھ کر خدا بخش لائبریری[۴] (پٹنہ) بھیج دیے تھے۔ڈاکٹر عابد رضا بیدار[۵] اُس وقت وہاں تھے۔خیال یہ تھا کہ وہاں خاص طور پر محفوظ رہیں گے۔بیدار صاحب کا رسید کا خط آ گیا،جو میرے پاس محفوظ ہے۔ بیدار صاحب نے لکھا تھا کہ مفصل رسید دفتر کی طرف سے پہنچے گی،سو وہ آج تک نہیں پہنچی۔بیدار صاحب اُس کے بعد ہی

ریٹائر ہوگئے۔ میں نے دو (۲) خط لکھے نئے سربراہ صاحب کے نام، اُن کی بداخلاقی کا یہ عالم کہ انھوں نے خط کا جواب دینا گوارا نہیں کیا۔ میں نے اُن سے کچھ طلب نہیں کیا تھا، جو کچھ میں دے چکا تھا، اُس کی رسید مانگی تھی۔

مختصر یہ کہ میں قاضی صاحب کے سارے خط خدابخش [لائبریری] بھیج چکا ہوں اور سندأ بیدار صاحب کا خط میرے پاس محفوظ ہے میرے خط کا تو جواب ملا نہیں، اب آپ وہاں خط لکھ دیکھیے، شاید آپ کے خط کا جواب مل جائے۔ خط سب وہیں ہیں۔

اب فرمایئے، کیا اب بھی میں قابلِ ملامت ہوں؟

میں آپ کا نیازمند ہوں، آپ مجھ سے صورتِ حال کو معلوم تو کر لیتے، بدگمانی قائم کرنے سے پہلے۔ خیر، میری نیازمندی پہلے کی طرح ہے اور رہے گی۔

رشید حسن خاں

(۲۱)

شاہ جہاں پور

۸/اکتوبر ۹۹ء

مکرمی! آداب

خط مرقومہ ۴/اکتوبر ملا، اِس عنایت کے لیے شکرگزار ہوں۔

صاحب! میری سمجھ میں تو کچھ آیا نہیں۔ میں اس پر پہلے بھی غور کر چکا ہوں، مگر کہیں کسی کتاب میں اِس کا حوالہ نہیں ملا۔ قیاساً اب جو بھی کہہ لیا جائے۔ آپ نے جو مفہوم متعیّن کیا ہے، اگر آپ اُسے لکھ دیتے، یا اب لکھ دیں تو اس سے میری معلومات میں اضافہ ہوگا۔

ترسیل کی ایک کاپی میرے پاس آئی تھی، وہ بھی ایک صاحب لے گئے۔ اب شاید ہی واپس ملے۔ خیر، وہ ایسی کوئی سینت کر رکھنے والی چیز بھی نہیں۔ جین صاحب سے یہاں اسٹیشن پر ۱۱/اکتوبر کو ملاقات ہوگی۔

آپ نے میرے کاموں کو پوچھا ہے۔ مثنوی سحرالبیان مرتّب کر رہا تھا۔ اب اس کی کتابت بھی تقریباً مکمّل ہوگئی ہے ۶۰۰ صفحے ہیں تقریباً، شاید چار چھے مہینے میں چھپ جائے۔

ایک پرانا خیال تھا، اُس کی تکمیل میں مصروف ہوں اب۔ مرزا غالبؔ نے اپنے قلم سے خاص خاص (اور توجہ طلب یا بحث طلب) لفظوں کو کس طرح یا کس کس طرح لکھا ہے۔ اُس کا مکمّل توضیحی گوشوارہ۔ مرزا صاحب کی بہت سی دستی تحریریں چھپ چکی ہیں عکسی صورت میں، اُن کو بنیاد بنایا ہے۔ اِس کا پہلا حصّہ، جو الفاظ کی فہرست پر مشتمل ہے مع ضروری توضیحات، وہ مکمّل ہوگیا ہے۔ دوسرا حصّہ زیرِ ترتیب ہے جس میں اصول اور طریقِ کار پر گفتگو کی جائے گی۔ اس کے بھی ۲۰، ۲۵ صفحے لکھ لیے ہیں۔ مرزا صاحب نے جہاں جہاں کسی لفظ سے متعلق یا کسی قاعدے سے متعلق کچھ لکھا ہے، اُسے بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہے اور حواشی میں یا متن میں ضروری حوالے دیے گئے ہیں۔ شاید ۲۰۰ صفحے کی کتاب ہوگی۔ مکمّل ہو جائے تو کسی پبلشر سے بات کروں۔ انجمن سے تو میری دوسری کتابیں چھپیں گی۔ جس میں سب سے پہلے سحرالبیان کا نمبر ہے یا کسی اور ناشر کو دیکھوں گا۔

اب کے آپ نے بہت دنوں کے بعد یاد کیا۔ بہت ممنون ہوں گا اگر کبھی کبھی اسی طرح یاد کرلیا جائے ہاں، کیا یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ مرحوم صدّیقی صاحب[۴] نے ابنِ دُرید[۵] پر انگریزی میں کچھ لکھا تھا، جس کا پہلا حصّہ شائع ہوا تھا۔ اُسے آپ نے دیکھا ہے؟ اور دوسرے حصّے کے متعلّق کچھ معلوم ہے؟ ممنون ہوں گا اگر اس سلسلے میں آپ میری معلومات میں اضافہ فرمائیں۔ منتظر رہوں گا۔

رشید حسن خان

(۲۲)

شاہ جہان پور

۱۷/دسمبر ۹۹ء

مکرمی!

آج ہی آپ کا خط ملا۔ میں نے مقالاتِ صدّیقی جلدِ دوم مرتّب کر کے مکتبۂ جامعہ[۱] میں دے دی تھی شاہد علی خاں[۲] کو، پھر میں یہاں چلا آیا۔ اب نہ وہ کتاب چھپی اور نہ وہاں سے کسی خط کا جواب ملتا ہے، میں وہاں ہوتا تو شاید کچھ ہو پاتا۔

میرے پاس بھی مرحوم کا ایک طویل مقالہ ہے انگریزی میں ابنِ دُرید[۳] پر، یہ الٰہ آباد یونی ورسٹی جرنل میں چھپا تھا۔ اچھی خاصی کتاب ہے۔ احتیاط سے رکھا ہوا ہے۔ املاے غالب[۴] پر ابھی کام مکمل کیا ہے چند روز پہلے۔ غالب کی خطّی تحریروں کو ماخذ بنایا ہے۔ دیکھیے کب چھپتا ہے۔ خدا کرے آپ بہ عافیت ہوں۔

رشید حسن خان

(۲۳)

شاہ جہاں پور

سہ شنبہ، ۲/شوال

۱۹/دسمبر ۲۰۰۱ء

مکرمی! آداب

آپ کا خط کئی دن پہلے مل گیا تھا؛ موسمی اثرات کا شکار تھا، یوں جواب لکھنے میں تاخیر ہوئی۔ معذرت طلب ہوں۔

ڈاکٹر آمنہ خاتون[۱] کی کتاب میں نے آج تک دیکھی ہی نہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی اس فرمائش کو پورا نہیں کرسکا۔ صدّیقی صاحب[۲] کے جو خط میرے پاس تھے، جن میں سے کئی خط ۳،۳ اور چار چار صفحوں کے تھے فل اسکیپ سائز کے، املا کے سلسلے میں وہ سب میں نے خدابخش لائبریری[۳] کے لیے عابد رضا بیدار صاحب[۴] کو دے دیے تھے۔ اب وہ کہاں ہیں، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ قاضی صاحب[۵] کے خطوں کا پورا مٹھا دوسرے، بہت سے خطوں کے ساتھ بیدار صاحب کے حوالے کیا تھا، اُس کے بعد میں نے کئی خط لکھے لائبریری کو، کوئی جواب ہی نہیں دیتا کہ وہ خط کہاں ہیں اب۔ اُن میں ایک خط ذاکر صاحب[۶] کا بھی تھا۔ اُن کے ہاتھ کا لکھا ہوا۔ اب آپ اُنھی لوگوں سے پوچھیے۔ اگر صدّیقی صاحب کے خط جمع کر دیے گئے ہوں گے تو لازماً وہیں ہوں گے۔

آپ نے لکھا ہے کہ کتاب ہو تو اُس کا عکس بن جائے۔ میرے پاس کتاب ہوتی، تو میں فی الفور اصل کتاب بھیج دیتا، عکس کا کیا سوال، مجبوری ہے کہ وہ کتاب میری نظر سے گزری ہی نہیں۔

توقع کرتا ہوں کہ مزاج بہ خیر ہوگا۔

طارق صاحب سے میرا اسلام کہہ دیجیے گا بہت سی دُعاؤں کے اضافے کے ساتھ۔

میں نے ایک نئے کام کی شروعات کی ہے۔ غالبؔ کے فارسی، اردو کلامِ نظم ونثر میں جس قدر فارسی عربی مرکبات آئے ہیں، اُن کا گوشوارہ مرتب کرنا ہے۔ چوں کہ انجمن ترقی اردو کے لیے ''کلاسکی ادب کی فرہنگ'' بہ تین جلدوں میں مرتب کرنا ہے اور اُس کی پہلی جلد مکمل ہو کر چھپنے چلی گئی ہے اور دوسری جلد میں غالبؔ کے کلام کو بہ طورِ ماخذ خاص طور پر سامنے رکھا جائے گا، یوں ترکیبوں کا گوشوارہ ضمنی طور پر مرتب ہوتا جائے گا۔ ٹھگوں کی زبان کا مکمل لُغت ۸ بھی چھپنے کے لیے جا رہا ہے۔

رشید حسن خان

☆سید حسن

(۱)

Syed Hasan
M.A.(Pers & Urdu), Dip. Ed. (Pat); Dip, Litt. (Tehran)
University professor & Head, Deptt. of Persian
Patna University (Rtd)
Ex- Director, Arabic & Persian Research Institute, Patna
Ex-Secretary, K.B, Q.P, Library
President, Bihar Madrasa Examination Board.

Professors Quarter
Ranighat
Patna- 80006

Dated 28-2-76

محبّ ومشفق محترم   سلام ورحمت

آپ گزشتہ موقع پر پٹنہ تشریف لائے، لیکن متاسفانہ آپ سے ملاقات کا موقع ہی نہیں ہوا۔ اب آپ پھر یہاں تشریف لانے والے ہیں، بہت دنوں سے آپ کو یہاں کے لوگوں سے تفصیلی ملاقات کا وقت نہیں ملا ہے، اس مرتبہ اس طرح وقت نکالیے کہ سب سے تھوڑی تھوڑی دیر ملاقات ہو جائے۔ اس مرتبہ آپ کو ایک بہت ہی اہم کام انجام دینا ہے۔ اُمید ہے کہ اس کام میں صحیح رائے ومشورے دے کر مناسب انتخاب کریں گے، آپ سب لوگوں کو جانتے ہیں خصوصاً آپ نے جن لوگوں کے کام کو بنظرِ تحسین دیکھا ہے اور جو واقعی درسگاہوں کے لیے مفید ومناسب ہوں گے اُن کی حمایت کریں گے، اس ادارے میں بہت دنوں سے بلکہ پندرہ سال سے ایک اہم جگہ خالی رہی ہے یہاں تک کہ اربابِ اقتدار یہ سوچنے لگے تھے کہ جب اتنی مدت تک بغیر کسی آدمی کے ادارہ چلتا رہا ہے تو آیندہ بھی اس طرح چل سکے گا، بڑی تگ ودو کے بعد ہم لوگوں نے اس خالی جگہ کو پُر کرنے کے لیے صاحبانِ اختیار کو راضی کیا ہے۔ گزشتہ موقع پر آپ نہ آسکے تو انتخاب بھی نہ ہو سکا۔ اس مرتبہ انتخاب ضرور ہو جانا چاہیے، کیونکہ ایک کوالی فائڈ اور صاحب استحقاق آدمی موجود ہے۔ جسے انتظامی امور اور تعلیمی معاملات دونوں کا کافی تجربہ ہے۔ انتظامی امور میں نے اس لیے لکھا کہ جس آدمی کا انتخاب ہوگا وہ جلد ہی اس ادارے کا سربراہ ہو جائے گا۔ اس وقت جو اس

ادارے کی حالت ہو رہی ہے وہ بہت ہی غیر اطمینان بخش ہے، یعنی کوئی سربراہ موجود نہیں ہے، جسے اس ادارے کے انتظامی اُمور سے مستقل دلچسپی ہو۔ اب آپ ہی کو اس ادارے کو صحیح آدمی دے کر اسے سنبھالنا ہے۔ مجھے اس لیے اس ادارے سے دلچسپی ہے کہ میں نے اسے بہت محنت سے پروان چڑھایا ہے۔ اور یہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ مرحوم ڈاکٹر سیّد احمد اور خاکسار نے اس کے لیے کتنی محنت کی ہے۔

معاف کیجیے گا خط ذرا طویل ہو گیا۔ انشاء اللہ آپ یہاں آئیں گے تو ضرور ملاقات اور گفتگو ہوگی۔

اہلیہ محترمہ، اپنی بہو، اور بیٹوں کو سلام و دعائیں۔ فقط

سیّد حسن

(۲)

Syed Hasan
M.A.(Pers & Urdu), Dip. Ed. (Pat); Dip, Litt. (Tehran)
University professor & Head, Deptt. of Persian
Patna University (Rtd)
Ex Director, Arabic & Persian Research Institute, Patna
Ex-Secretary, K.B, Q.P, Library
President, Bihar Madrasa Examination Board.

رانی گھاٹ،
پٹنہ۶

Dated ۱۵/مارچ ۷۶ء

محبی و مشفقی سلام علیک

میں ۳/مارچ کو پٹنہ سے باہر چلا گیا تھا۔ ۷/کی صبح کو واپس پٹنہ آیا تو یہ معلوم کرنے کی کوشش کی آپ پٹنہ آئے ہیں یا نہیں، لیکن کچھ پتا نہ چلا، ۸/کی ڈاک سے بارہ بجے دن کو آپ کا کارڈ موصول ہوا پڑھ کر سخت پریشانی ہوئی کہ اب وقت کہاں کہ آپ کو انٹرویو کے وقت کی خبر دی جائے، یہ تشویش ہوئی کہ معلوم نہیں کہ آپ کمیشن آفس میں بر وقت پہنچ سکے یا نہیں۔ یہ تشویش شام کو رفع ہوئی جب قاضی مسعود صاحب سے یہ خبر ملی کہ آپ ٹھیک وقت پر کمیشن آفس پہنچ گئے تھے دو بجے وہاں سے واپس آئے اور کھانا کھانے کے بعد شام کو پھر راجگیر واپس چلے گئے، میں ملاقات نہ کر سکا، اس کا سخت افسوس ہوا۔ یہ بھی معلوم نہ تھا کہ آپ راجگیر میں کب تک مقیم رہیں گے۔ اس لیے خط ایک ہفتہ دیر کر کے علی گڑھ کے پتے پر لکھ رہا ہوں۔ اس خیال سے کہ آپ ۱۶/۱۷ مارچ تک وہاں پہنچ جائیں گے۔

افواہاً یہ معلوم ہوا کہ آپ نے وہی کیا جو مناسب موزوں اور منصفانہ تھا، اب اُمید ہے کہ اس خالی جگہ کے پندرہ سال کے بعد پُر ہونے کا وقت آ گیا ہے، اس کی ہم سب لوگوں کو خوشی ہے، اور آپ کے شکر گزار ہیں کہ زحمت کر کے ایک بڑا کام انجام دے دیا+

شاید آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ محترمہ اور فرزندان بھی آئے ہوئے تھے اب تو سب واپس علی گڑھ جا چکے ہوں گے، ان سب کو میرا سلام و دعا کہہ دیں۔ والسلام

سیّد حسن

Syed Hasan
M.A.(Pers & Urdu), Dip. Ed. (Pat); Dip, Litt. (Tehran)
University professor & Head, Deptt. of Persian
Patna University (Rtd)
Ex- Director, Arabic & Persian Research Institute, Patna
Ex-Secretary, K.B, Q.P, Library
President, Bihar Madrasa Examination Board.

Professors Quarter
Ranighat,
Patna- 80006
Dated 30-9-76

محبّ محترم و شفیق مکرم سلام ورحمت

آج بہت دنوں کے بعد پھر آپ کو خط لکھنے کا موقع ملا ہے، ارادہ تو کئی دنوں سے کر رہا تھا لیکن وہ عمل میں آج آیا، کیونکہ ادھر بیس پچیس روز سے میری طبیعت خراب ہے پہلے تو معدے میں خلل واقع ہوا، پھر بلڈ پریشر خاصا بڑھ گیا۔ جس کی وجہ سے سر قابو میں نہیں رہتا تھا: کبھی درد، کبھی چکر، دواؤں کے کھانے سے اب B.P تو کم ہوگیا ہے، مگر سرگرانی تھوڑی باقی ہے اور بدن میں سستی بھی ہے۔

آپ گذشتہ چند مہینوں میں کئی بار پٹنہ آئے لیکن ملاقات کا موقع نصیب نہ ہوا، پٹنہ میں آپ کی اقامت بھی تو مختصر رہی، ملاقات نہ ہونے کا مجھے بھی افسوس رہا اور اس اوپر آپ نے بھی اطہر شیر صاحب کے خط میں اظہارِ افسوس کیا ہے۔ بلکہ جس محبت سے اس امر کا تذکرہ کیا ہے اس کے لیے میں، بہت ممنون و مفتخر ہوں۔

قاضی عبدالودود صاحب کی بیماری کی اطلاع آپ کو ملی ہوگی، ان کا Prostate Gland جس کی ان کو بہت دنوں سے تکلیف تھی اب زیادہ اذیت دہ ہوگیا ہے، اور انھیں اسپتال میں داخل ہونا پڑا ہے۔ میں انھیں جمعۃ الوداع کے دن دیکھنے گیا تھا، اس کے بعد سے مجھے خود باہر نکلنے کی ممانعت ہے کیونکہ بلڈ پریشر میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا تھا۔ اس کے بعد سے اُن کی خبر نہیں ہے۔

ایک ضروری بات آپ سے کرنا چاہتا ہوں، آپ عبدالمغنی صاحب کو جو بی ان کالج پٹنہ میں انگریزی کے لیکچرر ہیں جانتے ہوں گے عزیز موصوف بڑی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اُردو کے اچھے نقاد، قومی خادم اور انگریزی کے ٹیچر اپنے مضامین اور تقریروں سے اُنھوں نے اچھی شہرت حاصل کرلی ہے، اب انھوں نے انگریزی میں ایک تحقیقی مقالہ بھی مرتب کرلیا ہے جسے انھوں نے پی ایچ ڈی کے لیے داخل کیا ہے، اس کے ایک اگزامنر آپ کی یونیورسٹی کے انصاری صاحب (صدر شعبۂ انگریزی) بھی ہیں۔ عزیز موصوف نے اسی سلسلے میں ایک خط آپ کو لکھا تھا خبر نہیں آپ کے انصاری صاحب کے ساتھ کیسے روابط ہیں۔ اگر کچھ بے تکلفی ہو تو کیا اس کا موقع ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ حسب خواہ رائے دیں بلکہ اس سے فزوں تر، یعنی Ph.D کی بجائے ایک درجہ اوپر ڈی لٹ کی سفارش کردیں، عزیز موصوف نے بڑی محنت سے مقالہ تیار کیا ہے اور موضوع و حجم کے لحاظ سے اس درجہ برتر کے لائق ہوسکتا ہے۔

میں انشاء اللہ ۸ ار اکتوبر کو علی گڑھ آؤں گا۔ اُس وقت آپ سے مفصل ملاقات ہوگی۔

ہاں ایک بات یاد آگئی آپ نے جتنے خط مجھے اب تک لکھے ہیں سب میرے پاس محفوظ ہیں۔ کیا آپ اجازت دیں گے کہ ان کی بنیاد پر ایک مقالہ (تاثراتی) لکھا جائے؟ میں عربی شعبے کے کسی طالبعلم کو اس کام پر لگانا چاہتا ہوں۔ بات، یہ ہے کہ اب صحت تدریجاً کمزور ہوتی جاتی ہے، چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں اپنے دوستوں کے بارے میں اپنے تاثرات لکھ ڈالوں۔ میں نے نذیر احمد صاحب کے بارے میں ایک طالبعلم کو اس قسم کے کام پر لگادیا ہے۔

اپنی اہلیہ محترمہ کو سلام علیک اور سب عزیزوں کو دعائیں۔ والسلام

سیّد حسن

☆ ڈاکٹر سیّد عبداللہ

(۱)

ڈاکٹر سید عبداللہ ایم۔اے، ڈی لٹ اورینٹل کالج لاھور

صدر شعبۂ اردو، پنجاب یونیورسٹی

۱۲ مارچ ۵۲ء

مکرمی محترمی سلام مسنون

آپ کے سب عنایت نامے یکے بعد دیگرے موصول ہوئے۔

مضمون "غالب متقدمیر" ارسال ہے۔ازراہ کرم اس کے پروف کی تصحیح کسی ذی علم آدمی سے کرائیے۔موجودہ مبیّضہ بھی زیادہ صاف نہیں میں نے اپنے شاگرد سے لکھوایا ہے۔جس کا خط کچھ اچھا نہیں مگر واضح اور صاف ہے۔پروف میں اگر احتیاط نہ ہوئی تو غلطیاں رہ جائیں گی۔

عکسوں کے سلسلے میں عرض ہے کہ آپ اس کی مزید تفصیلات سے آگاہ کیجیے تاکہ قیمت کا صحیح اندازہ ہو سکے اس کے بعد رائے دے سکوں گا۔اُمید ہے کہ آپ [کے] مزاج بخیر ہوں گے۔

اورینٹل کالج میگزین۲ شائع ہوتا ہے مگر کسی قدر بے قاعدگی کے ساتھ

مخدومی رشید صاحب۳ کی خدمت میں سلام و نیاز۔ مخلص

سیّد عبداللہ

(۲)

مانسہرہ۔ضلع ہزارہ

۲۱ اگست ۱۹۵۲ء

مکرمی مخدومی سلامت باشند۔پوسٹ کارڈ کا شکریہ۔نوادر الالفاظ۱ انجمن ترقی اردو پاکستان کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔اس وقت اسکا کوئی نسخہ میرے پاس موجود نہیں۔اعزازی نسخے ختم ہو چکے ہیں۔میں شیخ مبارک علی صاحب تاجر کتب لاھور کو لکھتا ہوں کہ آپ کے ساتھ کسی کتاب کا تبادلہ کر لیں۔افسوس ہے کہ تدوین کے وقت علیگڑھ والے نسخوں کا مجھے علم نہ ہوا ورنہ میں ان سے فائدہ اُٹھاتا۔مگر جن نسخوں سے فائدہ اُٹھایا ہے ان میں سے ایک بہت قدیم نسخہ ہے۔

مطالعۂ غالب۲ کی کیفیت معلوم ہوئی۔میری خواہش ہے کہ یہ مجموعہ جلد چھپ جائے یا کم از کم میرا مضمون جلد چھپ جائے تاکہ میں اسکی زائد نقلیں لے سکوں مجھے ان کی ایک خاص سلسلے میں ضرورت ہے۔اگر ستمبر کے وسط تک یہ کام ہو سکے تو بہت اچھا ہو ورنہ خیر۔

آذر صاحب۳ کا کتب خانہ کراچی میں ان کے فرزند شیخ ظہیر الدین صاحب پی اے ایس ڈپٹی سکرٹری فنانس کے پاس

ہے۔نفائس المآثر۴ شاید ابھی تک اس کتب خانے میں ہے۔آپ شیخ صاحب سے دریافت کریں ممکن ہے وہ آپ کی مدد کر سکیں۔

ہمارے پاس (یعنی یونیورسٹی لائبریری میں) دیوانِ غالب اردو کا ایک خاصا اہم نسخہ ہے جو حال ہی میں خریدا گیا ہے۔اکرام صاحب۵ اور عرشی صاحب۶ دونو متفق ہیں کہ یہ نسخہ ۱۸۴۷ء سے پہلے کا ہے۔میں اس پر ایک مضمون۷ لکھ رہا ہوں جو انشاءاللہ مولوی محمد شفیع۸ کے اعزاز میں شائع ہونے والے مجموعۂ ارمغان علمی۹ میں چھپے گا۔اکرام صاحب نے جن غزلیات کو ۱۸۴۷ء کے بعد کا قرار دیا ہے ان میں سے بعض ان نسخے میں موجود ہیں سہرا ان [کذا۔اس] نسخے میں موجود نہیں مگر سہرے سے متعلق قطعہ منظور ہے گزارش احوال واقعی اس میں ہے۔اس سے آزاد۱۱ کی بیان کردہ کہانی بہت حد تک مشکوک ہو جاتی ہے۔
بہر حال ابھی کوئی بات یقینی نہیں ممکن ہے چھان بین سے کچھ نئی باتیں معلوم ہو سکیں۔والسلام

نیاز مند: سیّد عبداللہ

(۳)

اورینٹل کالج، لاھور

ڈاکٹر سید عبداللہ ایم۔اے، ڈی لٹ
صدر شعبۂ اردو، پنجاب یونیورسٹی
مانسہرہ۔ضلع ہزارہ
۲۷/اگست ۱۹۵۳ء

مخدومی و مکرمی۔سلامت باشند۔ آپ کا عید نامہ موصول ہوا۔شکریہ۔

اس سے قبل آپ کا ایک خط احوالِ غالب۱ کے ہمراہ موصول ہوا تھا میں نے اسکا جواب لکھ کر ڈاک میں ڈال دیا تھا۔خدا کرے آپ کو ملا ہو۔اسکا پتہ البتہ مختلف تھا یعنی معرفت انجمن ترقی اردو۔ہند۔علی گڑھ۔ممکن ہے بے راہ ہو گیا ہو بہر حال پہلے خطوں کی رسید کی اطلاع اب دے رہا ہوں۔

احوال غالب کا بے حد شکریہ۔میں مطالعہ میں مصروف ہوں۔انشاءاللہ اورینٹل کالج میگزین۲ میں، میں اس پر تبصرہ لکھوں گا۔غالب کے جدید قلمی نسخے۳ پر بھی مضمون لکھ دوں گا مگر بہت جلد ممکن نہیں۔اکتوبر تک آپ کو مل سکے گا۔میں اس وجہ سے کچھ ناراض تھا اور ہوں کہ مضمون کی اشاعت میں بے حد تاخیر ہوگئی ہے اگر چہ آپ کی مجبوریاں اپنی جگہ ضرور قابل لحاظ ہوں گی۔والسلام

نیاز مند
سیّد عبداللہ

(۴)

اورینٹل کالج، لاھور
۸/دسمبر ۱۹۵۳ء

ڈاکٹر سیّد عبداللہ ایم۔اے، ڈی لٹ
صدر شعبۂ اُردو، پنجاب یونیورسٹی

مکرمی سلام مسنون۔

گرامی نامہ موصول ہوا۔یاد فرمائی کا بے حد شکریہ۔میں انشا اللہ جلد ہی احوال غالب۱ پر تبصرہ لکھوں گا جو اورینٹل کالج میگزین۲ میں شائع کر دیا جائیگا۔صحیفہ کا تازہ شمارہ پریس سے آ گیا ہے۔

میں اپنی عدیم الفرصتی کے باعث دیوانِ غالب کے قلمی نسخے پر مضمون ابھی تک نہیں لکھ سکا۔ آپ نے بہت اچھا کیا یاددہانی کرادی۔ میں اب انشاء اللہ جلد ہی اس کام سے سبکدوش ہونیکی سعی کروں گا۔

بصری[۳] کی کتاب التنبیہات[۴] کے متعلق آپ نے جو معلومات بہم پہنچائی ہیں اُن کا بہت بہت شکریہ۔ باڈلین[۵] کے کسی مخطوطے کی ضرورت ہوئی تو آپ کو تکلیف دوں گا۔

حال نامہ بایزید انصاری[۶] کے آخری اجزا کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی میں ابھی نہیں پہنچے۔

پروفیسر محمد شفیع صاحب[۷] سے جب ملاقات ہوگی آپ کا سلام پہنچادوں گا۔

اُمید ہے مزاجِ گرامی بخیر ہوگا۔ فقط والسلام

نیازمند

سیّدعبداللہ

بخدمت شریف جناب ڈاکٹر مختارالدین احمد صاحب ایم۔اے، پی ایچ ڈی

9- Pen--- Street. St. At---later, OXFORD.

(۵)

ڈاکٹر سید عبداللہ۔ ایم۔اے، ڈی لٹ

یونیورسٹی پروفیسر، صدر شعبۂ اُردو، پنجاب یونیورسٹی

اورینٹل کالج لاہور

1680/OC/UD

21/12/57

۲۱ دسمبر

مخدومی مکرمی۔ سلام مسنون۔ آپ کا مفصل خط ملا۔ مشکور وممنون ہوں۔

مسعودی[۱] کے متعلق لٹریچر ملا۔ میں اس یادگار کے سلسلے میں تحریری حصہ لوں گا۔ اور اگر ممکن ہوا تو علی گڑھ بھی حاضر ہوجاؤں گا۔ لیکن قطعی نہیں۔ مضمون قطعی ہے انشاء اللہ۔

آپ کے دونو تحائف مل گئے تھے اور جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ان کی رسید بھی بھیجی تھی۔

ذخیرہ احسن[۲] کے متعلق اب میں کچھ کہہ نہیں سکتا کہ آپ کو آف پرنٹس بھیجے گئے یا نہیں میں ان کے متعلق دفتر سے جواب لے کر آپ کو بھجوادوں گا۔ ورنہ میگزین کا وہ نسخہ۔

تذکرہ مردم دیدہ[۳] کی اشاعت میں عارضی التوا ہوگیا ہے۔ شاید یہ بھی حکمت ربانی کے تحت ہوا۔ کیا اس نسخے کی نقل کی کوئی صورت ہوسکتی ہے۔ کیا یہ وہی نسخہ تو نہیں جو صدر یار جنگ مرحوم[۴] کے کتب خانے میں تھا۔

آپ ہمارے رسالے کے لیے جو کچھ لکھیں گے ہمیں منظور ہوگا بلکہ میں ذاتی طور پر ممنون ہونگا۔

گلستان بے خزاں[۵] کے بارے میں، میں یونیورسٹی لائبریرین سے دریافت کر کے مطلع کرون گا۔

آپ کے باقی استفسارات کا جواب دوسرے خط میں لکھوں گا۔ یہ اس لئے بھی کہ اس عرصے میں آپ کے ایک اور خط کی رسید سے مسرور ومحظوظ ہوسکوں۔

نیازمند

سیّدعبداللہ

(۶)

ڈاکٹر سید عبداللہ ایم۔اے، ڈی لٹ
یونیورسٹی پروفیسر، صدر شعبۂ اُردو، پنجاب یونیورسٹی

اورینٹل کالج، لاھور
۷/جنوری ۱۹۵۸ء
1688/OC/UD

مکرمی سلام مسنون۔

گرامی نامہ موصول ہوا۔ یاد فرمائی کا بہت بہت شکریہ۔ بوجہ مصروفیت جواب جلد ارسال نہ کر سکا جسکے لئے معذرت خواہ ہوں۔ چند وجوہ کے سبب مسعودی کے جلسے میں خود شرکت نہ کر سکوں گا۔ انشاء اللہ مضمون آپ کیخدمت میں ارسال کر دیا جائے گا۔ فرصت ملنے پر مردم دیدہ کے سلسلے میں مفصل خط لکھوں گا، بین الاقوامی اسلامی مباحثہ آجکل لاہور میں ہو رہا ہے۔ مجھے اسکی شرکت سے محروم رکھا گیا ہے۔ داستان طویل ہے۔ کبھی زبانی ہی بیان کروں گا۔ مباحثہ کا لٹریچر اگر مل سکا تو ارسال خدمت کر دوں گا۔

اُمید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

والسلام
نیازمند
سیّد عبداللہ

بخدمت شریف جناب
ڈاکٹر مختارالدین احمد صاحب ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی
صدر شعبہ عربی و علوم اسلامی
مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

(۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر: ۴۱۴۸۷/۵۳۳۵۳

اردو دائرۃ معارفِ اسلامیہ

ڈاکٹر سید عبداللہ
ایم اے، ایم او ایل، ڈی لٹ
پروفیسر ایمریطس
رکن اساسی، اکادمی ادبیات پاکستان
صدر، شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ

وولر ھال
پنجاب یونیورسٹی (شارع قائد اعظم)
لاھور__________
۲۲/۴/۸۲ نمبر__________

بخدمت شریف جناب ڈاکٹر مختارالدین آرزو صاحب محترم
معرفت ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، پرنسپل اورینٹل کالج لاہور۔

محترم و مکرم و معظم جناب ڈاکٹر صاحب۔ السلام علیکم
مزاج شریف۔

جناب وحید قریشی صاحب کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ لاہور تشریف لا رہے ہیں (اور لے آئے ہوں گے)

آپ سے درخواست ہے کہ ۲۴/اپریل ۸۲ء کو دائرہ معارف اسلامیہ۳ کے دفتر (نزد یونیورسٹی ہاسٹل) میں ۱۱ بجے تشریف لا کر مدیران ادارہ کو شرف بخشیں، ہم ممنون ہوں گے۔ میں آج پچھلے پہر لاہور سے باہر جا رہا ہوں اور پرسوں ہی واپسی ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ورنہ میں جلد آپ سے ملاقات کر سکتا۔ لہٰذا اب پرسوں آپ کے لیے ہم ادارے میں منتظر ہوں گے۔ باقی عندالملاقات والسلام

نیازمند سید عبداللہ

گھر کا پتا: المامن ، اردو نگر ، ملتان روڈ ، لاہور

☆صلاح الدین احمد

(۱)

The **"ADABI DUNYA"**

INDIA'S FOREMOST HINDUSTANI ILLUSTRATED MAGAZINE

No. _______ Post Box No. 331
LAHORE

مختار الدین احمد صاحب آرزو اردو کے ایک بلند پایہ ادیب اور مقالہ نگار ہیں اور ہمارے ہاں اُن کے بیش قیمت مقالے اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آرزو صاحب اپنی دقتِ نظر اور سلجھے ہوئے اندازِ تحریر کے اعتبار سے ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں اور یہ بات ان کی خوبیوں میں سے ہے کہ وہ اپنے افکار و نظر میں ہر قسم کے علمی اور ادبی تعصّبات سے بری ہیں۔ وہ زمانے کی ترقّیوں اور اسکے بدلتے ہوئے رجحانات کو خوب سمجھتے ہیں اور اپنے مقالات میں اُنکی صحیح عکاسی کرتے ہیں۔

میں ان کے لئے عطائے مناصب اور ترقیِ مدارج کا آرزومند ہوں۔

۲۷/مارچ ۴۵ء مخلص

صلاح الدین احمد

(۲)

The **"ADABI DUNYA"**

INDIA'S FOREMOST HINDUSTANI ILLUSTRATED MAGAZINE

No. _______ Post Box No. 331
LAHORE

۲۷/مارچ ۱۹۴۵ء

مکرمی آرزو صاحب۔ سلام و نیاز

حسبِ ارشاد چند سطریں آپ کے متعلق لکھدی ہیں، اُمید ہے کہ کسی کام آ جائیں گی۔ یہ سچ ہے کہ میں نے آپ کی خدمت میں ایک عرصے سے مضمون کے لئے التجا نہیں کی (اور اسکی وجہ محض میرا Inertia ہے)، ورنہ ادبی دنیا آپ کی نگارشات کا ہمیشہ طالب اور قدردان ہے۔

ریویوکا ہمارے ہاں قاعدہ یہ ہے کہ کتاب کی ایک کاپی دفتر میں ضرور موجود ہونی چاہئے، اسلئے اگر ناشر صاحب سے ایک نسخہ لیکر مجھے بھجوادیں تو ریویو کی اشاعت میں مدد ہوگا۔

ہمارے ہاں اچھے مقالہ نگاروں کا واقعی قحط ہے۔ اور افسانہ نگاروں کی اسقدر بہتات کہ الامان! خدا جانے ہم کدھر جارہے ہیں!

مخلص

صلاح الدین احمد

(۳)

The **"ADABI DUNYA"**

INDIA'S FOREMOST HINDUSTANI ILLUSTRATED MAGAZINE

No.________ LAHORE

۱۷رمئی ۱۹۴۶ء

محترمی ومکرمی تسلیم

والا نامہ ملا۔ کیا آپ اندازاً بتا سکتے ہیں کہ آپکا مضمون مقامِ محمود کس مہینے میں میرے پاس پہنچا۔ میں نے ان دو برس میں تین بار دفتر بدلا ہے اور تمام مسوّدات بڑی بڑی بوریوں میں سلے پڑے ہیں۔ ضائع تو ہرگز نہیں ہوئے لیکن انہیں فوری طور پر تلاش کرنا بےحد مشکل ہے۔ اسی لئے میں بار بار ادبی دنیا میں اعلان کرتا رہتا ہوں کہ مضمون کی ایک نقل ہمیشہ مصنف کے پاس رہنی چاہئیے۔ بہرحال اگر آپ مہینہ بتا سکیں تو تلاش کی پوری کوشش کرونگا اور زود یا بدیر مضمون چھپ جائے گا، یا مسوّدہ آپ کو واپس مل جائے گا۔ انشاءاللہ تعالے۔

پتہ درست کر دیا ہے۔ آئندہ میرس روڈ کا افادۂ موجب کلفت نہیں ہوگا۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ ''ادبی دنیا ایک زمانہ میں اپنے معیاری افسانوں اور مقالوں کے لیے مشہور تھا'' تو کیا اب ایسا نہیں ہے اور کیا اب اسکا امتیاز محض اشتہارات کا حسنِ ترتیب ہے؟

مجھے فقط داد دینے کی عادت ہے، داد لینے سے ہمیشہ احتراز کرتا ہوں، لیکن چوں کہ اب ''مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات'' اسلئے آپ سے بصد ادب پوچھنا چاہتا ہوں کہ مثلاً پچھلے ہی پرچے کی دو چیزیں کیسی ہیں، ایک تو وہ افسانہ جسکا نام ہے سرخ مکان اور ایک اس فقیر کے مضمون اردو ناول میں طوائف کا کردار کی پہلی قسط! امید ہے کہ یہ دونوں چیزیں آپ کی نظر سے گزری ہونگی۔ کچھ ایسی بری تو نہیں ہیں۔

دعا گو

صلاح الدین احمد

مختارالدین صاحب آرزو

(۴)

TELEGRAMS:"ADAVIDUNYA" TELEPHONE No. 2856

The "ADABI DUNYA"

INDIA'S FOREMOST HINDUSTANI ILLUSTRATED MAGAZINE

PATRONISED BY THE GOVERNMENT EDUCATIONAL DEPARTMENTS ALL OVER INDIA

NUMBER OF ADVERTISEMENT EXCEED THAT OF ALL OVER 5 URDU MAGAZINES PUT TOGATHER

No.________

The Mall

Lahore ۲۳/اکتوبر

محترمی ومکرمی تسلیم ونیاز

ادبی دنیا کے سالنامے کے لئے کوئی نہایت اچھا مضمون عنایت فرمایئے۔ بے حد ممنون ہونگا۔ آخری تاریخ ۱۰/نومبر ہے۔
آپکا تنقیدی مضمون دسمبر کی اشاعت میں جا رہا ہے۔ اشاعت کے بعد معاوضہ پیش کر دیا جائے گا۔ مطمئن رہیں۔

خاکسار

صلاح الدین احمد

(۵)

The **"ADABI DUNYA"**

INDIA'S FOREMOST HINDUSTANI ILLUSTRATED MAGAZINE

No.________ LAHORE

۱۳/نومبر

محترمی ومکرمی تسلیم ونیاز

آپکا بیش قیمت مضمون ادبی دنیا کے آئندہ پرچے یعنی دسمبر نمبر میں چھپ رہا ہے۔ اسوقت پریس میں ہے۔
سالنامے کیلئے کسی دلچسپ موضوع پر ایک سیر حاصل مضمون عنایت فرمایئے۔ مگر جلد۔

خاکسار

صلاح الدین احمد

جناب مختار الدین آرزو

☆عبادت بریلوی

(۱)

دہلی کالج

۲۲/مارچ ۱۹۴۹ء

برادرم!

میں لکھنؤ چلا گیا تھا وہاں سے واپسی پر آپ کا خط ملا۔ مسرو فیت بہت تھی۔ اسی وجہ سے آپ کو فوراً جواب نہ دے سکا۔
غالب کی عشقیہ شاعری پر میرا نیا مضمون اپریل میں بھیج دوں گا۔ میرے خیال میں یہ موضوع اچھا رہے گا۔

ریڈیو پر میرا تبصرہ ۲۰/مارچ کو تھا مجھے بہت افسوس ہے کہ آپ کو اطلاع نہ دے سکا۔ اپریل میں شاید پھر ہو سکے۔

اردو تنقید کا ارتقا پر جو مقالہ میں نے لکھا تھا اور جس پر مجھے لکھنؤ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی ملی ہے وہ انجمن ترقی اردو سے چھپ رہا ہے۔ اس کی اطلاع آپ اسی میگزین میں شائع کر دیجئے گا، اس سال کتاب ضرور شائع ہو جائے گی۔ تین سو صفحے کی کتابت ہو چکی ہے۔ آٹھ سو صفحے کی کتاب ہے۔

اُمید ہے آپ اچھے ہوں گے۔

نیاز مند

عبادت بریلوی

(۲)

لکھنؤ

۳۰/ستمبر ۱۹۴۹ء

برادرم آرزو صاحب!

مضمون کا مسوّدہ مل گیا میں نے مسعود صاحب کو اس سلسلے میں صرف اس خیال سے زحمت دی تھی کہ شاید آپ بھول گئے ہوں۔

آپ کی کامیابی کی خبر سُن کر بہت خوشی ہوئی۔ اب آپ کا کیا ارادہ ہے خدا کرے آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔

شانتی نکیتن؟، شاید نومبر میں جانا ہو لیکن ابھی کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ غور کر رہا ہوں۔

''غالب نمبر'' سے کب تک نکل رہا ہے؟ اگر چھپ گیا ہو تو دِلّی کے پتے پر بھیجئے۔ میں ۵/اکتوبر کو دلی چلا جاؤں گا۔

اُمید ہے آپ اچھے ہوں گے۔

نیاز مند

عبادت بریلوی

(۳)

Dr. Ebadat Brelvi
M.A, Ph.D.
DEPARTMENT OF URDU
UNIVERSITY OF THE PUNJAB, LAHORE

UNIVERSITY ORIENTAL COLLEGE
LAHORE
Dated ۲۸/دسمبر ۱۹۵۱ء 195

برادرم آرزو صاحب!

آپ کا خط ملا۔

میں نے یہ خبر سنی تھی کہ غالب نمبر کے مضامین کتابی شکل میں شائع ہونے والے ہیں۔ اور میں خود آپ کو خط لکھنے والا تھا۔ لیکن صحیح پتہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے نہ لکھ سکا۔ آپ نے بہت اچھا کیا جو مجھے اس کی اطلاع دے دی۔

آپ کو معلوم ہے غالب نمبر کے لئے میں نے اپنا مضمون بہت جلدی میں لکھا تھا۔ اس میں ترمیم اور اضافے کی ضرورت ہے۔ اسلئے میں اسے از سر نو ترتیب دینا چاہتا ہوں۔ آپ یہ لکھئے کہ کب تک یہ مضمون آپ کو مل جانا چاہئے۔ کوشش

کروں گا کہ جنوری کے مہینے میں آپ کو پہنچ جائے۔ میں ادھر بہت بیمار ہو گیا تھا۔ اب اچھا ہوں، لیکن نقاہت بہت ہے۔ زیادہ کام نہیں کر سکتا۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی تو ہفتے عشرے ہی میں بھیج دیتا۔

انجمن کا رسالہ ''اردو ادب''[۱] مجھے نہیں ملتا۔ سرور صاحب[۲] نے لکھا تھا کہ دفتر کو بھیجنے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔ خدا جانے کیوں نہیں پہنچتا۔ ذرا زحمت کر کے دفتر میں دریافت کیجئے گا۔ اور اب تک جو نمبر نکلے ہیں وہ مجھے بھجوا دیجئے گا۔ ضرورت ہو تو قاضی صاحب کو میرا یہ پیام پہنچا دیجئے گا۔

علیم صاحب[۳] اور رشید صاحب[۴] کو سلام کہئے۔

خیر طلب
عبادت بریلوی

(۴)

اورینٹل کالج لاہور
۵ر فروری ۱۹۵۲ء

برادرم آرزو صاحب!

آپ کے خطوط ملے بہت مصروف تھا۔ صحت بھی کچھ ٹھیک نہیں تھی۔ اسلئے جواب نہ دے سکا۔

مضمون میں کچھ ردو بدل کر دی ہے۔ اور ولی صاحب کو جامعہ کے پتے پر پوسٹ کر دیا ہے۔ پوری طرح اس کو بدلنا چاہتا تھا۔ افسوس کہ مصروفیت کی وجہ سے یہ کام نہ کر سکا۔

اورینٹل کالج میگزین[۱] کے لئے آپ کو ایک خط پرنسپل کے نام لکھنا ہوگا۔ میری معرفت لکھ کر بھیج دیجئے ۵۰ء کے پرچے آپ کو بھجوا دیے جائیں گے۔

اُمید ہے آپ اچھے ہوں گے۔

خیر طلب
عبادت بریلوی

(۵)

Office: 67570
Phones: 52573
Res: 412988
: 352866

UNIVERSITY OF THE PUNJAB, LAHORE

ORIENTAL COLLEGE

Dr.EbadatBrelvi, M.A., Ph.D..
UNUIVERSITY PROFESSOR AND CHAIRMAN.
DEPARTMENT OF URDU
PRINCIPAL

UNIVERSITY ORIENTAL COLLEGE
LAHORE, (PAKISTAN).
Date ۱۲ر اگست ۱۹۷۸ء 19

محبی، سلام مسنون

ایک زمانے کے بعد آپ کا خط ملا۔ دیکھ کر جی خوش ہوا، یہ معلوم کر [کے] اطمینان ہوا کہ آپ خیریت سے ہیں اور علمی کاموں میں مصروف ہیں۔

میں نے اورینٹل کالج میں مرقع مخلص، گلکرسٹ کی نظمیں، حیدری کی گلزارِ دانش اور کچھ اور نادر و نایاب چیزیں شائع کی ہیں۔ آپ کو مکمل سٹ بھجوار ہا ہوں۔ اورینٹل کالج کی کچھ مطبوعات بھی اسی پارسل میں آپ کو بھیجی جا رہی ہیں۔

جب میں اورینٹل کالج کا پرنسپل ہوا، اور میگزین کی ادارت سنبھالی تو اس کا حال اچھا نہیں تھا۔ میں نے اس کو معنوی اور صوری دونوں اعتبار سے بہتر بنانے کی کوشش کی ہے۔ کس حد تک اس میں کامیاب ہوا ہوں۔ اس کے بارے میں تو اہلِ علم ہی کچھ کہہ سکتے ہیں۔

میگزین کے تمام پرچے دیکھ کر آپ اپنی رائے مجھے لکھیئے گا۔

میرے خط اس قابل نہیں ہیں کہ آپ ان کو اپنے مجموعۂ مکاتیب میں شامل کریں۔ خدا جانے میں نے کیا کیا لکھا ہوگا۔

اورینٹل کالج میگزین اکے لئے اپنے مضامین بھیجئے۔ انشاء اللہ اہتمام کے ساتھ شائع کئے جائیں گے۔

اُمید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

یہ خط جلدی میں لکھ رہا ہوں۔ انشاءاللہ مفصل پھر لکھوں گا۔

خیر طلب

عبادت بریلوی

(۶)

Phones: Office : 67570
: 52573
Res : 412988
: 352866

UNIVERSITY OF THE PUNJAB, LAHORE

ORIENTAL COLLEGE

Dr.EbadatBrelvi, M.A., Ph.D..
UNUIVERSITY PROFESSOR AND CHAIRMAN.
DEPARTMENT OF URDU
PRINCIPAL

UNIVERSITY ORIENTAL COLLEGE
LAHORE, (PAKISTAN).

Date ۱۴/جنوری ۱۹۷۹ء 19

محبّ مکرم سلام مسنون

آپ کے دونوں خط ملے، مقالہ بھی پہنچ گیا، شکر گزار ہوں۔ انشاءاللہ یہ مقالہ جلد میگزین میں شائع ہو جائیگا۔

اورینٹل کالج میگزین کے پرچے اور دوسری مطبوعات آپ کو بھجوار ہا ہوں۔ میں نے میگزین اور مطبوعات پر خاصی محنت کی ہے۔ اس محنت کا جو نتیجہ نکلا ہے اس کو آپ حضرات ہی صحیح طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ آپ نے میگزین اور مطبوعات پر جو اظہارِ خیال کیا ہے اس کے لئے شکر گزار ہوں۔

اسی مہینے میں دہلی میں جوہر کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس میں شرکت کا ارادہ ہے آپ بھی شریک ہوئے تو ملاقات ہوگی۔ ہوسکتا ہے بریلی لکھنؤ جاتے ہوئے ایک دن کے لئے علی گڈھ میں ٹھہروں۔ بہر حال آپ سے ملنے کی کوشش کروں گا۔

یہ خط جلدی میں لکھ رہا ہوں۔ مفصل پھر لکھوں گا۔

اُمید ہے آپ خیریت ہوں گے۔

نیاز مند

عبادت بریلوی

آپ کا ایک خط میگزین کے تازہ شمارے میں شائع کر رہا ہوں۔

(۷)

Office | : 67570
Phone: | : 52573
Res | : 412988
: 352866

UNIVERSITY OF THE PUNJAB, LAHORE

ORIENTAL COLLEGE

Dr. Ebadat Brelvi, M.A., Ph.D..
UNUIVERSITY PROFESSOR AND CHAIRMAN.
DEPARTMENT OF URDU
PRINCIPAL

UNIVERSITY ORIENTAL COLLEGE
LAHORE, (PAKISTAN).

Date ۲۰/فروری ۱۹۷۹ء 19

محبّ مکرم، سلام مسنون

آپ کا نوازش نامہ ملا۔

افسوس ہے کہ میں علی گڈھ کا پروگرام نہ بنا سکا۔ دہلی تک جا کر علی گڑھ نہ جانا عجیب سی بات ہے۔ لیکن بس دہلی میں مصروفیت بہت رہی۔ وقت کم تھا۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ کہیں نہ جاؤں۔ حالانکہ بریلی، لکھنؤ اور علی گڈھ کا ویزا میں نے یہیں لے لیا تھا۔ خیر انشاء اللہ پھر کوئی صورت نکلے گی۔

آپ کے بھیجے ہوئے دونوں مقالے مل گئے ہیں۔ کمپوزنگ ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ جلد شائع ہوں گے۔ آپ کا نوٹ اجمل اصلاحی صاحب کے ترجمے کے ساتھ ہی شائع ہو تو اچھا ہے۔ اس سے قبل آپ نے جو مقالہ بھیجا تھا، وہ بھی انشاء اللہ جلد شائع ہو جائے گا۔ میگزین کے تین چار شمارے شائع ہونے والے ہیں۔

میگزین کے شمارے اور اورینٹل کالج کی مطبوعات جلد آپ کو بھجوادوں گا۔ انشاء اللہ صحیح حالت میں پہنچ جائیں گے۔

یہ خط جلدی میں لکھ رہا ہوں۔ آئندہ مفصّل لکھوں گا۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

نیازمند

عبادت بریلوی

(۸)

فون: ۶۷۵۷۰
۵۲۵۷۳
۴۱۲۹۸۸
۸۵۲۸۶۶

مجلس اشاعت مخطوطات، پنجاب یونیورسٹی لاہور

یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور
(پاکستان)

صدر
ڈاکٹر عبادت بریلوی،
سیکریٹری
ڈاکٹر رانا احسان الٰہی

تاریخ ۱۹/نومبر ۱۹۷۹ء

محبّ مکرم، سلام مسنون

آپ کا نوازش نامہ اسلم صاحب نے پہنچایا۔

میرے خط بھی آپ کو ملے ہوں گے۔ اورینٹل کالج میگزین کے اقبال نمبر کی دو جلدیں اور میگزین کے تازہ شمارے بھی آپ کو بھیجے گئے ہیں۔ مل جائیں تو رسید سے مطلع کیجئے گا۔

آپ کا ایک خط میں نے تازہ شمارے میں شائع کر دیا۔ ایک مضمون آئندہ شمارے میں آ رہا ہے۔ البیرونی کی کتاب کے موضوع پر۔ آپ نے کسی تذکرے کے بارے میں لکھا تھا۔ اس کا مسودہ بھجوا دیجئے۔ انشاء اللہ جلد شائع ہو جائے گا۔

اورینٹل کالج کی جو مطبوعات آپ کے پاس پہنچی ہیں، ان کے بارے میں تحریر فرمائیے، ملے یا نہیں؟ ویسے میں ایک مکمل سٹ اور میگزین کے اپنے زمانے کے شمارے آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ آپ کو ضرورت نہ ہو تو لائبریری میں دے دیجئے گا۔

حیدری کی گلزار دانش چھپ گئی ہے۔ پہنچی ہوگی۔

اُمید کہ مزاجِ گرامی بخیر ہوگا۔

خاکسار

عبادت بریلوی

(۹)

Office : 67570
Phoen: 52573
Res : 412988
: 352866

UNIVERSITY OF THE PUNJAB, LAHORE
ORIENTAL COLLEGE

Dr.EbadatBrelvi, M.A., Ph.D..
UNUIVERSITY PROFESSOR URDU LITERATURE
PRINCIPAL
UNIVERSITY ORIENTAL COLLEGE, LAHORE

UNIVERSITY ORIENTAL COLLEGE
LAHORE, (PAKISTAN).
Date ۱۶/دسمبر ۱۹۷۹ء 19

محبی، سلام مسنون

چند روز ہوئے اسلم صاحب (شعبۂ تاریخ) نیو کیمپس کی طرف رواں دواں تھے۔ میں کالج کی طرف جا رہا تھا۔ ملاقات ہوئی۔ آپ کا خط اسی وقت کاغذوں میں سے نکال کر دیا۔ میں نے کالج جا کر پڑھا۔ جی خوش ہوا۔

یہ معلوم کر کے اطمینان ہوا کہ میرا ۱۹/نومبر کا لکھا ہوا خط آپ کو مل گیا لیکن مطبوعات کے پارسل آپ تک نہیں پہنچے۔ میں نے میگزین کے دو تازہ شمارے اور کچھ مطبوعات آپ کو پھر بھجوائی ہیں۔ خدا کرے پہنچ گئی ہوں!

تازہ شمارے میں میرا رپورتاژ ہے جو دلّی کے بین الاقوامی اقبال سمینار سے متعلق ہے۔ پڑھ کر رائے لکھئے گا۔

احتشام صاحب[۱] اور ڈاکٹر رام بابو سکسینہ[۲] کے خطوط بھی اس میں شامل ہیں ۷۳ء کا ایک شمارہ رہ گیا تھا کیونکہ پروگرام کے مطابق اس میں حیدری کی گلزار دانش کے پہلے دفتر کا متن شائع ہو رہا تھا۔ اس کی طباعت میں تاخیر ہوئی۔ اب میں نے اس کو شائع کر دیا ہے۔ دوسرا دفتر بھی چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ جلد کسی شمارے میں شائع کیا جائے [گا]۔ دو تین شمارے اور تیار ہیں ان میں بھی کچھ ایسی چیزیں چھپ رہی ہیں جو آپ کی دلچسپی کی ہوں گی۔

رسالہ نیرنگ[۳] میں ایک مضمون عرصہ ہوا، میر کے فارسی کلام کے بارے میں چھپا تھا۔ لیث صاحب[۴] نے بھی اس پر ایک مقالہ لکھا تھا۔ نسخہ آشفتہ میں، جو اب برٹش میوزیم میں ہے، میر کا فارسی کلام موجود ہے۔ سبحان اللہ آپ کے کتب خانے میں

اس کا ایک نسخہ ہے۔کیا آپ کسی معقول آدمی سے اس کی نقل کروا کے مجھے بھیج سکتے ہیں۔ جو اُجرت ہوگی وہ ادا کردی جائے گی۔ اگر جلد یہ کام ہو جائے تو اچھا ہے۔آپ کی توجہ سے شاید ہو سکے۔

سنا ہے کہ سرور صاحب۵ لاھور آنے والے ہیں۔ان کے ہاتھ بھجوا دیجئے گا۔یا پھر رجسٹری سے بھجوایئے۔

اُمید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

خیر طلب

عبادت بریلوی

(۱۰)

ڈاکٹر عبادت بریلوی، ام - اے -؛ پی ایچ -ڈی-؛
یونیورسٹی پروفیسر شعبۂ اردو
پرنسپل
ڈین فیکلٹی آف اوریئنٹل اینڈ اسلامک لرننگ

فون
دفتر: ۵۲۵۷۳
۶۷۵۷۰
۶۸۱۵۱
جائے قیام: ۶۲۹۸۸

یونیورسٹی اوریئنٹل کالج، لاھور
۳۰ مارچ ۱۹۸۰ء

محب مکرم، سلام مسنون

آپ کا نوازش نامہ ملا۔

اقبالؒ نمبر کے متعلق آپ کی گراں قدر رائے کے لئے شکر گذار ہوں۔اب ہم نے ان دونوں جلدوں کے ڈی لکس اڈیشن تیار کئے ہیں۔جلدیں بہت ہی خوبصورت ہیں۔یونیورسٹی لائبریری کے لیے بھی ایک نسخہ بھجواؤں گا۔اس طرح شاید زیادہ لوگ استفادہ کریں گے۔ڈاک سے بھیجوں گا تو یقیناً راستے میں کوئی 'باذوق' شخص اس کو غائب کردے گا اس لئے کسی کے ہاتھ بھیجوں گا۔

خطوط چھاپنے کا سلسلہ میں نے بہت سوچ سمجھ کر شروع کیا ہے۔ان خطوط سے کام کرنے والوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ان کی اہمیت پچاس سال بعد محسوس کی جائے گی۔میگزین کے تازہ شمارے میں، میں نے مسعود حسن رضوی صاحب۱، رشید صاحب۲، نیاز صاحب۳، صلاح الدین احمد صاحب۴، عزیز احمد صاحب۵ اور میاں بشیر احمد صاحب۶ کے خطوط شائع کئے ہیں۔اُمید ہے پسند کئے جائیں گے۔

آپ کے پاس جو خطوط ہیں مجھے بھجوا دیجئے۔انشاء اللہ جلد شائع کردوں گا۔آپ کے لیے علٰحدہ جلدیں بھی تیار کرلوں گا۔اچھی طرح شائع ہوں گے۔چھپ جائیں تو اچھا ہے ورنہ پڑے رہیں گے۔وہاں جن لوگوں کے پاس مشاہیر کے خطوط ہوں حاصل کرلیجئے۔آپ کے پاس جو خطوط ہیں مجھے فوراً بھیج دیجئے۔اصل آپ کو واپس کردوں گا۔فوٹو اسٹیٹ کا یہاں معقول انتظام ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ میشیل الخوری ے کے مقالے کی اشاعت میں تاخیر ہوگئی۔ہوا یہ کہ میں نے دو تین مقالوں کی

کتابت کروالی۔ان میں امتیاز علی خان عرشی ۸؎ صاحب کا مقالہ بھی تھا۔ پریس والوں نے اس کو خدا جانے کیوں تاخیر سے چھاپا۔ بہر حال اب یہ مقالے چھپ گئے ہیں رسالہ آپ کو انشاء اللہ جلد مل جائے گا۔ دمشق بھی بھجوا رہا ہوں۔

میر کے فارسی دیوان کا مائکروفلم یا فوٹوسٹیٹ بھجوا دیجئے۔ نقل کرنے والے حلیہ بگاڑ دیتے ہیں۔ کربل کتھا ۹؎ کا نسخہ بھیجئے۔ تاریخ ادبیات کے لیے علحدہ مجھے دو سطروں کا خط لکھ دیجئے۔ اس کو فائل میں رکھ کر آپ کو فارسی عربی کی جلدیں بھجوا دوں گا۔ انڈکس کی جلدیں ملا کر پانچ چھ جلدیں ہوں گی۔ خدا کرے پہنچ جائیں۔

ڈاکٹر رانا احسان الٰہی ۱۰؎ اچھے ہیں۔ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ مضمون ان شاءاللہ جلد شائع ہو جائے گا۔

ڈاکٹر رانا کی تصویر جشن صد سالہ نمبر میں شائع ہوئی ہے۔ یہ ضخیم نمبر آپ کو بھجوایا گیا ہے۔ خدا جانے پہنچا یا نہیں۔ راستے میں کسی ''باذوق'' نے روک نہ لیا ہو۔

اورینٹل کالج میگزین کے اپنے زمانے کے کچھ اور شمارے آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ ان کے ساتھ جشن نامہ بھی آپ کو ملے گا۔

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

خیر طلب

عبادت بریلوی

بخدمت شریف

جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب

پروفیسر و صدر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڈھ

(۱۱)

Office : 67570
Phone: : 52573
Res : 412988
: 352866

UNIVERSITY OF THE PUNJAB, LAHORE

ORIENTAL COLLEGE

Dr.EbadatBrelvi, M.A., Ph.D..
UNIVERSITY PROFESSOR URDU LITERATURE
PRINCIPAL
UNIVERSITY ORIENTAL COLLEGE, LAHORE

UNIVERSITY ORIENTAL COLLEGE
LAHORE, (PAKISTAN).

Date ۹/ستمبر ۱۹۸۰ء 19

محبّ مکرم، سلام مسنون

آپ کے مقالے کے کچھ آف پرنٹس بھیجتا ہوں۔ چند کاپیاں عرشی زادہ صاحب ۱؎ کو بھیج دیجئے گا تاکہ انھیں علم ہو جائے کہ عرشی صاحب کا مقالہ چھپ گیا۔ ان کے آف پرنٹس میرے پاس ہیں۔ کوئی رام پور جانے والا ملا تو بھجوا دوں گا۔ ڈاک میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ دفتری نے دونوں مقالے یک جا کر دیئے [ہیں]۔

میگزین براہِ راست آپ کو پہنچے گا۔

یہ خط جلدی میں لکھ رہا ہوں۔ مفصّل پھر لکھوں گا۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

خیر طلب
عبادت بریلوی

☆عبدالماجد دریا آبادی

(۱)

دریاباد
۲۳رمئی ۱۹۴۹ء

آرزو صاحب!

آپ کے ذوق ادب کا قائل تو میں میگزین کا پہلا نمبر پڑھ کر ہو ہی چکا تھا۔آپ کی جرأت کا قائل ہونا پڑ رہا ہے کہ آپ اس ''ترقی'' اور ''ترقی پسندی'' کے دور میں غالب مرحوم کا نام زندہ کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں!

کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں!

آپ کو یارانِ طریقت کی اس پستی کا بھی ڈر نہیں، کہ یہ'' گڑے مُردے اکھیڑنا نہیں تو اور کیا ہے!

غالب بیچارہ حمد ونعت کہنے والا، توجیہ در تصوف یا مسلک کو سو۱۰۰ طرح پر نظم کرنے والا، قدیم عاشقانہ غزل گوئی کا دم بھرنے والا، ''بورژوا'' سوسائٹی کا شاعر، وزن وقافیہ کی پابندیوں میں جکڑا ہوا، عریانی وفحاشی کے آرٹ سے ناآشنا، صنعت بے بحری سے بے بہرہ، رکاکت وابتذال سے محروم، اس قابل ہی کب تھا، کہ آج کوئی اس کے نام کو جگائے اور اس کے حق میں فاتحہ خیر کو ہاتھ اُٹھائے!

حضرتِ غالب کا مرتبہ فارسی شاعری میں بھی یقیناً بہت بلند تھا۔لیکن مُجھ بے بصر، تنگ نظر کے علم میں تو اُردو میں جہاں تک غزل گوئی کا تعلق ہے، کوئی شاعر اس پایہ کا نہ غالب سے قبل پیدا ہوا تھا، نہ غالب کے بعد آج تک ہوا ہے۔ گو اس میں شبہ نہیں کہ بعض بعض متاخرین نے اپنے اندر ''غالبیت'' خوب خوب پیدا کر لی تھی۔

اور یہ کم سواد، بے استعداد، تو حضرت غالب کی شاعری ہی کی طرح اُن کی اُردو نثر کا بھی دلدادہ بلکہ قتیل ہے۔ خصوصاً جب سے کہ اُن کے خطوط کا مجموعہ مرتبہ مولوی مہیش پرشاد ہماری نظر سے گزر رہا ہے۔البتہ عبدیت سطر سطر سے نمایاں ہے۔ غالب اس آئینہ میں ایک مکمل انسان، ایک عبدِ خالص نظر آتے ہیں اور اسی حقیقت کی جلوہ آرائی انشاء پردازی کا منتہائے کمال ہے؟

دُعا گو:عبدالماجد

(۲)

دریاباد
۲۶رمئی ۱۹۴۹ء

برادرم، وعلیکم السلام

دیدار آرزو میں تو میں خود ہی حسرتِ مجسم بنا رہا! غالب کے لیے مضمون کی فرمائش مجھ، مغلوب، سے، وقت کس کے

ہاں سے لاؤں۔ آپ کا کارڈ میری ہی غفلت سے انبار کاغذات کے نیچے دب گیا تھا۔ اتفاق سے آج نظر پڑی، دل نے بڑی شرمندگی محسوس کی۔ بہر حال چند سطریں اُلٹی سیدھی گھسیٹے دیتا ہوں۔ الفاظ اگر نہ چلیں تو ہاشم سلّمۂ سے پڑھوا لیجیے گا۔ والسلام

دعا گو: عبدالماجد

(۳)

۱۲رجنوری ۱۹۵۰ء

برادرم، وعلیکم السلام

علی گڑھ اور اکبر نمبر نکالے! اللہ اکبر!

ہفتہ بھر شدید خانگی تردّدات میں مُبتلا رہا۔ بیوی، محبوب بیوی (محبوبیت کے لیے قید کسی سن وسال کی نہیں) موت و زیست کی کشمکش میں تھی۔ اللہ نے دوبارہ زندگی دی۔ میرا ایک قدم لکھنؤ میں، ایک دریاباد میں۔

''خطوطِ مشاہیر'' ۱ کے نام سے تاج کمپنی نے میری ترتیب کی ہوئی ایک کتاب ۳،۴ سال ہوئے شائع کر دی ہے۔ اس کتاب کا سب سے بڑا حصّہ اکبر نامہ میں ہے۔ کچھ کم چھوٹے بڑے ۲سو خطوط کا مجموعہ! اس میں سے کسی خاص خط کا فوٹو اگر منظور ہو تو تلاش کر کے وہ اصل خط آپ کو بھیج دوں۔

خود حضرت اکبر ۲ کی جوانی کا ایک بہت اچھا فوٹو میں نے اُن کے صاحبزادہ عشرت حسین مرحوم کے کمرہ میں دیکھا تھا۔ اُسے حاصل کیجیے۔ ممکن ہے نعیم الرحمٰن صاحب ایم اے (شعبۂ فارسی، عربی، الہٰ آباد یونیورسٹی) کے ذریعہ سے مل جائے۔ عام طور پر ایک ہی فوٹو ان کی ضعیفی کے زمانے کا ملتا ہے، جس سے چہرہ کی ذہانت ظاہر نہیں ہوتی۔

خواجہ حُسن نظامی ۳، ملا واحدی ۴، حسرت موہانی ۵، ماہر القادری ۶، طالب الہٰ آبادی ۷، نوح ناروی ۸، حکیم عبدالقوی ۹ (ایڈیٹر روزنامہ ''تنویر'' لکھنؤ) مولوی صبغۃ اللہ فرنگی محلی ۱۰ شاہ معین الدین ۱۱ احمد ندوی ان سب کو لکھیے۔ بعض سے، مضامین حاصل ہوں گے۔ بعض سے معلومات نمبر ۱ اور نمبر ۲ سے دونوں۔ سرسیدؒ کے آخری دور میں حضرت اکبر علی گڑھ میں منصف تھے۔ اسی دور کے لوگوں کا پتہ چلایئے۔

حضرت اکبر پر اتنا زائد اور اتنے مختلف عنوانات سے لکھ چکا ہوں کہ اب فوراً تو ذہن کسی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ آگے اللہ مالک ہے۔ غالب نمبر پر لکھنے کی نوبت دیکھیے کب آتی ہے؟ والسّلام

دعا گو: عبدالماجد

(۴)

دریاباد

۲۳ردسمبر ۱۹۵۲ء

عزیز مکرم۔ وعلیکم السلام!

کیا کہوں آپ سے کتنا شرمندہ ہوں _____ کارڈ مل گیا تھا اور اُسی نے شنبے کی شام کا مشتاق بنا دیا تھا۔ ریڈیو ایک عرصہ سے اپنے پاس نہیں۔ ایک عزیز کے پاس ہے اُن کے ہاں کہلا دیا تھا۔

لیکن ادھر تو زکام ونزلہ نے زور کیا ادھر اس سے بڑھ کر یہ کہ معا بعد مغرب تیز وتند ابروباد شروع ہوگیا۔ اور خفیف ترشح ہوگیا۔ بس عین وقت پر ہمت جواب دے گئی۔ اور سب سے بڑھ کر ہمت شکن یہ خیال رہا کہ ایسے میں سنائی کیا دے گا
غرض یہ کہ اب تو اس محرومی کی تلافی کی کوئی صورت بجز اس کے نہیں کہ آپ خود ہی اس مسودہ کی نقل عنایت فرمائیں۔ والسلام

دعا گو: عبدالماجد

(۵)

دریاباد
۷ر فروری ۱۹۵۳ء

برادرم سلمہ اللہ۔ وعلیکم السلام!

ڈاکٹریٹ مبارک ہو ___ اللہ اسے دنیا وآخرت دونوں میں نافع کرے۔ مقالہ کس عنوان پر تھا، یہ خیال نہ آیا۔
شعبۂ عربی، نیا تقرر اور زیادہ قابلِ مبارکباد ہے۔ استادوں کے دیندار ہونے کی ضرورت تو ہمیشہ ہی سے تھی اب کئی گُنی اور بڑھ گئی ہے۔
آپ کا ۳ر کا لکھا ہوا کارڈ ۵ر کی شام کو ملا (حالانکہ امکان ۴ر کی شام کو ہی مل جانے کا تھا۔) ظاہر ہے کہ حسرت ہی بڑھانے والا ہوا۔ والسلام

دعا گو: عبدالماجد

(۶)

دریاباد
۵/اکتوبر ۵۳ء

برادرم۔ السلام علیکم

جی ہاں۔ آپ کے متعلق یہ دونوں خوشخبریاں پہلے پڑھ چکا تھا ___ اور دل مسرور ہو چکا تھا۔
اللہ نے دین کی خدمت کا ایک بہترین موقع آپ کو دے دیا ہے۔ اس سے پورا فائدہ اُٹھایئے اور ہر لمحہ اپنے کو دین کا خادم سمجھیے۔ انگریز کہیں اور کسی حال میں ہو پر اپنے کو انگریز ہی سمجھتا ہے اور یہی حال روسی، امریکی، جرمن، سب کا ہے۔ کاش ہم بھی اپنے کو ہمہ وقت اور ہر حال میں مسلمان سمجھنے کی عادت ڈال لیں۔
علم کی خدمت، وطن کی خدمت، یہ ہی بڑی خدمتیں ہیں۔ لیکن سب دین کی خدمت کے ماتحت۔
آج ۵ر ہے، آپ سفر پر روانہ ہو چکے ہوں گے۔ دیکھیے یہ نیاز نامہ آپ کو کب اور کہاں ملتا ہے؟
اپنا مستقل پتہ ضرور لکھ بھیجیے گا۔
گب ادوسروں سے بہت غنیمت ہے۔ ان کی کتاب محمڈن ازم پر ریویو عرصہ سے کرنا چاہ رہا ہوں۔ اگر لکھا گیا تو آپ کو بھیج دوں گا۔ انشاء اللہ۔

یہ اُردو کچھ جانتے ہیں؟ نہ جانتے ہوں تو اس راہ پر انھیں لایئے۔ بغیر اردو کے بذاتِ خود پاکستانی اسلامیات کو کیسے سمجھ سکیں گے؟

جی ہاں لندن میں تو مسلمان کثرت سے ہیں۔ ضرور ذبیحہ کا انتظام ہوگا۔ آکسفرڈ میں بے شک دشواری ہے۔ ذبح کا طریقہ یہود کے ہاں تو اب تک قائم ہے۔ خدا کرے وہاں بھی کوئی یہودی ذابح مل جائے۔ بس اتنا کافی ہے۔

سب سے زیادہ دشوار سوال جیسا کہ آپ نے خود لکھا ہے۔ چربی کا ہے۔ اس کا حل یہاں سے تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ سوا اس کے کہ بجز گائے وغیرہ کے مکھن کے ہر روغنی چیز ہی سے پرہیز کیا جائے ڈاکٹر حمید اللہ[۲] پیرس میں ہیں اور ماشاء اللہ ہر طرح دیندار ہیں۔ اُن سے مراسلت کر کے اس کا حل دریافت کیجیے۔ اور مجھے بھی لکھیے ____ سفارت خانہ پاکستان وغیرہ میں کچھ مسلمان تو ضرور دیندار قسم کے ہوں گے۔ اُنہوں نے بھی کچھ حل نکالا ہی ہوگا۔ اور ووکنگ والے بھی اس حد تک تو مسلمان ہی ہیں۔

احوالِ غالب[۳] خوب رہی۔ ماشاء اللہ۔ ریویو اس وقت لکھ رہا تھا۔ گنجایش شاید اسی ہفتہ کے پرچہ میں نکلے تراشہ پبلشر کو پہنچے گا۔

مدت قیام کتنی ہے؟ واپسی میں سب کو بھی علی گڑھ کی دعوت دیجیے گا۔ کچھ خیال پڑتا ہے کہ وہ پاکستان اور ہندوستان آچکے ہیں۔

حسبِ فرصت وہاں کے حالات ضرور لکھیے گا جو میرے کام کے ہوں۔ والسلام

دعا گو: عبدالماجد

(۷)

دریاباد

۲۲ر مئی ۱۹۵۴ء

برادرم سلمہٗ اللہ! السلام علیکم

ڈیلی میل[۱] پاکر دل سے دعائیں نکلیں۔ جزاک اللہ۔ ایسے ہی کرم کا آئندہ بھی منتظر رہوں گا۔ اپنی خیریت، مشاغل اور ہر ایسی چیز جو صدق[۲] یا معارف[۳] کے کام کی ہو، ان سب کا مشاق رہوں گا۔ اس شرط کے ساتھ کہ آپ کے وقت اور جیب پر بار نہ پڑنے پائے۔

بحمد اللہ آج ۱۸ر روزے مئی کے مہینہ میں ہم کم ہمتوں اور ناتوانوں کے بھی ہو گئے۔ والسلام

دعا گو و دعا خواہ: عبدالماجد

(۸)

۲۲ر دسمبر ۵۴ء

برادرم! وعلیکم السلام

مرحبا و جزاک اللہ۔ پراگریسو اسلام[۱]، کا ذکر انشاء اللہ کر دیا جائے گا۔ نیوز آف دی ورلڈ[۲]، ڈیلی مرر[۳]، وغیرہ کا عطیہ لطف بالا لطف۔ آنکھیں مدت سے انہیں دیکھنے کے لیے ترسی ہوئی ہیں۔

امریکن میگزین بھی اگر آسانی سے مل جائیں تو سبحان اللہ۔۔۔

شکر گزار و دعا گو: عبدالماجد

(۹)

بسم اللہ

ا۔دریاباد
۲۲؍دسمبر ۱۹۵۴ء

برادرم وعلیکم السلام

مرحبا وجزاک اللہ پراگریسیو اسلام کا ذکر انشاء اللہ کر دیا جائے گا ''نیوز آف دی ورلڈ''، ''ڈیلی مرر'' وغیرہ کا عطیہ لطیف! میری آنکھیں مدّت سے ترسی ہوئیں تھیں۔

امریکن Comics بھی اگر آسانی سے مل جائیں سبحان اللہ! آپ کی دین و دنیا انشاء اللہ دونوں!

شکر گزار: م عبدالماجد

(۱۰)

دریاباد
۷؍جنوری ۵۵ء

برادرم! وعلیکم السلام

خوب مفصل وقائع نامہ ملا میری عین خواہش کے مطابق، فجزاکم اللہ، گیوم کی کتاب، پراگریسو اسلام کے دو نمبر، اور متعدد لندنی پرچے سب پہنچ گئے تھے۔ اور سب کی رسید بھی فوراً لکھ چکا تھا۔ حیران رہ گیا یہ سن کر کہ وہ خط نہیں پہنچا۔ خدا کرے بعد کو پہنچ گیا ہو۔

آپ کے اس مکتوب فرنگ کا بیشتر حصہ صدق میں انشاء اللہ نکلے گا۔ اس کے قبل والا مکتوب تو نکل ہی چکا ہے۔ لندنی پرچوں کے لیے شکر گزار خاص طور پر ہوا۔ اب ان پرچوں کو ہندوستان میں آنکھیں ترستی رہتی ہیں۔

آپ کے لیے دعا زبان سے نہیں دل سے نکلتی ہے۔ اللہ خیریت دارین کے ساتھ وطن واپس لائے۔

آپ کا آکسفرڈ کا پتا بھول گیا۔ یعنی کالج کا نام یاد رہا۔ دفتر بھیجے دیتا ہوں اگر وہاں درج ہوا تو وہیں ڈاک میں پڑ جائے گا۔ والسلام

دعا گو محتاج دعا: عبدالماجد

(۱۱)

بسم اللہ

دریاباد
۴؍نومبر ۱۹۶۰ء

برادرم سلّمہٗ اللہ وعلیکم السلام

خیریت نامہ عرصہ بعد پا کر جی خوش ہو گیا۔ تبصرے تو صدق میں مجبوراً چھوڑ دیے ہیں صرف بسلسلۂ رسید سطر دو سطر

میں ذکر کر دیا جاتا ہے۔مجلّہ کا پہلا نمبر عرصہ ہوا مل گیا تھا دیکھ کر دل بہت ہی خوش ہو گیا تھا۔اس کا اظہار اسی وقت کر دیا تھا۔وہ پرچہ معلوم ہوتا ہے کہ نہیں پہونچا اب دفتر کو لکھ دیا ہے کہ دوبارہ بھیج دیا جائے۔

علی گڑھ کی موجودہ فضا میں رہ کر اتنی ہی دینی و علمی خدمت کر ڈالنا بڑے ہی حوصلہ و ہمت کا کام ہے۔قابلِ داد موجبِ اجر۔اللہ ہر طرح برکت عطا فرمائے۔

آئندہ نمبر کے لیے جو اطلاعیں دیں وہ بھی بڑی خوش آئند ہیں باقی صحیح چھپائی کا تو خیال ہی چھوڑ دینا چاہیے۔والسلام

دعا گو و دعا خواہ

عبدالماجد

(۱۲)

بسم اللہ

دریاباد

۲۳ر نومبر۱۹۶۲ء

برادرم وعلیکم السلام!

اناللّٰہ وناالیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ

بے شک مرحوم ادین کے بڑے خادم تھے اور آپ کے تو خیر والد ماجد ہی تھے۔باپ کا سہارا بڑا سہارا ہوتا ہے بس جو کچھ بھی ہو جائے۔صبرِ جمیل سے کام لیجیے اور دوسرے متعلقین کو بھی تسکین دیجیے۔

اللہ اللہ کہتے ہوئے جان دینا خود ایک قابلِ رشک علامت ہے۔

صدق کا یہ نمبر تو مرتب ہو گیا اس کے بعد والے نمبر میں ایک مختصر نوٹ دے دوں گا۔ والسلام

عبدالماجد

(۱۳)

بسم اللہ

دریاباد

۲۵/جولائی ۱۹۶۶ء

برادرم السلام علیکم

قاضی عبدالجبار صاحب ! کا ذکر امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں بار بار کیا ہے۔ان کی ایک کتاب بھی قرآنِ مجید سے متعلق آپ کے ہاں کے کتب خانہ میں دیکھ کر آیا ہوں ان کے ذرا حالات جاننا چاہتا ہوں براہِ کرم اپنے کسی شاگرد کو حکم دیجئے کہ ان پر ایک نوٹ بنا کر مجھے بھیج دیں بلکہ اگر کوئی ان کے ہم نام ان سے متعلق معلوم ہوتے ہیں تو ان پر بھی۔بہ غایت شکر گذار رہوں گا۔آپ کا بھی اور آپ کے ان شاگرد کا بھی۔ والسلام

عبدالماجد

دریاباد

۱۲/جون۱۹۷۱ء

عزیز مکرّم وعلیکم السلام

اقبال انصاری صاحب نے بالآخر میرے معروضے پر توجہ کی اور اب ایک شمارہ ان پرچوں کا بھیج دیا میری ضرورت رفع ہوگئی اور اب آپ ہرگز زحمت نہ کیجئے۔ انصاری صاحب نے اگر یہ اطلاع شروع ہی میں دے دی ہوتی تو اتنے انتظار کی نوبت ہی نہ آتی۔ بہر حال جتنی بھی تکلیف آپ نے کی اس کے لیے جزاک اللہ۔

والسلام دعا گو:

عبدالماجد

☆مالک رام

(۱)

قاھرہ، ۱۹۵۹/۸/۲۷ء

برادر عزیز ۸/۱۳ کے گرامی نامے کا شکریہ

رقوم کی وصولی سے متعلق جو تفصیل آپ نے لکھی ہے، اس کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ دیر سویر یہ علم ہو ہی جائے گا، اور نہ بھی ہوا تو کوئی ایسی قیامت نہیں ٹوٹ پڑے گی۔ بہر حال آپ کی زحمت کا شکریہ۔

لیکن آپ نے میرے ایک صریح سوال کا جواب نہیں دیا۔ مانچسٹر کے اس ادارے کا پتا لکھیے، جہاں غالب [کا] ایک قصیدہ ہے۔ تاکہ میں خود خط و کتابت کرکے وہاں سے اسے حاصل کرنے کی سعی کروں۔ ہملٹن یا۔۔۔ کا پورا نام اور پتا مخطوطے کا نمبر وغیرہ لکھیے تاکہ اس کی شناسی کر سکوں۔

آپ نے اپنے یورپ کے قیام کے دوران میں ابونعمان الاصفہانی کی کتاب کے اس حصے کے عکس بھجوائے تھے، جو احمد بن حنبلؒ سے متعلق ہیں۔ اس کتاب کا نام کیا ہے؟ اس کے آغاز اور انجام کے دونوں صفحات علمی درکار ہیں۔ ان کے حصول کی کیا صورت ہے؟

بحمدہٖ یہاں سب بخیر ہیں اور دعا گو۔ بیگم سلمہا سے آداب کہیے اور بچوں کو دعا اور پیار بولیے۔

والسّلام والاکرم

خاکسار: مالک رام

حلب کی مطبوعات یہاں مشکل سے ملتی ہیں۔ بہر حال میں نے ایک کتاب فروش سے کہہ دیا ہے کہ انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ آگے جو اللہ کو منظور ہو۔

☆محمد حسن

(۱)

Warden

Sir Syed Hall
Muslim University
Aligarh

مکرمی ڈاکٹر مختارالدین صاحب۔ تسلیم

ایک استفسار طلب مسئلہ یہ ہے کہ آپ تذکرہ خوش معرکہ زیبا کو ایڈٹ کر رہے ہیں یا نہیں؟ میں اس پر کام کرنا چاہتا ہوں، اگر آپ کام کر رہے ہیں تو ارادہ ملتوی کر دوں ورنہ کام شروع کر دوں۔

خاکسار

محمد حسن

14/9/57

(۲)

Editor

Muslim University Gazette,
1- Hali Road,
ALIGARH.

مکرمی مختارالدین صاحب۔ آداب

(۱) 'گزٹ' آپ کی خدمت میں برابر بھیجا جا رہا ہے۔ ممنون ہوں گا اگر آپ اس کی کسی قریبی اشاعت کے لئے اپنا کوئی مختصر مقالہ، نوٹ یا مضمون عنایت کریں

(۲) Storey کی کتاب کی دونوں جلدیں آپ نے مجھے ہفتے عشرے میں بھجوانے کا وعدہ کیا تھا مگر ہنوز نہیں ملیں براہِ کرم حامل رقع کے ہاتھ بھجوا دیں دو (۲) تین روز بعد واپس کر دوں گا۔

خاکسار

محمد حسن

Nov.20, 1958

جناب مختارالدین احمد صاحب

ریڈر۔ شعبۂ اسلامیات،

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

(۳)

General Education
Reading Material Project
Maulana Azad Library Building
Ref. No.__________

ALIGRAH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARAH, INDIA
Date__________

مکرمی آرزو صاحب۔ تسلیم

آپ نے اردو ٹائپ کے دو نمونوں کا تذکرہ فرمایا تھا ایک پریس غالباً حیدرآباد کا تھا دوسرا مدراس کا= براہ کرم ان دونوں کی چھپی ہوئی کتابوں کے نمونے ایک روز کے لیے مجھے بھجوادیں۔شکر گذار ہوں گا۔

آپکا
محمد حسن
9/4/63

(۴)

D7 Model Town
Delhi--9
11/6/71

مکرمی آرزو صاحب تسلیم۔عصری ادب[۱] کے پہلے شمارے کی گنی چنی چند کاپیاں ہیں اسلئے ڈاک سے بھیج نہیں رہا ہوں کسی آتے جاتے کے ہاتھ بھجوادوں گا۔دیوانِ آبرو[۲] اور دہلی میں اردو شاعری کا تہذیبی اور فکری پس منظر[۳] اب Out of Print ہوگئیں۔آپ سے شرمندہ ہوں کہ پیش نہ کرسکا اور اس خیال میں رہا کہ نذر کرچکا ہوں۔

بہرحال اگست ستمبر تک ان دونوں کے نئے اڈیشن بازار میں آجائیں گے تو نذر کروں گا اس وقت تک کے [لیے] معذرت۔

عصری ادب کے لیے بھی کچھ لکھیے،

آپ کا
محمد حسن

(۵)

D7 Model Town
Delhi-9
26.2.1980

مکرمی۔تسلیم

اُمید ہے آپ بخیریت ہونگے۔

عصری ادب کا تازہ شمارہ آپ کو پچھلے ہفتے بھجوایا ھے ملا ہوگا۔اسی کے ساتھ آپ کا زرسالانہ ختم ہوا۔براہ کرم مبلغ بیس 20 روپیے بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ چیک (بنام ادارۂ تصنیف) ارسال فرما کر ممنون کریں۔

بیگم صاحب کی خدمت میں میرا اور روشن کا آداب

خیر طلب
محمد حسن

(۶)

D7 Model Town
Delhi-9
21/x/83

مجی۔تسلیم۔

بینک ڈرافٹ اور نوازش نامہ ملا۔شکریہ۔روشن سلام کہتی ہیں اور مبارک باد کے لئے شکریہ ادا کرتی ہیں۔

دیوان آبرو کی کوئی مطبوعہ کاپی موجود نہیں ہے البتہ اس کے دوسرے اڈیشن کا مسودہ اب تیار ہے اور دو ۲ ایک ماہ میں شایع ہوجائے گا۔

خاکسار

محمد حسن

(۷)

Professor
MOHAMMAD HASAN
M.A, LLB, Ph.D

D 7 Model Tnver
Delhi 110009
Date 1/6/84

محبّ کرم۔تسلیم

مجھے یاد آتا ہے کہ دیوان آبرو کا نسخۂ کیمبرج کی نقل یا عکس آپ کے پاس تھا اگر آپ اسے چندروز کے لئے مجھے بجھوادیں تو دیوانِ آبرو کی ترتیب وتدوین کا کام مکمل کرلوں۔باقی سبھی نسخے میرے پاس ہیں یا ان کی نقل یا مائیکروفلم ہے۔

اگر بھیجنا ممکن نہ ہوتو میں خود آ کرلےلوں یا آپ دہلی لیتے آئیں۔

خاکسار

محمد حسن

(۸)

D7 Model Town
Delhi--9
14/6/84

مجی۔تسلیم۔نوازش نامے کے لیے شکر گزار ہوں

مجھے کنگس کالج کیمبرج[کے کتب خانے ہی [کے] نسخے کا عکس درکا ہے۔میں نے اسے حاصل کیا تھا مگر ایک صاحب کو دے دیا اور ان سے اب واپس ملنا ممکن نہیں۔اسلئے آپ سے درخواست کررہا ہوں۔براہ کرم جلد بجھوادیں، شکر گزار رہوں گا۔اب میرے پاس دیوانِ آبرو کے سبھی چھ(۶)مخطوطوں کا عکس ہوجائے گا۔

آپ دیوانِ آبرو کی تدوین وترتیب کے سلسلے میں کچھ تجویز کریں یا اس کے اضافے اور اسے بہتر بنانے کے سلسلے میں مدد کرسکیں تو نہایت ممنون ہوں گا۔آپ نے اگر آبرو کے سلسلے میں یا دیوان کے بارے میں کچھ کام کیا ہو یا نوٹ لکھا ہو تو اسے بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔

کیا اپنے حالیہ سفر کے بارے میں سفرنامہ عصری ادب کے اکتوبر والے شمارے کے لئے بمعہ تصاویر کے بھجوا سکیں گے۔

خاکسار

محمد حسن

ابھی آپ کے آکسفورڈ کی یادیں دوبارہ پڑھا ہے۔

(۹)

D7 Model Town
Delhi-9
8/8/84

محب مکرم۔ تسلیم

نوازش نامہ ملا، کلام آبرو کا عکس موصول ہوا اور آپ کے مضمون کا تراشہ بھی۔ اس کرم خاص کے لئے ممنون ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان سب موصولات کی روشنی میں دیوانِ آبرو کا متن بھی مرتب کرلوں گا کہ اب میرے پاس دیوانِ آبرو کے نسخۂ دسینہ، نسخۂ پٹیالہ، نسخۂ کیمبرج، نسخۂ کلکتہ، نسخۂ رام پور اور نسخۂ کراچی کے عکس موجود ہیں=

میں تحقیق کا مردِ میدان نہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم دونوں یہ کام مل کر کریں۔ آپ دیوان پر تحقیقی نقطۂ نظر سے ایک مبسوط دیباچہ لکھیں اور میں تنقیدی نقطۂ نظر سے لکھوں اور ترتیب متن میں آپ کے مشورے شریک اور شامل ہوں؟ اس سے کام کی منزلت بڑھے گی۔

آپ کو منظور ہو تو تحقیقی دیباچے پر کام شروع کردیں اور جلد بھجوادیں؛

خاکسار

محمد حسن

(۱۰)

محمد حسن
رکن
اردو اکادمی، دہلی

ڈی ۷، ماڈل ٹاؤن
دہلی ۱۱۰۰۰۹
ٹیلیفون: ۔۷۴۳۱۷۴

21/9/86

برادرم۔ تسلیم

آپ سے شرمندہ ہوں کہ پہلے تو ٹیلی فون پر آپ کی آواز نہ پہچان پایا دوسرے جوگندر پال اپنے مختار صاحب کہہ کر تعارف کرایا آپ کے دوست تو آپ کو ابھی تک بھی آرزو کے تخلص ہی سے پہچانتے ہیں اسلئے علی گڑھ کے بارے میں گفتگو کی شروعات غلط ڈھنگ سے ہوگئی۔

آپ سے گفتگو کے بعد ہی نزلہ زکام کا اثر اور زیادہ ہوا اور فریش ہوگیا۔ ابھی تک بھی یہی صورت ہے دن بھر پڑا رہا ہوں ذرا طبیعت بہتر ہو تو دیوانِ آبرو کا عکس نکالوں اور آپ کو یا تو رجسٹری سے بھیجوں یا کسی معتبر قاصد کے ذریعے۔ تھوڑی سی تاخیر ہوجائے گی معذرت خواہ ہوں۔

بھابھی کو آداب

ڈاک سے عصری ادب آپ کو بھجوا دیا گیا ہے۔

خاکسار

محمد حسن

Porf: Mukhtaruddin Ahmed Sahab
Nazima Manzal.
Amir Nishan Road,
Dodhpur, Aligarh

(۱۱)

D7 Model Town
Delhi-9
18/x/86

محب مکرم۔ تسلیم

کالی کٹ سے لکھا ہوا آپ کا نوازش نامہ ملا ممنون ہوں۔ آپ نے دیوان آبرو کے نسخۂ کیمبرج سے استفادے کا موقع فراہم کیا اس کے لئے ممنون ہوں میرا کام ہو گیا۔ میں ۲۵/اکتوبر کو علی گڑھ آ رہا ہوں پی ایچ ڈی کا زبانی امتحا ، ہے۔ خود آ کر مخطوطے کا عکس آپ کے حوالے کر دوں گا۔

بھابھی کو ہم دونوں کی طرف سے آداب

خیر طلب

محمد حسن

(۱۲)

D7 Model Town
Delhi-9
10/7/88

برادرم تسلیم۔ اُمید ہے کہ آپ بخیریت ہونگے۔

عصری ادب کا تازہ شمارہ آپ کو بھجوایا ہے ملا ہوگا

براہِ کرم اس کا زر سالانہ =/30 روپے یا حیاتی رکنیت کے =/200 بذریعہ چیک یا ڈرافٹ بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

خیر طلب

محمد حسن

(۱۳)

D7 Model Town
Delhi-9
15/x/89

محب مکرم۔ تسلیم

نوازش نامہ ملا۔ آپ نے جس محبت سے خط لکھا اس کے لئے ممنون ہوں۔ عصری ادب کے نمبر شمار کا لحاظ رکھا

کریں نمبر دیکھ لیجیے ۶۲ ہے اگر ۶۱ یا اس سے قبل کا کوئی شمارہ آپ کو نہ ملا ہو تو بھجوا دوں گا۔

دیوانِ آبرو کے کلکتہ والے نسخے کا مائیکروفلم اور نسخۂ رام پور اور نسخۂ کراچی کے زیروکس میرے پاس ہیں انھیں خدابخش لائبریری ا بھیجنے کا ارادہ ہے۔ بڑی محنت سے نسخۂ کیمبرج اور نسخۂ دسینہ اور نسخۂ پٹیالہ کا موازنہ کر کے مسودہ تیار کرایا تھا۔ وہ حادثے کا شکار ہو گیا۔ بہر حال اس کی نقل ترقی اُردو بورڈ ۲ کو بھیج دی تھی زیرِ طباعت ھے۔ پتہ نہیں کب تک چھپے۔ فرہنگ میں نے مرتب کر دی تھی۔

قاضی صاحب ۳ کے چند خطوط اور بھی میرے پاس ہیں۔ محض کاغذات کے بے ترتیب ہونے کی وجہ سے رہ گئے ہیں کچھ اور خطوط ابھی خدابخش لائبریری بھیجے ہیں۔

مسعود صاحب ۴ سے دیرینہ تعلقات کے ٹوٹنے کا رنج مجھے بھی ہے مگر کیا کروں یہ انھوں ہی نے شروع کیا۔

خیر طلب محمد حسن

نذرِ مختار ۵ میں نے نہیں دیکھی اس میں مطبوعہ میرے مضمون کا عکس مجھے مل سکے تو خوب ہو۔

میرا ارادہ ۱۹ کو دن بھر کے لئے علی گڑھ آنے کا ہے۔ شعبۂ اُردو کا جلسہ ہے آپ آئیں تو ملاقات ہو۔

براہِ کرم قاضی عبدالستار صاحب ۶ کو بھی میری آمد کی اطلاع کر دیں۔

محمد حسن

(۱۴)

D7 Model Town
Delhi-9
10/1/90
Tele: 7234474

محبی مختار الدین احمد صاحب۔ تسلیمات

کرم نامہ ملا۔ مالک رام ۱ کا مرتب کردہ مجموعہ مجھے نہیں ملا البتہ آپ نے میرے مضمون کا جو عکس بھجوا دیا تھا، وہ موصول ہو گیا ممنون ہوں۔ فریدی صاحب ۲ کی وساطت سے عصری ادب کا جوز رسالانہ آپ نے بھجوایا تھا وہ بھی مل گیا تھا۔ اس کا نصف ابھی باقی ہے۔ اگر آپ بطور عطیہ دو سال کا (نظر ثانی شدہ) زرسالانہ =/100 بذریعہ چیک بھجوا دیں تو مزید کرم ہوگا۔ اور عصری ادب کے لئے کچھ لکھیے تو سہی، ان دنوں جو کچھ لکھا جا رہا ہے وہ اس قدر سرسری اور سطحی ہے کہ بس، یا پھر دستاویزی تاثراتی اور ماتمی ہے کہیں کوئی رمق فکرِ عمیق کی نہیں،

دیوانِ آبرو چھپتے ہی دو نسخے آپ کو پیش کروں گا اور آپ سے بہتر تبصرہ نگار اسے کہاں میسر آئے گا اس کے لئے الگ کاپی بھجوا دوں گا۔

میری ایک کتاب ادبیات شناسی ترقی اردو بورڈ نے چھاپی ہے آپ کی نظر سے ضرور گزرنی چاہئے ملاقات ہونے پر پیش کروں گا چند ہی کاپیاں انھوں نے دی تھیں میری ایک عمر کی کمائی ہے۔ آپ نے از راہ کرم پوچھا تو لکھتا ہوں کہ ان دنوں بیک وقت تین کام ہاتھ میں ہیں۔ ایک مجاز ۳ پر سوانحی ناول لکھ رہا ہوں نصف لکھ چکا ہوں، دوسرا، اردو ادب کی تنقیدی تاریخ کا خاکہ ۴ اور تیسرا ایک ڈراما حالاتِ حاضرہ پر۔

روشن اور میں سالِ نو کی تہنیت کے لئے شکر گزار ہیں اور آپ کو بھی اور بھابھی کو مبارکباد پیش کرتے ہیں قاضی صاحب روشن آرا کا نام روشنی رائے بتایا کرتے تھے۔ رَوِش آرا نہیں۔

محمد حسن

۱۸ ار کو پٹنہ روانگی ہے کلیم الدین احمدؒ سے می نار میں کیا آپ جا رہے ہیں؟

(۱۵)

D7 Model Town Delhi-9
Tele: 7234474
23/11/90

محبی۔ تسلیم۔ نہایت ممنون ہوں کہ آپ نے عصری ادب کے لیے ایک سو روپے کا چیک مرحمت کیا اور میرے لیے نذر مختار کی اپنی جلد بھجوادی= یہ تو رسید کے طور پر تھا اور اظہار تشکر کے لئے۔ اب سب باتوں کے جواب سلسلہ وار لکھتا ہوں

۱۔ پٹنہ نہیں جاسکا۔ مگدھ ۲۰ گھنٹے لیٹ تھی۔ ہمت جواب دے گئی واپس آ گیا۔ بیدار صاحب اسے ملاقات نہیں ہوسکی البتہ ان کا خط آج ہی ملا شرمندگی ہوئی انھوں نے میرے دو لیکچر وہاں رکھتے تھے۔ قاضی عبدالودود صاحب کے کچھ اور خطوط انھیں بھیجے ہیں ابھی کچھ اور میرے کاغذات میں ہونگے، مل گئے تو ان کی نقلیں آپ کو بھیج دوں گا۔

۲۔ مشفق خواجہ کے رسالے ۳ میں فیض ؔ پر آپ نے میرے مضمون کی جو ستائش کی ہے اس کے لئے نہایت ممنون ہوں یہ جانئے کہ مجھے اپنی محنت کی داد مل گئی ورنہ اب مخاطب صحیح کہاں رہ گئے ہیں بقول فراقؔ

ہم وہاں ہیں جہاں ہمارے سوا
ایک بھی آدمی بہت ہے میاں

۳۔ عبدالباقی صاحب سے میں واقف نہیں ان پر ضرور لکھئے لیکن اپنی طبیعت کے اضمحلال کا جو حال آپ نے لکھا ہے وہ بے جا ہے اضمحلال کے اسباب بہت ہیں مگر صاحب، آپ مختار ہیں ان پر اختیار حاصل نہ بھی کر پائیں تو کم سے کم ان کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیں، آپ کا خط، ایسا پاکیزہ ہے کہ اسے پڑھنے میں کوئی زحمت نہیں ہوئی۔

نذر مختار جہاں تہاں سے پڑھ ڈالی جی چاہا کاش آپ کی شخصیت پر میرا مضمون بھی ہوتا سچ یہ ہے کہ آپ، سے تعارف ہونے سے قبل آپ کا مضمون غالباً نقوشِ سلیمانی پر رسالہ نگار لکھنؤ میں پڑھا تھا اور بے حد مرعوب و متاثر ہوا تھا، وہ تاثر اب بھی قایم ہے اس مضمون کا ذکر نذر مختار میں نظر نہ آیا۔

عصری ادب کا نیا شمارہ کل چھپ کر آئے گا آپ کو بھجواؤں گا اور داد چاہوں گا۔ داد صرف اتنی کہ

ہم ترے عہد میں بھی جی ہی لئے
داد اے یار ستمگار ملے

آخر بیس سال ہوگئے عصری ادب کی اشاعت کو،

خیر طلب
محمد حسن

(۱۶)

D7 Model Town
Delhi-9
7234474
15.2.90

محبّ مکرم،تسلیم۔خط ملا یہ تو وہی بات ہوئی کہ

ساقی نے آج لطف کے دریا بہا دیے

عصری ادب کی بیس سالہ زندگی میں کبھی کہیں سے اتنا بڑا عطیہ نہیں ملا۔آپ نے بڑا کرم کیا اس سے حوصلہ ملا اور اعتماد ہوا کہ ابھی دنیا قدر دانوں اور ادب نوازوں سے خالی نہیں ہوئی ہے۔نہایت ممنون ہوں۔ورنہ میں تو عصری ادب اور اپنے دیگر ادبی کام اس شعر سے بھی بے نیاز ہو کر کرتا ہوں کہ

ہماری سینہ نگاری کوئی تو دیکھے گا
نہ دیکھے اب تو نہ دیکھے کبھی تو دیکھے گا

آپ کی قدر دانی سے ناقدری کا شکوہ جاتا رہا کہ بقول فراقؔ

ہم وہاں ہیں جہاں ہمارے سوا
ایک بھی آدمی بہت ہے میاں

خاکسار
محمد حسن

(۱۷)

D7 Model Town
Delhi-9
22/2/90
Tele: 7234474

مجی۔تسلیم

اس سے قبل شکریے کے ساتھ آپ کے ملفوف کی رسید بھجوا چکا ہوں واقعی تہہ دل سے ممنون ہوں۔

کارڈ کل ملا الف سے شروع ہونے والے جو نام فوری طور پر ذہن میں آتے ہیں وہ لکھتا ہوں ان میں سے جو آپ میرے سپرد کریں ان پر لکھ دوں گا مگر اس سے پہلے تین باتیں طے کرنا ضروری ہیں

(۱) انتخاب مصنفین کا معیار کیا ہوگا؟
(۲) کونسی معلومات (یا/اور تنقیدی معلومات) فراہم کی جائیں گی
(۳) طوالت کتنی ہوگی

نام یہ ہیں:

(۱)	تحریکِ ایہام	(۲)	آبرو	(۳)	آتش
(۴)	آرزو	(۵)	انجام	(۶)	انسان
(۷)	ادیب	(۸)	اکبرالہٰ آبادی	(۹)	اقبال
(۱۰)	آغا حشر	(۱۱)	انشاء		

(۱۲)اختر (واجد علی شاہ، اختر الایمان، اختر انصاری، اختر جاں نثار، اختر پیامی، اختر جونا گڑھی، اختر شیرانی)

(۱۳)	امانت	(۱۴)	امید	(۱۵)	انیس
(۱۶)	اسیر	(۱۷)	امیر	(۱۸)	اثر (امداد امام جعفر علی خاں)
(۱۹)	احمر، یونس	(۲۰)	اصغر	(۲۱)	آہ، صفدر
(۲۲)	احتشام حسین	(۲۳)	اکبر حیدری	(۲۴)	اصغری بیگم
(۲۵)	احمق	(۲۶)	ابر	(۲۷)	ادیب

خیر طلب

محمد حسن

(۱۸)

D7 Model Town
Delhi-9
12/3/90
Tele: 7234474

محبی۔ تسلیم

نوازش نامہ ملا۔ صورت حال واضح ہوئی بہر حال میں ایہام اور آغا حشر پر انگریزی (یا اردو میں) نوٹ لکھ کر بھیج دوں گا اگر آپ الفاظ کا تعین کر سکیں اور ایک نمونے کا اندراج بھیج سکیں تو مجھے آسانی ہو جائے گی۔ خاکسار

محمد حسن

(۱۹)

محبی۔ تسلیم

غالباً کسی اور کا خط میرے نام چلا آیا پتہ بھی اُدھورا ہے اور بظاہر اس خط کے مضمون سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ واپس بھیج رہا ہوں۔

خیر طلب

محمد حسن

20/3/90

(۲۰)

Professor
MOHAMMAD HASSAN
M.A, LLB, Ph.D

D7 Model Town
Delhi-9
7234474
31/3/90

بھائی مختار الدین احمد صاحب۔ تسلیم

خط ملا۔ ظہیر احمد صدیقی صاحب اکے گھر جا کر مضمون وصول کر لیا تھا۔ اس کرم خاص کے لئے نہایت ممنون ہوں مگر آپ جانتے ہیں عصری ادب تحقیقی رسالہ نہیں میرے لئے زیادہ بہتر ہوگا اگر عربی ادب کے احتجاجی آہنگ پر آپ کچھ لکھیں، یا پھر کوئی سوانحی یا شخصیاتی مضمون۔ جو ہماری گوں کا ہو

ایہام پر انگریزی میں ایک صفحے کا نوٹ ارسالِ خدمت ہے۔ رسید سے ضرور نوازیں اس نوٹ کی کوئی کاپی میرے پاس نہیں ہے۔ سجاد ظہیر کے مکاتیب اوران پر آپ کا نوٹ واپس بھیج رہا ہوں معذرت کے ساتھ،

آپ کا
محمد حسن

(۲۱)

Professor
MOHAMMAD HASSAN
M.A, LLB, Ph.D

D7 Model Town
Res: 234474
Tele Uni. 667557
Ext: 216/306
11/4/90

برادرم۔ تسلیم

خط ملا۔ شکریہ۔ قاضی عبدالودود صاحب کے بعض خطوط اب بھی میرے پاس ہیں ذرا دم لینے کی فرصت ملے تو نقل کرا کے یا عکس حاصل کر کے بھجوادوں گا

حسب فرمائش آبرو اور آغا حشر پر مطلوبہ اندراجات بھیج رہا ہوں میں کتابیات کے سلسلے میں تاریخیں فراہم کرنا سردست تاخیر کا باعث ہوگا اگر آپ خود فراہم کر سکیں تو کر لیں ورنہ تیاری کی منزل میں یا پروف پڑھتے وقت میں خود اضافہ کر دوں گا۔ ادھر مجاز پر ناول کی تکمیل میں لگا ہوا ہوں

ہاں، ایک ضروری بات۔ میرا ارادہ ۱۵/ سے ۱۷/ تک کسی تاریخ کو علی گڑھ آنے کا ہے منظر عباس نقوی صاحب نے دو لیکچر رکھ دیئے ہیں ان اندراجات کا معاوضہ یا تو مجھے علی گڑھ میں دے دیں یا پھر کسی آنے جانے والے کے ہاتھ یونی ورسٹی میں بھجوادیں جو میرے پاس پہنچا دے اور کسی ذریعے سے نہ بھجوائیں ورنہ گھر والی کے ہاتھ آ کر گھر میں خرچ ہو جائیں گے۔ یہ بات آپ ہی کو لکھ سکتا ہوں کہ آپ دانائے راز ہیں

اگر رقم کسی کے ہاتھ بھیجیں تو انھیں ہدایت کریں کہ وہ مجھے یونی ورسٹی ہی میں رقم دیں

خیر طلب
محمد حسن

(۲۲)

Ghalib academy
Nizamuddin west
New Delhi-13

محب مکرم۔ تسلیم

امید ہے آپ بخیر ہونگے اور میرے بھیجے ہوے تینوں اندراجات۔ آبرو، ایہام اور آغا حشر پر۔ آپ کو مل چکے ہونگے اگر ان کا معاوضہ ملنا ہے تو وہ براہ کرم یا تو مندرجہ بالا پتے پر میرے نام بھجوادیں یا پھر مجھے مطلع کریں میں خود علی گڑھ آ کر لے لوں گا۔

خیر طلب
محمد حسن

(۲۳)

27/9/90

مجی۔ تسلیم

نوازش نامہ ملا۔ ممنون ہوں۔

معاوضہ براہ راست مل گیا۔ شکریہ آپ کا واجب ہے۔ آپ نے عصری ادب کا تازہ شمارہ توجہ سے پڑھا۔ خوشی ہوئی آپ کا تبصرہ اگلے شمارے میں چھپے گا تازہ شمارہ تو پریس جا چکا ۲۴ر اگست کو علی گڑھ کا قصد ہے۔ ملاقات ہوگی۔

خیر طلب
محمد حسن

(۲۴)

30/x/90

مجی۔ تسلیم نوازش نامہ مل گیا۔ شکریہ۔ عصری ادب (٦٥) دوبارہ بھجوا رہا ہوں رسید سے نوازیں۔ دیوانِ آبرو چھپ گیا ہے۔ اگر آپ کے عزیز نہرو یونی ورسٹی میں ہوں تو ان سے کہئے گا وہ مجھ سے لے لیں گے یا میں خود کسی آنے جانے والے کے ہاتھ بھجوادوں گا۔ آپ کی کاپی محفوظ ھے

خیر طلب
محمد حسن

(۲۵)

فیض اکیڈمی

FAIZ CULTURAL ACADEMY

11/2/1991

محبی۔تسلیم

میں ۱۰؍دسمبر کو یہاں آیا تھا۔خلیجی جنگ ۱؎ کی وجہ سے واپسی میں تاخیر ہورہی ہے۔میرے میزبان کی بیگم عبدالحق صاحب حقی بغدادی معروف بہ عرب صاحب کی نواسی ہیں جن کے صاحبزادے عبدالودود صاحب عرف بدومیاں تھے۔عرب صاحب غالباً عربی کے استاد تھے آپ ان سے ضرور واقف ہونگے۔براہ کرم 72-Staines Rd. East Sunbury on Thames TW16 5BB UK کے پتے پر ان دونوں کے بارے میں آپ کو جو بھی معلومات حاصل ہوسکیں بھجوادیں۔شکر گزار رہوں گا

جولائی میں اردو سنٹر لندن ۲؎ کی طرف سے عالمی اردو کانفرنس کرنے کا ارادہ ہے۔اگر آپ آسکیں تو دعوت نامہ بھجواؤں۔آپ کے آنے سے بڑی مدد ملے گی۔آپ کا ایماء درکار ہے۔

خاکسار

محمد حسن

جناب پروفیسر مختارالدین احمد

فاطمہ منزل، امیر نشان روڈ

علی گڑھ

(۲۶)

Professor

Mohammad Hasan

M.A., L.L.B., Ph.D,

Date 30/3/91

C/o Mr. Naved Hasan

Sub-editor

The Gulf News

Post Box 6519

Dubai (UAE)

Tele: 527838

براہ کرم یہ پتہ صرف اپنے تک محدود رکھیں کسی اور کو نہ دیں۔شکریہ

محبی مختارالدین احمد صاحب۔تسلیمات

نہایت ممنون ہوں کہ آپ نے لندن کے پتے پر عرب صاحب کی تصنیف ہی از راہ کرم بھجوادی مگر اس کے ساتھ جو خط آپ نے منسلک کیا ہوگا وہ کہیں راستے میں گر گیا۔لہٰذا عرب صاحب اور بدومیاں کے بارے میں ان کے عزیزوں کی تشنگی باقی رہی بہر حال آپ کو کچھ معلوم ہو تو انھیں میرے سابقہ پتے پر خط لکھ کر ممنون کریں پتہ یہ ہے:

Mujahid Tirmizey 72 Staines Road. East Sunbury on Thames TW16/5BB UK

میں ۱۷؍مارچ کو یہاں پہنچا اپنے چھوٹے بیٹے کے پاس ہوں جواہر لعل یونیورسٹی سے ریٹائرمنٹ میں جو توسیع

پانچ سال کے لئے ملی تھی اسے بقدر چند ماہ کم کرالیا ہے اور سبکدوشی کے مزے لے رہا ہوں۔عجب طرح کی ہوئی فراغت الخ۔

جی اوبا ہوا ہے بہلاتا پھر رہا ہوں کبھی لندن جا نکلا کبھی دبئی جا پہنچا، ریاض اور مسقط کے لیے بھی احرام باندھ رکھا ہے۔ ع۔زہے روانی عمرے کے درسفر گزرد،

مجاز پر سوانحی ناول مکمل کر لیا ہے انگریزی میں ایک کتابچہ ایک پبلشر کے اصرار پر زیر تحریر ہے ع۔

Marxism- Dead or alive

آپ سے دو۲ گزارشیں اور دو۲ مشورے درپیش ہیں:

گزارشیں یہ ہیں کہ (۱) وہ جو عربی انسائیکلو پیڈیا[۱] کے سلسلے میں اردو کے اندراجات میرے ذمے کئے گئے تھے ان میں سے جو باقی ہوں ان کی صراحت کر دیں ہر چند کہ یہاں حوالے کی کتابیں میسر نہیں ہیں مگر پھر بھی تعمیل ارشاد کی کوشش کروں۔

(۲) لندن میں قیام کے دوران وہاں بعض دوستوں نے فرمائش کی کہ جامعہ اردو علی گڑھ کے امتحانات کا مرکز لندن میں کھولنے کی اجازت حاصل کر لی جائے وہ حضرات اس کی کامیابی کے خواہشمند بھی تھے اور پُر امید بھی۔ باوجود تعلقات کی یکطرفہ کشیدگی کے میں نے لندن سے مسعود حسین خاں[۲] کو خط لکھا کہ اگر وہ جامعہ اردو کی شاخ وہاں کھولنے کی منظوری مجلس عاملہ سے حاصل کر کے مجھے مطلع کریں تو میں لندن سے روانگی سے قبل اس کا سارا نظام ٹھیک ٹھاک کر دوں۔ ان کا جواب نہیں آیا۔ آپ کا تعلق چونکہ جامعہ اردو علی گڑھ سے ہے لہذا یہی بات آپ کو لکھتا ہوں اور اس میں یہ اضافہ کرتا ہوں کہ دبئی میں بھی اسی قسم کا مرکز قایم ہو سکتا ہے۔ آپ دونوں جگہوں پر مرکز قایم کرنے کی منظوری مجھے بھجوا دیں اور امتحانی داخلے وغیرہ کی فیس کی تفصیلات طے کرا کے مجھے لکھ بھیجیں تو میں دونوں جگہ جامعہ اردو کے مراکز قایم کرا دوں اور کسی معقول آدمی کو نگراں کے طور پر متعین کرنے کی سفارش کر دوں۔ آگے آپ [اور] ذمہ دارانِ جامعہ جانیں۔ میرے نزدیک یہ اردو کی خدمت ہوگی۔

درکار مشورے یہ ہیں:

(۱) عصری ادب ۲۰ سال نکالا ہے۔ اب نکالوں یا نہ نکالوں؟ نکالوں تو کیوں اور اس کے نکالنے کی صورت کیا ہو = ہندوستان کی جو حالت ہے اس نے دل بجھا دیا ہے پتہ نہیں کب واپس آؤں۔ اگر عصری ادب جاری رکھنے کی رائے ہو، تو آپ کو بھی اس میں ہاتھ بٹانا ہوگا کم سے کم مضامین کی فراہمی اور اس کے despatch میں۔ کیا یہ ممکن ہے؟

(۲) مجاز پر سوانحی ناول خود چھاپوں یا کسی پبلشر کو دے دوں۔ پبلشر کو دوں تو کسے۔

خیر طلب
محمد حسن

پروفیسر مختار الدین احمد

(۲۷)

Professor
Mohammad Hasan
M.A., L.L.B., Ph.D,

Date 8/5/91

محبی۔ تسلیم نہایت ممنون ہوں کہ آپ نے خط کا جواب دیا اور خط کی ہر بات کا جواب دیا۔ بہت بہت شکریہ۔

آپ کے خط سے اندازہ ہوا کہ آپ محقق ہی نہیں دردمند اور نکتہ سنج بھی ہیں آپ نے میری ذہنی اور جذباتی کیفیت کی بالکل صحیح تصویر کشی کی ہے۔ ''ایک جگہ، ایک ماحول جب کہ ماحول بہت خوشگوار بھی نہ ہو اور جہاں اغیار، [اور] حسد کرنے والے دوستوں کی بھی کمی نہ ہو طبیعت کا اوب جانا فطری امر ہے''۔ جی ہاں، بالکل یہی ہوا میرا حال بلا تشبیہ غالب کا سا ہے کہ

کیوں نہ دوزخ کو بھی جنت میں ملا لیں یارب
سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی

ابھی تو یہی کیفیت ہے، کناڈا، مصر اور اٹلی کا بھی ارادہ ہے ابھی بالکل طے نہیں ہے۔

لندن کی بین الاقوامی کانفرنس طے ہو جائے تو اس کا دعوت نامہ آپ کو ملے گا آپ مجاہد ترمذی کو لکھ دیں کہ آپ کانفرنس میں میری تجویز اور دعوت نامے پر شرکت کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ ہوائی جہاز کا کرایہ آمد و رفت کا ٹکٹ مل جائے۔ ایک درخواست دعوت نامے کے ساتھ انڈین کاؤنسل فار کلچرل ریلیشنز آزاد بھون اندر پرشتھ اسٹیٹ، نئی دہلی نمبر۲ کو بھی بھیج دیں بلکہ ہو سکے تو ان کے فارم پر بھیجیں=

میں ابھی تو اِدھر اُدھر گھوم پھر رہا ہوں ہو سکتا ہے جون میں ہندوستان آنا ہو اور کہیں جی لگا تو رہ جاؤں گا۔ نہ لگا تو ع۔ عاشقاں آپ بھلے اپنا دل آزار (آرام نہیں) بھلا!

آپ نے حوصلہ افزائی کی تو آپ کو زحمتیں دے رہا ہوں۔

خاص زحمت یہ دے رہا ہوں کہ فخر الدین علی احمد میموریل فنڈ، کاؤنسل ہاؤس۔ لکھنؤ اور دہلی اردو اکادمی (گھٹا مسجد روڈ۔ راج گھاٹ۔ دریا گنج۔ نئی دہلی نمبر۲) سے اشاعت کتب کے لئے امداد کے فارم حاصل کر کے مجھے بھجوا دیں بلکہ زحمت نہ ہو تو ۳۰۰ صفحے کی کتاب (کتابی سائز) کے ۱۰۰۰ کاپیوں کی آفسیٹ طباعت، دیدہ زیب سرِ ورق کے ساتھ تخمینہ لگوا کر میری طرف سے دستخط کر کے فارم بھر ہی دیں مزید عنایت ہوگی اس طرح مجاز پر میرا ناول ''شاعرِ محفلِ وفا'' چھپ جائے گا تخمینہ ایجوکیشنل [والے] تیار کر دیں گے۔

جامعہ اردو کے کاغذات لندن بھیج دیئے وہ غالباً خط و کتابت کرینگے اور جامعہ اردو کی شرایط پوری کرینگے۔

عصری ادب کی اشاعت جاری رکھنے کی کوئی سبیل ابھی تو سمجھ میں نہیں آ رہی ہے:

آپ کے لئے دیوانِ آبرو (ترقی اردو، بیورو۔ نئی دہلی) کا اعزازی نسخہ محفوظ رکھا تھا پتہ نہیں آپ کو بھجوایا یا نہیں۔ نہ بھجوایا ہو تو میرے نام سے لے لیں۔ خط کا جواب تو وہ لوگ دیتے نہیں

خوشی ہوئی کہ آپ کے خط سے وہاں کی کچھ ادبی خبریں معلوم ہوئیں

خاکسار
محمد حسن

Gulf Weekly
Eox 6519
Dubai

(۲۸)

D7 Model Town
Dehli-9
9/7/91

محبی۔تسلیم ــــ ۲۹رجون کوسفر سے واپسی ہوئی۔علی گڑھ بھی ۷/اور۸/جولائی کو پہنچا ملاقات نہ ہوسکی۔آپ نے میرے پچھلے خط کا جواب نہیں دیا۔

رشید صاحب[۱] اور قاضی صاحب[۲] کے خطوط کے بارے میں آپ کا تقاضا ہے اگر مجھے ٹیلی فون (7234474) کرکے آپ دہلی آجائیں تو ان خطوط کے عکس تیار کرا کے لیتے جائیں۔

خیر طلب محمد حسن

(۲۹)

D7 Model Town
Dehli-9
Tele: 7234474
9/12/91

محبی۔تسلیم۔اُمید ہے آپ بخیر ہونگے۔

میں ۱۲ردسمبر کو علی گڑھ آنا چاہتا ہوں بہنوں اور بھائی سے وراثت کے معاملات پر گفتگو کرنا ہے اور اس گفتگو کے لئے ضروری ہے کہ میں کسی ایک کے گھر پر نہ ٹھہروں اور سب سے الگ الگ گفتگو کروں تا کہ کسی نتیجے پر پہنچا جاسکے۔چونکہ آپ کے دولت کدے سے دونوں بہنوں کا گھر قریب ہے لہذا آپ کے یہاں ٹھہرنا چاہتا ہوں براہ کرم بواپسی ڈاک مطلع فرمائیں کہ ۱۲/اور ۱۳/دسمبر کو آپ کا قیام علی گڑھ میں رہے گا یا نہیں اور اگر قیام ہوگا تو آپ کے ہاں میرے قیام سے آپ کو زحمت تو نہ ہوگی ممکن ہے کہ روشن بھی ہمراہ ہوں۔بھابھی کو تسلیم

خیر طلب

محمد حسن

اگر آپ کے ہاں ٹھہرنے میں کوئی زحمت ہو تو Old Boy's Lodge میں یا کسی گیسٹ ہاؤس میں، براہ کرم قیام کا انتظام کرادیں۔اور مجھے مطلع کردیں۔وقت کم ہے اگر بذریعہ تار یا ٹیلی فون مطلع کریں تو مزید نوازش ہوگی

Prof: Mukhtaruddin Ahmed
Nazima Manzil, Amir Nishan Rd-
Aligarh

وقت کم ہے اگر تار یا بذریعہ ٹیلی فون مطلع کریں تو مزید نوازش ہوگی۔

(۳۰)

D7 Model Town
Dehli-9
16/4/92
Tele: 7234474

محبی۔تسلیم! نوازش نامہ ملا۔رشید صاحب اور قاضی صاحب کے خطوط بھی مل گئے نہایت شکر گزار ہوں۔رشید صاحب کے خطوط لطیف الزماں اکو دے دیئے۔

رشید صاحب اور قاضی صاحب کے مکاتیب کے بارے میں آپ کے سوالوں کے جواب لکھ رہا ہوں۔

آپ کے خط کی رسید میں دیر ہوئی سبب یہ ارادہ تھا نذیر احمد صاحب۲ کی شخصیت اور ان کے تحقیقی کمال پر مختصر سا ہی سہی تاثراتی مضمون لکھ بھیجوں گا مگر یہ نہ ہو سکا اور خواہ مخواہ دیر الگ ہوگئی

اب ۲۹رکو (اور ممکن ہوا تو اس سے قبل بھی) علی گڑھ آنے کا ارادہ ہے اس وقت ذرا سی بھی مہلت ملی تو وہیں لکھ کر مضمون آپ کے حوالے کردوں گا قیام ۲۸ سے ۳۰ تک نئے مہمان خانے میں ہوگا۔نذیر احمد صاحب پر مجلّہ نکالنے کا خیال بہت اچھا ھے مبارکباد

خیر طلب محمد حسن

(۳۱)

Dehli
7.5.92

محبی۔تسلیم نوازش نامہ مورخہ ۱۰ راپریل ملا۔علی گڑھ ۲۹/ اور ۳۰/ کو رہا آپ سے ملاقات ہوجاتی تو نذیر صاحب والا مضمون بھی مکمل ہوجاتا خیر اب وقت نکالوں گا مئی میں ہوجائے گا۔

رشید صاحب اور قاضی صاحب کے خطوط ملے تو نذر کروں گا۔

ادھر کچھ عجیب بیدلی سی طاری ھے

خیر طلب
محمد حسن

(۳۲)

محبی۔تسلیم

ایک جملہ (بلکہ میر جملہ قسم کا) پوسٹ کارڈ ملا نذیر احمد صاحب پر مضمونچہ حاضر ہے۔مختصر ہے مگر غیر متعلق۔سچ تو یہ ہے کہ

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ھے
سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

مجاز والا ناول بیسویں صدی دہلی میں جنوری ۹۲ء سے بالاقساط چھپ رہا ہے آپ کی نظر سے گزرنا چاہئے۔

خیر طلب
محمد حسن

۱۹۶۳ء میں دہلی آیا تو یہاں شعبۂ اُردو میں دو (۲) ریسرچ کرنے والے طالب علموں کا چرچا تھا کہ ایک ایک مخطوطے کی پیچھے بھاگ بھاگ کر خود کو اور شعبے کو ہلکان کئے ہوئے ہیں۔ ایک شیام لال کالرا عابد پشاوری اجو انشاءؔ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے تھے دوسرے فضل حق قریشی ۳ جو مثنوی خواب وخیال کے میر اثر ۴ کے تعاقب میں تھے۔ دونوں کے استغراق بلکہ تکمیل پسندی کا ایسا شور تھا کہ شعبے کے اکثر ساتھی ان کے پی ایچ ڈی کرنے ہی سے مایوس تھے کہ نہ کبھی اسقدر کمال میسر ہوگا نہ کبھی تحقیقی مقالہ لکھا جائے گا۔

پھر اچانک ایک دن ڈاک سے دعوت نامہ موصول ہوا کہ فضل حق قریشی صاحب کامل قریشی ہوگئے اور ان کا شعری مجموعہ یادش بخیر سپرو ہاؤس میں فلم اسٹار دلیپ کمار ۵ کے دستِ مبارک سے رونما ہوگا مجھ ایسے خلوت گزینوں کا بھلا ایسے مجمعوں میں کہاں گزر ہوتا مگر سنا اور پڑھا کہ بڑا کامیاب جشن رہا۔

پھر ایک دن خبر ملی کہ فضل حق کامل قریشی کو پی ایچ ڈی ڈگری مل گئی اور وہ فضل حق سے ڈاکٹر ہو گئے پھر تو ایسی اچانک اور انوکھی خبروں کا سلسلہ سا بندھ گیا مثلاً میر اثر کی مثنوی خواب وخیال مرتبہ فضل حق کامل قریشی شایع ہوگئی۔ فراق پر انھوں نے ایک کتاب مرتب کر ڈالی جو اس موضوع پر اس وقت تک پہلی کتاب تھی اردو اور مشترکہ ہندوستانی تہذیب ۶ پرنئی آب وتاب سے ایک کتاب مرتب کرکے شایع کردی۔ دلی اردو اکیڈمی ۷ کے قیام کے لئے محنت کرتے کرتے اکیڈمی کا قیام اور اس کی رکنیت دونوں ان کے محنت کا نتیجہ تھے پھر وہ سری وِنکٹیشور یونی ورسٹی ۸ میں اردو کے پروفیسر مقرر ہوگئے چند ماہ بعد کشمیر یونی ورسٹی ۹ میں تقرر ہوا۔ اور ایک سہانی صبح ان کا ٹیلی فون آیا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر وہ پھر اپنے پرانے کروری مل کالج میں واپس آگئے ہیں۔

اور اب یہ تنقیدی مضامین کا مجموعہ۔ وہ بھی ایسے استاد کا جو شاعر بھی ہے سماجی کارکن بھی ہے اور دہلی کی چھوٹی بڑی نصف درجن تنظیموں سے وابستہ بھی ہے۔ اب اس مجموعے پر کوئی کیا لکھے۔

اتنی بات ضرور ہے کہ یہ مضامین رواروی میں نہیں لکھے گئے ہیں ان سے توقعات زیادہ یا کم ہوسکتی ہیں اور ان میں جن خیالات کا اظہار ہوا ہے اور جس طرح ہوا ہے ان سے اختلاف ممکن ہے مگر فضل حق کامل قریشی نے موضوعات کو ٹالا نہیں ہے انھیں جی لگا کر لکھا ہے۔

ایک اور بات ان مضامین کے بارے میں میں کہی جاسکتی ہے کہ ان سب میں کامل قریشی کے سیکولر انداز فکر کے نشانات ملتے ہیں انھیں سیکولر ہندوستان کی اقدار عزیز ہیں اور انہی اقدار کی روشنی میں وہ ادب اور تاریخ کو پرکھتے اور جانچتے ہیں۔ اس کی مثالیں واضح طور پر مغل تہذیب کا عروج وزوال اور ہمارے زمانے میں ابوالکلام آزاد ۱۰ کی معنویت میں ملتی ہیں۔

لیکن اس سے بڑی بات یہ ہے کہ اس مجموعے میں بعض ایسے موضوعات آگئے ہیں جن پر ابھی تک خاطر خواہ توجہ صرف نہیں کی گئی تھی میری مراد بیخود دہلوی ۱۱ کی مراۃ الغالب ۱۲ اور مرزا محمود بیگ ۱۳: ایک مختصر جائزہ سے ہے۔ کامل کو دہلی اور دہلی کی تہذیب عزیز ہے بیخود دہلوی اور میرزا محمود بیگ دونوں سے انھیں نیاز حاصل رہا ہے اور انھوں نے ان بزرگوں کو جس عقیدت اور محبت ہی سے نہیں دلسوزی اور دردمندی سے یاد کیا ہے وہ نایاب ہے۔

ان دونوں مضامین میں معلومات کا خزانہ یکجا کیا گیا ہے اور اس معاشرت اور تہذیب کی تصویریں محفوظ ہیں جو آثار الصنادید بنتی جارہی ہے۔

کامل قریشی نے تنقید کو محض ادبی پرکھ تک محدود نہیں رکھا ہے بلکہ اسے تہذیبی قدروں تک پھیلایا ہے وہ علم و ادب کو وسیع تر تہذیبی رشتوں کے پس منظر ہی میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں اسی لئے ابوالکلام آزاد ہوں فراق ہوں داغ دہلوی ہوں یا قاضی عبدالودود ان کے نزدیک یہ سب اس وسیع تر تہذیبی رنگارنگی کا مظہر ہیں جو صدیوں سے ہندوستان کی پہچان بنی رہی ہے۔

کامل قریشی کے یہ چند مضامین توجہ اور دلچسپی سے پڑھے جانے کے مستحق ہیں امید ہے کہ اہل نظر ان کی کاوش کو سراہیں گے اور ادبی تنقید کے اس وسیع تر تہذیبی تناظر میں آبادکاری کی داد دیں گے۔

محمد حسن

21/6/1992

دہلی21/6/1992

(۳۴)

Professor
MOHAMMAD HASSAN
M.A, LLB, Ph.D

D7 Model Town, Delhi-110009
Tel: Res: 7234474
7244819
25/7/95

بھائی مختارالدین احمد صاحب۔ تسلیم

محترمی مختارالدین احمد صاحب۔ تسلیم

ایک صاحب ایم اے فردوس صاحب مراد آباد سے آئے ہیں۔ انھیں جامعہ اردو کے بارے میں کچھ گفتگو کرنی ہے انھیں آپ کے پاس بھیج رہا ہوں براہ کرم اس باب میں آپ جو کچھ کرسکتے ہوں کردیں۔ شکرگزار رہوں گا۔

خیر طلب
محمد حسن

جناب پروفیسر مختارالدین احمد صاحب

(۳۵)

مکرمی ڈاکٹر مختارالدین صاحب۔ تسلیم

یہ خط استاذی پروفیسر سید مسعود حسن رضوی کے ایما سے لکھ رہا ہوں۔ انھوں نے غالباً آپ سے ''دیوان فائز'' اور فضلی کی ''دہ مجلس'' پر آپ کے نوٹ دیکھنے کی فرمائش کی تھی، کل سے وہ اردو ایم اے کے Viva امتحان کے سلسلے میں آئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ آپ 9 سے 12.30 بجے تک کسی وقت یا تو سرور صاحب کے دفتر میں انھیں Viva سے بلالیں اور یہ نوٹ دے دیں اور گفتگو کرلیں یا پھر شام تک کسی وقت ڈاکٹر ہادی حسن صاحب کے ہاں ان سے مل لیں وہ شام کو ٦ بجے لکھنؤ کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔

Storey کی کتاب اگر واپس آ گئی ہوتو دو روز کے لیے پھر بھیج دیں شکر گزار رہوں گا۔

آپکا
محمد حسن

☆محمد طفیل

(۱)

نقوش
۱۱۔ایبک روڈ، انار کلی، لاھور
۶۴۸۹۸
فون: ۳۵۲۵

برادرم، سلام مسنون!

آپ کا خط ملا۔شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مجھے یہ جان کر تکلیف ہوئی کہ واہی صاحب نے قاضی صاحب کو سامنے رکھ کر نظم لکھی میں نے تو اسے بنزل قسم کی ایک نظم سمجھ کر چھاپ دیا تھا۔اگر مجھے اس امر کی بھنک بھی پڑتی تو میں اسے کبھی شایع نہ کرتا۔قاضی صاحب سے میرے اچھے مراسم ہیں۔وہ بھی کیا کہتے ہوں گے۔براہِ کرم آپ قاضی صاحب کو آج ہی خط لکھیں اور میرے جذبات ان تک پہنچائیں۔اس لیے کہ میں کسی بھی شخص کی دلآزاری کو پسند نہیں کرتا___ اور مجھے اس کی اطلاع دیں کہ میں نے قاضی صاحب کو خط لکھ دیا ہے۔میں خود انھیں کس منہ سے خط لکھوں؟___ (آپ کا کرم ہوگا)

سفر نامہ کی قسط جلد بھیجیں۔ابھی سے منتظر ہوں۔نئے پرچے کی کتابت ہو رہی ہے۔

اُمید کہ مزاج اچھے ہوں گے۔والسلام

محمد طفیل
7/3/63

(۲)

نقوش
۱۱۔ایبک روڈ، انار کلی، لاھور
فون: _ ۳۵۲۵
رھائش _ ۶۴۸۹۸

برادر محترم، سلام مسنون!

آپ کا گرامی نامہ ملا۔شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ جس کتاب کے چھاپنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔اسے بجوائیں۔میں چھاپنے کی کوشش کروں گا۔اس کا

ابتدائیہ زوردار اور مفصّل لکھیے گا۔ تاکہ وہ اپنے ابتدائی صفحات کی وجہ سے زیادہ اہم بن جائے۔ (کتاب کو ہاتھ کے ہاتھ چھاپنے کی ایسی مصیبت کیا ہے؟) ویسے کتاب چھپے گی جلد!

آپ کا مضمون اس شمارے میں آ رہا ہے۔ لہذا آپ کے فیصلے کے مطابق چھپ جائے گا۔ میری مراد یہاں اُس مضمون سے ہے۔ جو مجھے دیر سے ملا تھا۔ یعنی خودنوشت حالات والا مضمون، لالہ دوارکا داس شعلہؔ کا مضمون بھی کسی شمارے میں آ جائے گا۔ یہ صاحب اتنے بڑے تو نہیں ہیں۔ مگر ایک تو آپ نے کہا ہے۔ دوسرا مضمون بہ حیثیت مضمون بہت اچھا ہے۔ اس لیے چھپ جائے گا۔

آپ کی تصویر میرے پاس ہے۔ کیا خوبصورت آدمی تھے۔

اب عام شمارے ہی چھاپنے کے ارادے ہیں۔ نہ اتنا فالتو روپیہ ہے اور نہ اتنی فالتو صحت ہے کہ لٹاتا پھروں۔

بھائی! میں آپ کو کیا بتاؤں کہ میرے ساتھ کیا کیا گزرتی ہے۔ جب کہیں جا کر کچھ پیش کر پاتا ہوں۔ اُف میرے، خدایا!

ہم آدمی نہیں ہیں۔ جنات میں سے ہیں۔ یہ بھی خوب رہی۔ دیکھ لیجیے انعام بھی ملے تو کیا کیا۔

اُمید ہے کہ آپ بھی اچھے ہوں گے۔ والسلام

آپ کا

محمد طفیل

12-9-64

(۳)

نقوش

۱۱۔ ایبک روڈ، انارکلی، لاهور

فون: ۵۳۵۲۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندہ نواز، سلام شوق!

آپ نے مجھے یاد کیا۔ حج کی سعادت پر، ستارۂ امتیاز ملنے پر، یہ سب اس بندۂ عاجز پر، اللہ کی نوازشیں ہیں۔ ورنہ ناچیز تو کسی قابل نہیں!

اس دور میں کسی کے لیے کلمۂ خیر کہنا، انہی کے حصہ میں آیا ہے جو اعلیٰ قدروں کے امین ہوتے ہیں۔

میرے لیے دعا کیجئے گا کہ میں اپنی زندگی کے مشن کو پورا کر سکوں! ابھی بڑی پیاس باقی ہے! فقط

آپ کا اپنا

محمد طفیل

14/X/85

(۴)

نقوش
۱۱۔ایبک روڈ،انارکلی،لاہور
فون: ۵۳۵۲۵

برادرم محترم،   سلام مسنون!

ہر چند کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ چند دنوں تک میرے مہمان بننے والے ہیں۔اس کے باوجود خط لکھ رہا ہوں۔آمنے سامنے قدرے جھجک ہوتی ہے۔خطوط میں زیادہ آہ وزاری سے کام لیا جاسکتا ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ میں غالب نمبر پر لکھوں گا۔(تین نمبر ہیں) ضرور لکھئے۔اس لیے کہ یہ آپ کا خاص موضوع ہے۔یوں میری ایک خواہش پوری ہوگی۔اس لئے کہ میں کسی کو بھی غیر حدود میں داخل ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔تکلیف ہوتی ہے۔

کل مشفق خواجہ صاحب میرے دفتر میں تھے۔میں نے انھیں کہا ہے کہ کراچی جایئے۔اس لئے کہ آرزو صاحب وہاں پہنچنے والے ہیں۔وہ بہت اچھا کہہ کر کل ہی کراچی چلے گئے۔

غالب نمبر پر مضمون، جون ۱۹۸۶ء میں ضرور چاہئے۔سنہ کے ہندسے ضرور ذہن میں رکھئے۔صرف جون کا مہینہ ذہن [میں] رکھنا، مجھے پریشان کرسکتا ہے۔

اب آجایئے۔کوئی منتظر ہے!   آپ کا محمد طفیل
8/5/86

☆محی الدین قادری زورؔ

(۱)

رفعت منزل۔خیریت آباد
۱۔۳۔۵۶ء

محبّ محترم۔تسلیم۔آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۵ فروری جواب طلب رکھا ہے۔میں اس اثنا میں دلی گیا ہوا تھا۔ واپس ہوا تو شاہ ایران کی آمد آمد کے سلسلہ میں مصروف رہا۔معاف فرمائیں کہ اس سے قبل جواب نہ دے سکا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یونیورسٹی لائبریری میں اُلفت خاں مبتلا اورنگ آبادی ہی کا نسخۂ دیوان ہے۔ان کا کلام صرف تذکروں میں، ملتا ہے۔میں نے تو دیوان نہیں دیکھا اور نہ شاید کہیں اور ہو۔آپ احتیاطاً مولوی نصیر الدین ہاشمی صاحب سے بھی دریافت فرمالیں، وہ ملیں تو میں بھی ان سے پوچھونگا۔

یہاں ایک طالبہ خالدہ بیگم اورنگ آبادی شعرا پر میری نگرانی میں پی ایچ ڈی کررہی ہیں۔ان سے کہونگا کہ اُلفت خان مبتلا پر انہوں نے جو مواد جمع کیا ہے آپ کے یہاں مختصراً روانہ کردیں۔وہ کچھ دنوں کے لئے اپنے وطن بیدر گئی ہوئی ہیں۔چونکہ واپسی تک جواب میں دیر ہوتی اسلئے یہ خط لکھ رہا ہوں تاکہ آپ ناراض نہ ہوجائیں۔   مخلص
سیّدمحی الدین قادری زورؔ

۱/۳

☆مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی

(۱)

مکرمی ومحترمی ڈاکٹر صاحب زید مجدکم!

ہمایوں[۱]، الحمراء[۲]، آجکل[۳]، ماہِ نو[۴] میں مقالات دیکھے سب کے سب بصیرت افروز وعلم نواز تھے۔ ماشاء اللہ،

آرزو صاحب میں کئی مہینہ سے عجب خلجان میں مبتلا ہوں کہ نکات ورقعات[۵] کا میرا اصل نسخہ لاپتہ ہے، جس کی وجہ سے آپ کا نسخہ مکتوبہ ابھی تک یوں ہی پڑا ہے۔

محترم جناب خلیل الرحمٰن[۶] کے بھائی صاحب سے یونیورسٹی کی درفش کاویانی[۷] ضائع ہوگئی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی اس سلسلے میں کسی طرح اور کسی بات پر راضی نہیں ہوئی، بلکہ صرف متبادل نسخہ کا مطالبہ ہے، جس کے لیے مجھے یقین ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ توجہ فرما کر ایک نسخہ فراہم کرکے نہ صرف خلیل صاحب بلکہ اپنے ایک اور مخلص کو شکرگزار فرمائیں گے۔

آخر میں پھر بڑے یقین کے ساتھ اس سلسلے میں ہر ممکنہ کوشش کا طلب گار ہوں۔

نیازکیش
مرتضیٰ حسین عفی عنہ
۲۵رفروری
لاہور

(۲)

حبیب محترم، سلام مسنون

یقین ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، خیال ہے کہ یونی ورسٹی کی تعطیل گھر پر کسی تحقیق میں ختم کرنے کا ارادہ ہوگا! میرے لیے یہ چار پانچ مہینے بعض مشغولیات کی وجہ سے بڑے بےکارسے گزرے، اب رمضان کی آمد ہے، اس کے بعد کچھ سوچوں گا، کہ کیا کرنا چاہیئے۔

آپ کا آخری خط ۲۳رمارچ کو ملا (مکتوبہ ۳/۶) جس کے جواب میں ۲۷رمارچ کو نکات غالب، رقعات غالب کے دو مطلوبہ عکس، اور دو مضمون اچھی خاصی محنت سے بعض ضروریات کو تج کر لکھے۔ آج ۱۹رمئی ہے، تقریباً دو مہینے گذر گئے ہیں۔ نہ آپ کا کوئی خط نہیں آیا نہ یہ معلوم ہوسکا کہ رجسٹری ملی یا نہیں۔ پریشانی یہ ہے کہ میرے پاس اس مضمون کی نقل نہیں ہے جس کے لئے میں نے عرض کی تھی اگر وہ ضائع ہوگئی تو گویا محنت کا نہیں بلکہ محنت کرنے والے کا خون ہوگیا۔

براہِ کرم جواب سے جلد از جلد مطلع فرما کر مطمئن کیجئے۔

ہاں ایک بات یہ معلوم کرنا تھی کہ ۸۸۲ھ میں کوئی کاتب ونقاش درویش علی مشہدی گذرا ہے، اگر ہوسکے تو یہ لکھئے کہ

[illegible]

اس دوران میں غالب کے بارے میں سب سے اچھا مضمون یا مقالہ کس نے لکھا اور کہاں چھپا؟ نوائے ادب ا کے دونوں مضمون دیکھ چکا ہون۔

فقط

مرتضیٰ حسین

۹ مئی ۵۳ء

پتہ یہ ہے:

گیان اسٹریٹ نمبر ۵

مغل پورہ، لاہور

(۳)

گرامی قدر! علیکم السلام!

ابھی کچھ دن ہوئے کہ جناب خلیل الرحمٰن صاحب کے ہاتھ ایک خط ارسال کیا ہے، جس میں تاخیر کی وجہ لکھ دی تھی۔ کتاب ملی تطابق کا کام ختم کیا گیا۔ سرورق نہین لکھا گیا تھا اسے مکمل کرالیا لیکن مہر اصل میں اُلٹی ہے کاتب نے نقل میں اُسے سیدھا کردیا ہے۔ اسکے علاوہ کاغذ کی نایابی اوران کی کفایت شعاری نے موجودہ کاغذ استعمال کرنے پر مجبور کیا۔

دلچسپی یہ کہ اوراق کو الگ الگ کردیا ہے۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ میں نے ہدایت کی تھی کہ قلم اور روشنائی ایک ہو! لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

۲۔ نقل میں اصل کی پوری طرح مطابقت کا لحاظ رکھا جائے!

مطابقت اتنی تو ہے کہ صفحات کی سطریں ابتدا اور انتہا اور تعداد کے مطابق ہیں، لیکن رسم خط میں فرق ہوگیا۔ جسے دوبارا درست کرایا۔ کتاب کو میں نے اچھی طرح دیکھا ہے یقین ہے کہ اب مکمل صورت میں ہے نکات پہلے لفافے میں اور رقعات الگ بھیج رہا ہوں یقین ہے کہ ایک ایک دن پہلے دوسرا دوسرے دن مل جائیگا۔

تمام اخراجات بحساب ہندوستانی روپیہ کے نو روپے ہوئے۔ جو آپ جناب ڈاکٹر سیّد مجتبیٰ حسین صاحب کامون پوری کے نام منی آرڈر کردیں ان کا پتہ ہے: نذیر احمد روڈ نمبر ۴، مسلم یونیورسٹی۔

[منی] آرڈر میں کوپن پر یہ لکھدیں کہ یہ رقم کس سلسلے کی ہے۔

آپ کا لفافہ ۶ / مارچ کو ملا تھا، اس دن سے آجتک جناب مہر صاحب ا سے ملاقات نہیں ہوئی نہ اس مہینے میں میرا شہر جانا ممکن ہے کہ مل سکوں، جس دن ان کی تقریر ہونے والی تھی اس روز وہ غریب خانے پر تشریف فرما تھے۔ لیکن تقریر نہ میں نے سنی نہ (شاید) انہوں نے مضمون گویا کہ سُنا ہوا تھا ہی اس لئے زیادہ فکر نہ ہوئی۔

فروری میں آپکے بہت سے مضمون پڑھے، یعنی ماہ نو، آجکل، ہمایوں، اُلحمراء، نقوش کے چھ سات مقالے، مرکز علم میں بیٹھ کر جس خوش اسلوبی سے حقائق و معارف کے موتی لٹاتے ہیں اس پہ پُرخلوص ہدیہ تہنیت قبول کیجئے۔ مضمون بھی خوب ہین اور عناوین بھی بہت اچھے۔

قتیل ۲ کے سلسلے مین مجھے یاد ہے کہ جناب مرزا عسکری میں صاحب ۳ مرحوم مترجم تاریخ ادب اردو نے فرمایا تھا

کہ ''یہ تو یاد نہیں کہ مرزا غالب میرے یہاں آئے یا نہیں لیکن سامنے والے چبوترے پر (جو موصوف کے مکان کی مغربی سمت باغ میں ہے) قتیل دانشاہ ضرور بیٹھے ہین۔ مرزا صاحب (مرزا خانی) کی زبانی سنا گیا ہے کہ قتیل ترکی کی غزلیں بھی سُناتے تھے۔ چناں چہ بعض شعر انھین یاد بھی تھے''۔ سب سے پہلے میں نے انہیں مرحوم سے سنا تھا کہ قتیل اسی گرد و نواح میں رہتے تھے یعنی جھنوری ٹولہ، رستم نگر، منصور نگر میں۔ غرض آپ کا نقوش والا مقالہ بہت ہی خوب ہے۔

میں کچھ آوارہ مطالعے میں مبتلا ہوں۔ نہ کوئی صحبت نہ کوئی موضوع، نہ مآخذ و کتابیں نہ سکون ذہنی۔ بہرحال، ''تاریخ اودھ کا روشن پہلو''، اور غزنویوں سے پہلے فارسی شعر، دو بڑے مقالے شروع کر رکھے تھے جس مین سے پہلا مقالہ تو ختم ہو گیا، لیکن دوسرا دیالمہ کو ختم کر کے رک گیا۔ مارچ میں امتحانات ہوتے ہین ا بکی مرتبہ شاید اپریل بھی اسی میں گذرے آگے کا خدا مالک ہے، ایک صاحب نے اس درمیان مین فارسی مثنویات غالب پر کچھ لکھنا شروع کیا تھا وہ اس سلسلے میں بہت وقت لیتے رہے۔ مقالہ کتاب کی حد تک پہنچ گیا اب آخری شکل میں دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

احوال غالب۵ کا منتظر ہوں۔

محترم و مکرم جناب عبدالودود صاحب٦ کی خدمت میں سلام لکھ دیجیے گا۔ جناب خیر صاحب بھی سلام قبول کریں۔ میں نے ۲۹ر جنوری کو اورینٹل [کالج] میگزین کا مقالہ ''غالب کی نادر کتابیں'' اور ۱۶ر فروری کو اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی کی ایک بزم میں پڑھا ہوا مقالہ ''غالب پر تحقیق کا ارتقا'' بھیج دیا تھا، معلوم نہیں کہ موصوف کو دونوں مقالے ملے یا نہیں۔

اپنی اور جناب خیر صاحب۷ کی خیریت، نیز کتاب وصول ہونے کی اطلاع سے مطلع فرمائین۔

سیّد مرتضٰی حسین عفی عنہ

۱۷ر مارچ ۵۳ء

ارے بھائی لکھنوی سے لاہوری ہونا تو قسمت میں لکھا تھا۔ آپنے بلگرامی لکھ کر ایک اور نسبت بڑھادی گویا نسبتیں ہوگئیں مثلث تین۔

بلگرامی نہیں ہوں؛

ایک بزرگ کی رائے ہے کہ جب ایک کتاب کی وصولیابی ہو جائے تو دوسری پوسٹ کی جائے اس لیے نکات ملتے ہی مطلع فرمایئے تا کہ فوراً دوسری ارسال کی جائے۔ فاضل

(۴)

مکرمی، تسلیم!

ایک مدت مدید [مزید] کے بعد خط لکھ رہا ہوں، شاید آپ مجھے بھول بھی چکے ہوں باعث زحمت دہی یہ ہے کہ عود ہندی [۱] خط نمبر ۷ ایطا کی بحث کرتے ہوئے فارسی کے دو شعر لکھے ہیں۔ (۲) دل شیشہ و چشمان الخ (۱) اے دانۂ تسبیح الخ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ شعر کس کے ہیں؟

یونہی چھٹے خط میں فردوسی[۲] و نظامی[۳] کے شعر بہت تلاش کیے۔
کیا امید کروں کہ زحمت فرما کر میری دونوں مشکلیں حل کریں گے۔
یقین ہے مزاج گرامی مقرون بصحت ہوگا۔

۲۵ راگست ۶۱ء

فقط
مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی
۱۵۔ حرمت اسٹریٹ
مغل پورہ، لاہور

چھٹے خط میں ایک شعر اور نظامی کے نام ہے، پس و پیش چون الخ اس کا بھی حوالہ درکار ہے۔
شکریہ

(۵)

بسم اللہ ولہ الحمد
حبیب مکرم دام مجدکم
علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ لاہور آئے اور ملاقات نہ ہونے کا غم بھی ہے اور شکوہ بھی۔ میں اردوئے معلی[۱] اور کلیاتِ غالب فارسی[۲] مرتب کرنے کے بعد غالب پر کتاب لکھنے بیٹھا تھا کہ حج و زیارت کے مبارک سفر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، واپسی کے بعد نہ معلوم کیوں ادب چھوڑ تاریخ علماء اور اس کے بعد حدیث پر کام کرنے بیٹھ گیا۔

مطلع انوار[۳]، شیعہ افاضل وعلماء کا تذکرہ، ۷۷۲ صفحات کا ہے اور اس وقت دوسری کتابوں کی طرح میرے پاس نہیں ہے۔ ایک چھوٹا سا رسالہ ''جمال الدین افغانی'' اور ''مقالاتِ محمد حسین آزاد[۴]''، جلد دوم، ارسالِ خدمت ہے۔

آپ کی کوئی کتاب میرے کتب خانے میں نہیں ہے، سنا ہے کہ بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں۔

ان دنوں ''المقتبس'' کے نام سے ایک کتاب زیرِ تالیف ہے یہ کتاب متوسط درجے کی ہوگی اور عقائد واخلاق و احکام پر مشتمل احادیث اس میں جمع ہوں گی، انشاءاللہ۔ حصہ اوّل مکمل کر چکا ہوں۔

احکام کا مسئلہ زیرِ نظر ہے اور سال بھر سے سوچ رہا ہوں کہ مرحلہ بہت سخت ہے کتاب عربی میں ہے ترجمہ سرِ دست مقصود نہیں۔

پرسانِ احوال اگر ملیں تو سلام عرض ہے۔

مرتضیٰ حسین عفی عنہ
۱۵۔ مغل پورہ، لاہور

یکم مارچ ۱۹۸۳ء

☆ممتاز حسین

(۱)

انجمن اسلام اُردو ریسرچ انستی تیوت
۹۲ ھارنبی روڈ، بمبی ۱

Asstt. Director
Anjuman-i-Islam Urdu Research Institute
92 Horney Road, Fort,
BOMBAY.

نمبر______ تاریخ ۳/جنوری ۴۹ء

محبی آرزو صاحب، سلام علیک

آپکا بھیجا ہوا رسالہ علی گڑھ میگزین ملا۔ عزت افزائی کا شکریہ اس سے قبل ایک خط مجھے ادارے کے نام سے بھی ملا تھا۔ وہ خط ندوی صاحب کے نام لکھا ہوا تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ ایندہ [آئندہ] نمبر غالب؟ کے لئے وقف کر رہے ہیں۔ یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ میں ہفتہ عشرہ میں ایک طویل مضمون ''اردو شاعری کا مزاج اور غالب کی شکست کا تجزیہ'' بھیج رہا ہوں۔

رہ گیا اپکے پرچے کے بارے میں اپنی ناچیز رائے دینے کا سوال تو اسکے متعلق یہ عرض ھے کہ باوجود اس وفاداری کے کہ میں علیگڑھ کا طالب علم رہ چکا ہوں مجھے یہ کہنے میں باک نہیں ھے کہ یہ پہلا پرچہ میری نظر سے گذرا ھے جس نے مجھے ہر طور سے مطمئن کیا ھے۔ اس میں آپکی دقت نظر اور سلیقہ کو بہت بڑا دخل ھے۔ مجھے افسوس ھے کہ میں اس سے پہلے والا نمبر نہیں دیکھ سکا۔ اگر آپ کے پاس کوئی فاضل کاپی ہو تو ضرور روانہ کر دیجئے۔ مجھے ابھی اتنا وقت تو نہیں ملا ھے کہ میں اس کے تمام مضامین، افسانے، نظمیں اور خاکے پڑھ ڈالتا تاہم جستہ جستہ ضرور پڑھ لیا ھے۔ مضامین میں ایک ایسا نیا پن اور عمق ھے جو ہر مذاق کے لوگوں کو آسودہ کر سکتا ہے۔ اور یہی بات کسی حد تک نظموں کے لئے بھی صحیح ہے لیکن افسانوں کا معاملہ کمزور ھے۔ اخیر میں آپ نے علمی اور ادبی۔۔۔ کا جو ذخیرہ جمع کر دیا ھے وہ بیحد مفید ھے۔ مجھے آپکے سلیقے، محنت اور علمی و ادبی ذوق کی داد دینی باقی رہ گئی ھے سو وہ کیا عرض کروں۔ اُمید ھے آپ خط و کتابت کرتے رہیں گے۔

ممتاز حسین

آپ نے غالبؔ کے جس نسخے کے بارے میں لکھا ھے وہ بمبئی یونیورسٹی کے کتب خانے میں نہیں ھے لیکن اسکی نقل پروفیسر نجیب اشرف ندوی؟ صاحب کے پاس موجود ھے۔ اس میں غالب کی تحریر کی بھی نقل موجود ھے۔ اگر آپ واضح طور پر یہ لکھیں کہ آپ کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں تو میں خود اس معاملے میں سعی کروں۔

(۲)

۸۶۷، پیر الٰہی بخش کالونی
بلاک ۱۸/
کراچی

مورخہ ۲۶/فروری ۵۲ء

مکرمی مختار صاحب۔ سلام شوق

ایک عرصے کے بعد مجھے یہ بھی معلوم ہو سکا کہ آپ بحمد للہ ابھی تک علیگڈھ ہی میں ہیں اور کچھ نہ کچھ کر رہے ہیں۔ یہ بات اس لئے لکھ رہا ہوں کہ ایک صاحب کراچی میں مختار آزاد کے نام سے بزرگوار ہیں۔ کچھ دنوں تک مجھے یہ دھوکا رہا کہ کہیں

وہ آپ ہی تو نہیں ہیں۔ بہرحال جس وقت آپ کا خط ملا تو بڑی [illegible] ہوں کہ آپ کے ایسا لائق آدمی بھلا مختار آزاد کیونکر ہوسکتا ہے۔ میری حکایت تو عجیب و غریب ہے ہی لیکن آپکی عدم واقفیت بھی قدرے دلچسپ ہے۔ برادرم میں ۴۹ء میں پاکستان آگیا تھا۔ آپ کا خط مورخہ ۱۶ رجنوری ۵۲ء بمعرفت افکار مجھے فروری کے مہینے میں ملا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ ادھر ادھر ہاتھوں ہاتھ گھومتا رہا۔ یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ غالب نمبر کو کتابی صورت میں پیش کر رہے ہیں اور اسے میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ آپ اس میں کوئی میرا مضمون بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ نے اس کام کے سلسلے میں مجھے اتنا کم وقت دیا ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس عزت کو کیونکر اٹھاؤں بات یہ ہے کہ میں یہاں کہیں ملازم نہیں ہوں اسلئے مجھے [illegible] کیلئے بڑی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اخباروں میں مضامین (اردو اور انگریزی) لکھ کر کچھ کام چلاتا ہوں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں [illegible] موقع ملتا ہوگا۔ اسلئے آپ جب کبھی مجھے اس کام کیلئے دعوت دیں تو کم از کم دو مہینے کا نوٹس دیں تا کہ کچھ سوچ سمجھ کر زور محنت [illegible] لکھ سکوں۔

جس زمانے میں میں نے اپکو مضمون بھیجنے کا وعدہ کیا تھا اس وقت میرے پاس کافی وقت تھا اور خیال تھا کہ ''غالب کی شکست کا تجزیہ'' پر نظر ثانی کر کے اپکو بھیج دوں گا۔ لیکن بدقسمتی سے وہ کام بھی نہیں ہوسکا تھا اور مجھے مجبوراً اصلی مسودے کو مع چند اور مضامین کے الہ اباد کے ایک ناشر کو دیدینا پڑا۔ اس بدنصیب نے اور اسکے کاتب نے نہ صرف اس مضمون بلکہ سارے مضامین کی مٹی پلید کردی۔ بے انتہا غلطیاں ہیں اور ادھر کے ٹکڑے ادھر جمع کر دیئے ہیں۔ پھر یہ کہ وہ مضمون آج سے پانچ سال پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ اس پانچ سال کے عرصے میں بہت سے پہلو غالب کی شاعری کے مزید طور پر روشن ہوے ہیں۔ اب اس مضمون کی تصحیح کر کے بھیجنے میں میں کوئی خاص لطف محسوس نہیں کر پا رہا ہوں۔

اگر اپکی کتاب نکلنے میں کچھ دیر ہو میرا مطلب ہے کہ کم از کم دو مہینے کی مدت ہو تو میں غالب کی شاعری کے کسی پہلو پر لکھنے کیلئے تیار ہوں۔ اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وقت نکل ہی گیا ہو۔ تو پھر مجھے معذور کر دیا جائے۔ ایک تیسری صورت یہ ہے کہ اگر آپ گنجایش نکال سکیں، اور وقت بالکل ہی نکل نہ چکا ہو تو آپ ''غالب کا نظریہ شعر'' اس کتاب میں شامل کرلیں۔ میرا یہ مضمون ماہنامہ ''نقوش'' مطبوعہ لاہور میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون چھوٹا ضرور ہے لیکن ''شکست'' والے مضمون سے زیادہ صاف اور سلجھا ہوا ہے۔ اس نقوش کی تفصیل یہ ہے۔ نقوش لاہور نمبر ۱۵، ۱۶ سالنامہ دسمبر 50 ملنے کا پتہ ادارۂ فروغ اُردو لاہور۔ بدقسمتی سے میرے پاس اس مضمون کی نہ تو نقل ہے اور نہ کٹنگ۔ ہے اسلئے میں بھیجنے سے معذور ہوں۔ اسکی کٹنگ میں ایک ناشر کے پاس بھیج چکا ہوں۔

یہ تو ساری باتیں مضمون کی ہوئیں آپ ایک تفصیلی خط میں اپنے مشاغل کے بارے میں اطلاع کیجئے تا کہ آپ سے کبھی کبھی خط و کتابت ہوتی رہے۔ میں اس امر میں اپ کا ممنون ہونگا۔ فقط والسلام، ممتاز حسین

(۳)

۳۱ رمئی ۵۲ء

کرم فرمائے من۔

بعد سلام شوق کے معلوم ہو کہ آپکے متعدد خطوط مجھے ملے لیکن ان دنوں میں اسقدر مشغول تھا کہ میں آپکے کسی بھی

خط کا جواب نہ دیسکا۔ اگر مشغولیتوں کی تفصیل لکھوں تو چنداں ندامت کا بوجھ ہلکا نہ ہو سکے گا۔ اسلئے صرف اتنے ہی پر اکتفا کر رہا ہوں۔ مجھے بڑی ندامت ہے کہ باوجود وعدے کے میں ابتک غالب پر کوئی نیا مضمون نہیں لکھ سکا۔ اگر آپ برا نہ مانیں تو ایک مطبوعہ مضمون غالب کا نظریہ شعر قبول کر لیں۔ اس سلسلے میں آپ نے ایک دفعہ یہ لکھا تھا کہ کوئی اور صاحب اس عنوان پر لکھ رہے ہیں۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے بہت اچھی بات ہوگی کہ ایک ہی عنوان پر دو مضامین ہوں۔ اصل مسئلہ تو تحقیق و تجسس اور نقطۂ نگاہ کا ہے۔ اِدھر میں کراچی میں نہ تھا اسلئے اپ کا خط مورخہ ۲امئی مجھے کل دیکھنے کو ملا ہے۔ خط دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ شاید ان دنوں آپ انجمن ترقی اردو ہند میں کام کر رہے ہیں۔ اس سے بے انتہا خوش ہوں۔ کیونکہ اب اردو کی ترقی صرف روشن خیال حضرات ہی کی مرہون منت ہے۔ وہ علماء کرام جنوں نے اسے مذہبی زبان بنانے کی کوشش کی وہ رخصت ہو چکے ہیں۔ بہر حال یہ تو [بیکار باتیں ہوئیں] اس سلسلے میں ضروری عرض یہ ہے کہ مجھے ''اردو ادب ا'' کی کاپیاں دیکھنے کو نہیں ملتی ہیں میں آپ کا بیحد ممنون ہونگا اگر آپ اردو ادب ۲ اور نمبر ۳ روانہ کر دیں۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام

ممتاز حسین

مضمون کی کٹنگ بھیج رہا ہوں۔

☆ممتاز شیریں

(ا)

88/کتیانہ مینشن

نزد پلازا،

کراچی نمبر ۳

۱۴/جون ۱۹۵۳ء

مکرمی سلام مسنون

آپ کا ۷/جون کا کارڈ ملا شکریہ۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے آپ کے پچھلے خط کا جواب دیدیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ جو آپ نے آفتاب احمد خان[۱] کے نام کارڈ بھیجا تھا: وہ بھی انہیں پہنچا دیا ہے۔ اور اب یہ عسکری[۲] صاحب کے نام کا کارڈ بھی ری ڈائرکٹ کر رہی ہوں۔ عسکری صاحب آج کل لاہور ہیں۔

میں نے اپنی طرف سے معذرت چاہی تھی کہ میں غالب پر نہ لکھ سکوں گی۔

یہ شاید میں نے پہلے بھی آپکو لکھا تھا کہ شان الحق حقی[۳] صاحب آج کل غالب پر کام کر رہے ہیں اب انہیں ہماری معرفت خط لکھیے گا۔ ہم انہیں پہنچا دیں گے اور ساتھ ہی اپنی طرف سے بھی یہ کہدیں گے کہ وہ آپکے اس مجموعے کے لیے ضرور کچھ بھجوائیں۔

اُمید آپ مع الخیر ہوں گے۔

نیاز کیش

ممتاز شیریں

(۲)

8.8.70

مکرمی۔تسلیم

جی ہاں میں کچھ عرصے کے لئے پاکستان گئی تھی طفیل صاحب اِسے میرے بالکل عزیزوں کے سے تعلقات ہیں۔ للہٰذا ان کے حکم کی تعمیل کئے بغیر چارہ نہ تھا۔ دیوان غالب بخط غالب انہوں نے نثار احمد فاروقی ۲ صاحب کے توسط سے آپکو بھی بھیجا تھا اور میری موجودگی میں نثار صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے آپ کو ارسال کردیا ہے۔ واللہ اعلم۔ میں ویسے طفیل صاحب کو لکھ رہی ہوں۔ آپ بھی لکھ دیں تا کہ اگر ممکن ہو تو وہ کسی اور ذریعے سے بھیجدیں۔

فقط خاکسار

ممتاز

☆میراجی

(۱)

The **"ADABI DUNYA"**

INDIA'S FOREMOST HINDUSTANI ILLUSTRATED MAGAZINE

No. .... LAHORE ۲۱/۸/۳۹

مکرمی

تسلیم۔خط ملا

پرچہ بھیج دیا گیا ہے۔ لکھئے کہ کیا اب بھی ملا ہے یا نہیں، نیز کس ماہ کا پرچہ ملا ہے یعنی اگست کا پرچہ بھی موصول ہُوا یا نہیں۔

معاوضے کے متعلق جو کچھ آپ نے دریافت فرمایا اسکے سلسلے میں ذیل کی تفصّل ہے۔

ادبی دنیا نے معاوضے کے طریق کو رائج کرنے ہی کے لئے ہر ماہ کے بہترین مضمون اور بہترین افسانے پر انعام دینا شروع کیا ہے۔ ہر انعام کی رقم دس روپے ہے۔ اگر کوئی مضمون اس انعام کا حقدار ہو جائے تو اُسے گویا خود بخود معاوضہ مل جاتا ہے لیکن اگر آپ صفحہ وار معاوضہ لینا چاہیں تو ایک روپیہ فی صفحہ دیا جا سکے گا، ہر منظور شدہ مضمون پر۔ یہ انعامات کے علاوہ معاوضے کا فیصلہ صرف مضامین کے لئے ہے افسانوں کے لیے نہیں۔

اُمید کہ آپ اپنی رائے سے اطلاع دیں گے۔ نیز مضمون کی تیاری میں منہمک ہوں گے۔ اگر آپ یہ مضمون اکتوبر کے آغاز تک روانہ کریں تو اسکے معیار کو دیکھ کر اسے سالنامے کے لئے وقف کرنے کا فیصلہ کیا جا سکے۔ ورنہ اسے کسی اَور نمبر میں شائع کیا جائے گا۔ اَور سالنامے کے لئے کوئی اور چیز لکھئے گا۔ ہمارا ارادہ اس دفعہ یہ ہے کہ سالنامہ ہندوستان کے تمام اچھے لکھنے والوں کی نمائندگی کرے۔

اچھے مضامین کی ہر وقت مانگ ہوتی ہے۔ اور ادبی دنیا اپنے مضمون نگاروں کی خدمت کو ہر وقت تیار ہے۔

اُمید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

میراجی

(۲)

The **"ADABI DUNYA"**

INDIA'S FOREMOST HINDUSTANI ILLUSTRATED MAGAZINE

THE MALL

No. *Lahore*۹-۹-۳۹

مکرمی!

تسلیم! آپ کا کارڈ ملا۔ اس سے پیشتر میں مضمون اور معاوضے سے متعلق آپ کے استفسار کا جواب دے چکا ہوں اُمید کہ مل چکا ہوگا۔

نیز ستمبر کا ادبی دنیا بھی موصول ہو گیا ہوگا۔

مضمون ختم ہونے پر جلد ارسال کیجئے گا۔

اُمید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

میرا جی

(۳)

The **"ADABI DUNYA"**

INDIA'S FOREMOST HINDUSTANI ILLUSTRATED MAGAZINE

No. .... LAHORE ۱۷/۵/۴۰

مکرّمی!

تسلیم۔ خط ملا۔ شکریہ۔

تنقید تاریخ ادب والے مضمون کے متعلق پہلے وعدے کی قضا کی وضاحت یہ ہے کہ پہلے تو سالنامے کے علاوہ دسمبر کا شمارہ الگ شائع کرنے کا ارادہ تھا لیکن بعد میں بوجوہ دسمبر اُور جنوری کے پرچے کو سالنامہ قرار دیا گیا۔ یوں جنوری کے مضامین فروری میں اُور فروری کے مارچ میں چلے گئے۔ اور دسمبر کے مضامین رفتہ رفتہ دوسرے مضامین کے ساتھ نکلتے گئے۔ اب میرا خیال ہے کہ آپ کا مضمون جولائی ورنہ اگست میں ضرور شائع ہوگا۔

آپ کا نام مستقل فہرست میں درج ہے اس لئے اگر کوئی پرچہ نہ ملے تو وہ دفتر کی طرف سے تو ضرور بھیجا جاتا ہے۔ اپریل کا شمارہ دوبارہ بھجوا رہا ہوں۔ سالنامے کے متعلق منیجر کو کہہ دیا ہے وہ رجسٹر میں دیکھ کر اگر نہیں بھیجا گیا تو بھیج دیگا اور اگر بھیجا گیا ہے تو دوبارہ روانہ کر دیگا۔

اُمید کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور تحقیقِ علمی میں مصروف

خیر طلب

میرا جی

☆ناصر کاظمی

(۱)

دفتر ہمایوں
۳۲۔لارنس روڈ
لاہور
۲۹/۱۱/۵۲

مکرمی برادرم مختار صاحب۔ ہمایوں کا تازہ پرچہ بھیج رہا ہوں اسمیں آپکا مضمون ''غالبیات'' بھی پہلے نمبر پر شائع ہوا ہے۔آپ ہمایوں کے دیرینہ معاون ہیں۔گذشتہ دو ماہ سے میں ہمایوں ہوں۔اب اس کا سالگرہ نمبر یکم جنوری ۵۳ءکو چھپ جائیگا۔اس نمبر میں اردو کے خاص اور نئے لکھنے والوں کے [کذا۔کو] جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

میری دلی آرزو ہے کہ آپ بھی اس نمبر میں شریک ہوکر میری حوصلہ افزائی فرمائیں۔اور جسقدر جلد ہو سکے کوئی تازہ ترین مضمون بھیج دیں۔یہاں بشیر احمد صاحب آپ۲ سلام سے یاد فرماتے ہیں۔ جواب کا منتظر

فقط نیازمند
ناصر کاظمی

(۲)

دفتر ھمایوں
۳۲۔لارنس روڈ لاہور
۱۱/۱۲/۵۲

برادرِ محترم تسلیم! گرامی نامہ مورخہ ۶ دسمبر ابھی ابھی موصول ہوا یاد فرمائی اور عزّت افزائی کے لئے شکر گزار ہوں۔ ہمایوں کے دو پرچے آپ کو بھیجے تھے بہر حال پھر بھجوا رہا ہوں۔رسید اور رائے سے مطلع فرمائیں۔ہندوستان میں رجسٹری موقوف ہیں[کذا۔ہے] ورنہ بذریعۂ رجسٹری ڈاک بھجواتا۔

سالنامہ یکم جنوری کو آیا چاہتا ہے اور اس پرچے کی باقاعدگی کے پیشِ نظر اپنا مضمون اور ''غالب کا وہ اصل خط'' بھجوا کر ممنون فرمائیں بلاک بنوالوں گا۔یقین جانیے کہ میں نے آپ کو یہی سمجھکر لکھا تھا کہ جیسے ہم آپ ''برسوں'' سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔دو تین روز تک اپنی تین چار غزلیں بھیج دوں گا۔آخری فیصلہ بہر حال آپ ہی پر چھوڑتا ہوں۔

میری دلی تمنا ہے کہ آپ سالنامہ میں شریک ہوں۔اسلئے تاخیر نہ کیجے۔

جواب کا منتظر

نیازمند
ناصر کاظمی

(۳)

دفتر ھمایوں
۳۲۔لارنس روڈ لاھور
۱۴/جنوری ۱۹۵۳ء

مکرمی برادرم مختار صاحب۔تسلیم

اُمید ہے کہ ہمایوں کے دو پرچے اور سالگرہ نمبر مل گئے ہونگے۔ ازراہِ کرم بواپسی ڈاک رسید اور علی الخصوص اپنی رائے سے سرفراز فرمائیں۔ میں پچھلے دنوں کچھ بیمار رہا دوسرے آپکا مضمون بہت دیر میں ملا۔ اس لئے کتابت کی چند غلطیاں میری کوشش کے باوجود رہ ہی گئیں۔ اسکے لئے بے حد نادم ہوں اور عفو کا طالب بھی۔ بلاک بھی وقت کی تنگی کے سبب اور پریس والوں کی جہالت کے سبب آخر میں چھپ گیا۔ سچ پوچھئے تو میں آپ سے بے حد شرمسار ہوں لیکن مجھے آپکی ذات سے اُمید ہے کہ آپ اس کوتاہی کو معاف کر دیں گے۔ اور آئندہ بھی قلمی اعانت سے میری حوصلہ افزائی فرماتے رہینگے۔ میری دلی تمنا ہے کہ آپ مستقل طور پر ہمایوں کے لئے لکھتے رہیں۔ جو عقیدت اور محبت مجھے آپ سے اور آپکی تحریروں سے ہے اسکا اظہار اسلئے نہیں کرنا چاہتا کہ آپ اسے خوشامد نہ سمجھیں۔ اس سے زیادہ کیا تحریر کروں۔ خلیل الرحمٰن اعظمی صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں اُن کی غزل یکم فروری ۵۳ء کے پرچے میں شائع ہو رہی ہے اور اُنہیں الگ خط بھی تحریر کیا ہے۔ اپنی غزلیں بھی بھجوا رہا ہوں رسید سے مطلع فرمائیں۔ اگر ممکن ہو تو جلد ہی کوئی اور مضمون عطا کریں تا کہ مجھے یقین ہو کہ آپ نے میری کوتاہیوں کو معاف کر دیا ہے۔

نیازمند
ناصر کاظمی

(۴)

ھمایوں
۳۲۔لارنس روڈ لاھور
۱۱/مارچ ۱۹۵۳ء

برادرِ مکرم و محترم۔تسلیمات

گرامی نامہ عزت فرما ھوا، یاد آوری کے لئے شکر گزار ہوں۔ پچھلے دنوں بعض بے قاعدگیوں اور مسلسل شب خیزیوں کے باعث تندرستی خطرے میں پڑ گئی تھی اب حالت بہتر ہے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب کی خدمت میں ھمایوں کے چند شمارے بھیج دیئے ہیں اُنہیں ایک خط بھی تحریر کیا ھے غزلیں ایک دو روز تک نقل کر کے حاضر کر دوں گا۔ مدیر نقوش سے ابھی تک ملاقات نہیں ہو سکی، نقوش کا خاص نمبر نکل آیا ہے، آپکا مضمون ہاسمیں شامل ہے۔

اگر کسی طرح ممکن ہو تو کوئی اور مضمون مرحمت فرمائیے۔ میاں بشیر احمد صاحب سلام سے یاد کرتے ہیں۔ غزلیں ایک دو دن تک بھیج دوں گا، مطمئن رہیں۔

اعظمی صاحب کو میرا سلام پہنچا دیں۔ آپکا ناصر کاظمی

(۵)

۷۸۲

ھمایوں، لاھور

یکم نومبر ۱۹۵۶ء

برادرِ گرامی قدر۔ تسلیم

اس سے قبل میں نے دو خط لکھے تھے۔ پتہ نہیں کیا ہوئے۔ بہر حال اب ارادہ ہے کہ ھمایوں میں نئی زندگی پیدا کی جائے۔ اس سلسلے میں گذارش ہے کہ آپ میری خاطر کوئی مضمون جلد سے جلد عنایت فرمائیں۔ یہ مجھ پر ذاتی احسان ہوگا۔ پرچہ آپ کو باقاعدگی سے بھجوا رہا ہوں۔ میں پچھلے دو تین ماہ بہت پریشان رہا۔ پہلے خود بیمار تھا پھر بچہ بیمار رہا۔ شکر ہے کہ اب حالات قدرے بہتر ہیں۔ بھارت کی سیر اور آپ کے نیاز کی تمنا ہے مگر فی الحال کوئی صورت نہیں۔ خلیل بھائی کو سلام۔

آپ کے خط کا منتظر رہوں گا۔

نیازمند

ناصر کاظمی

(۶)

23۔ پی۔ این۔ بی

3۔ بھگوان اسٹریٹ۔ پرانی انارکلی

لاھور

2/فروری 1957ء

میرے مکرم میرے محترم۔ مدت سے آپ نے یاد نہیں فرمایا۔ خدانخواستہ کوئی ناراضگی ہو تو مطلع فرمائیں۔ میں ہمایوں سے الگ ہو گیا ہوں کہ یہ رسالہ بند ہو چکا ہے۔ اب انتظار حسین اِکے ساتھ مل کر رسالہ خیال ۲ پھر نکالوں گا۔ پہلا پرچہ مارچ میں چھپے گا۔ اور مئی میں غدر نمبر شائع ہوگا۔ فی الحال آپ اپنا سفر نامہ ہی عنایت کر دیں۔ اور احباب کی توجہ بھی دلائیں۔ اُمید ہے کہ آپ بخیریت ہونگے۔ انتظار صاحب آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔

جواب کا منتظر

نیازمند

ناصر کاظمی

(۷)

23۔ پی۔ این۔ بی

3۔ بھگوان اسٹریٹ۔ پرانی انارکلی

لاھور

3/فروری 1957ء

برادرِ مکرم۔ تسلیم

گرامی نامہ عزت فرما ہوا۔ خیال کے متعلق اب تجویز یہ ہے کہ اسکا پہلا نمبر مئی میں نکالا جائے اور یہ نمبر غدر نمبر ہوگا۔ ان دنوں ہم پر غدر کا واقعہ یا سن ستاون سوار ہے۔ اس سے متعلق سوچا ہے کہ آپ کو بھی زحمت دی جائے۔ مختلف موضوعات ہو سکتے ہیں۔ غدر کے کردار بعض اہم اور دلچسپ واقعات جسکا ادب اور زبان پر اثر [ہو]۔ بعض ایسے واقعات یا تحریریں جو ابتک نظروں سے اوجھل ہیں ایک عنوان آپ کے مضمون کے لئے سوچا ہے۔ اگر آپ قبول فرمائیں۔ میرا ایک مصرعہ ہے۔ ''جل گیا

آشیاں میں کیا کیا کچھ" غدر کے بعد مسلمانوں نے جو کچھ کھویا۔ کتابوں اور مخلوق، عمارتوں، کتب خانوں اور دوسری نایاب و یادگار آثارِ ملت پر جو کچھ گزری اس مضمون میں یہ سب باتیں آسکتی ہیں۔ کوئی نایاب تحریر یا خط یا تصویر آپ کے ہاتھ لگے تو وہ بھی عنایت ہوں۔ بہر حال یہ تو ایک تجویز ہے۔ آپ جو کچھ آسانی سے لکھ سکیں اور اپنے احباب سے لکھوا سکیں وہ اس ماہ کے آخر تک ہو سکے تو میں بہت ممنون ہوں گا۔ سفر نامہ تیار ہے تو وہ بھی عنایت ہو کہ اگلے نمبر کی زینت ہو سکے۔ اس نمبر کے بارے میں اگر آپ کوئی تجویز چاہیں تو ہم بہت ممنون ہونگے۔ انتظار صاحب سلام کہتے ہیں اور الگ خط لکھیں گے۔ اندنوں اسی سلسلے میں میرے ساتھ مصروف ہیں۔ علی گڑھ میں اور دوسرے مقامات پر اگر آپ کچھ احباب کو رجوع کریں تو یہ نمبر کامیاب ہوسکتا ہے۔ وقت بہت کم ہے۔ مجھے آپ کی مصروفیتوں کا بھی علم ہے مگر خود غرضی بھی درمیان ہے اور آپ کی شرافت اور محبت پر پورا بھروسہ ہے۔

جواب جلدی مرحمت فرمائیں۔ برگِ نے[۲] کا دوسرا ایڈیشن چھپ رہا ہے۔ پہلی مرتبہ ایک تو کتابیں کم تھیں کچھ میری غفلت سے اِدھر اُدھر ہو گئیں اور آپ بھی باہر گئے ہوئے تھے۔ ناشر کو پتہ دیا تھا مگر وہ غچہ دے گیا۔ شرمندہ ہوں اور آپکا مقروض بھی۔

انتظار اندنوں خیال کی دُھن میں ہیں۔ ذرا جلدی یاد فرمایئے ورنہ وہ مجھ پر بگڑیں گے۔ اگر آپ انتظام اللہ شہابی صاحب[۲] کا پتہ بھجوا سکیں تو ممنون ہوں گا۔

نیازمند

ناصر کاظمی

حواشی:

☆اسماعیل پانی پتی

محمد اسماعیل پانی پتی: ولادت ۴؍اپریل ۱۸۹۳ء گاؤں پالی نزد دہلی، وفات ۱۲؍اکتوبر ۱۹۷۲ء۔ ممتاز ادیب، مترجم، تذکرہ نگار، صحافی، مدیر ماہنامہ راہنمائے تعلیم لاہور۔ مرتب، مقالات سرسیّد (۱۹ حصے)، مکتوبات سرسید، مکاتیب حالی، جواہرات حالی، کلیات نثر حالی۔ مصنف، سرسید کا سفر نامۂ لندن، تاریخ تبلیغ اسلام در ہندوستان۔ اعزاز، صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی ۱۹۷۰ء۔ (ماخوذ از وفیات اہل قلم، اکادمی ادبیات پاکستان صفحہ نمبر ۳۸۲)

خط نمبر ۱

۱۔ محمد احمد شیخ محمد احمد پانی پتی، انتقال ۹؍جنوری ۱۹۶۲ء، ادیب، محقق اور تذکرہ نویس، عالمانہ اور محققانہ حواشی اور نوٹ لکھنے میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ عربی زبان کے مشہور مترجم، بہترین ادیب، اعلیٰ درجے کے انشاء پرداز تھے۔ ان کے قلم میں بڑی سلاست اور روانی تھی۔ تصنیف میں غلامانِ محمد (۳۱۵ صحابہ کرام کا مبسوط تذکرہ)۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیں "نقوش" لاہور نمبر ۹۲۷، صفحہ نمبر ۵۵۔۹۵۴، فروری ۱۹۶۲ء)

۲۔ مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔

خط نمبر ۲

۱۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا سہ ماہی علمی و ادبی مجلہ جو ۱۹۶۰ء سے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ "فکر و نظر" میں یونیورسٹی کے اساتذہ اور محققین کے مقالات شائع ہوتے تھے اور یہ یونیورسٹی کے تمام شعبہ جات کا مشترکہ علمی و ادبی مجلہ تھا اس نے علی گڑھ کے مشاہیر پر چار خصوصی نمبرز بھی مختلف اوقات میں شائع کیے۔

☆الطاف علی بریلوی

سیّدالطاف علی بریلوی، (پیدائش ۱۹۰۵ء تا۱۹۸۶ء) بریلی، روہیل کھنڈ، یو۔پی بھارت میں پیدا ہوئے۔آپ تقریباً دو درجن کتب کے مصنف، مؤلف، مرتب تھے آپ کے بے شمار مقالے ورسائل، اخبارات میں شائع ہوئے، رسالہ العلم کراچی کے مدیر بھی تھے یہ رسالہ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کا ترجمان تھا۔آپ کا انتقال کراچی میں ہوا۔تصانیف: حیات حافظ رحمت خان، مسلمانوں کی تعلیمی جدوجہد، علی گڑھ کی تحریک اورقومی نظمیں، چند محسن دوست، راہی و رہنما، طالب علم کی ڈائری۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیے (۱) سید الطاف علی بریلوی علیگ، حیات وخدمات، مولفہ سید مصطفےٰ علی بریلوی علیگ، (۲) دبستانوں کا دبستان، حصہ اوّل (۳) پاکستان اہل قلم کی ڈائریکٹری ۱۹۷۹ء

خط نمبر۱

۱۔ شش ماہی، علمی مجلہ، علی گڑھ یونیورسٹی میں قائم ہونے والے ادارہ علوم اسلامیہ سے جون ۱۹۶۰ء میں ڈاکٹر مختارالدین احمد کی ادارت میں جاری ہوا۔آپ ۱۰ سال مسلسل اس کے مدیر رہے۔

۲۔ فروغ اردو کے لیے سید الطاف علی بریلوی نے کراچی سے جولائی ۱۹۵۱ء سہ ماہی طور پر جاری کیا۔

☆بزمی انصاری

بزمی انصاری (عبدالصمد) ولدیت اللہ بخش انصاری، ولادت یکم اپریل ۱۹۱۳ء انبالہ، وفات ۲۲ مارچ ۱۹۸۹ء کراچی۔ممتاز شاعر، ادیب، محقق، ماہر علوم اسلامیہ، صحافی، دانشور، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (لائڈن) کے لیے بہت سے مقالے لکھے۔روزنامہ ہمدرد وزمیندار لاہور سے وابستہ رہے۔مصنف: امیر العروض
(حوالہ وفیات اہل قلم، اکادمی ادبیات پاکستان، ص نمبر ۹۶)

خط نمبر۱

۱۔ سہ ماہی انگریزی اسلامی تحقیقی رسالہ، ۱۹۷۸ء سے ہمدرد فاؤنڈیشن نے شائع کیا۔

۲۔ سابق صدر شعبۂ عربی کشمیر یونیورسٹی سری نگر، مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی کے پوتے اورعلامہ میمن کے نامور شاگرد جن کا مستقل قیام علی گڑھ میں ہے۔

۳۔ علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی کا ششماہی رسالہ جس کا آغاز مختار صاحب نے ۱۹۷۶ء میں کیا۔

۴۔ دیکھیے الطاف بریلوی خط نمبر۱ حاشیہ (۱)

۵۔ ہمدرد لائبریری، کراچی افتتاح ۱۱ دسمبر ۱۹۸۹ء

۶۔ وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (ادیب) ولادت: ۱۸۷۷ء میرٹھ، وفات: ۳ دسمبر ۱۹۴۷ء لندن، تصنیف: عام معلومات

۷۔ پیدائش: ۱۹۳۵ء، وفات: ۱۳/ اکتوبر ۲۰۰۹ء، ندوہ کے تعلیم یافتہ تھے۔علی گڑھ سے انھوں نے علیم صاحب کی نگرانی میں عرب لیگ پر مقالہ لکھ کر پی ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔وہ شعبۂ اسلامیات میں ریڈر اور بعد کو پروفیسر مقرر ہوئے۔

۸۔ معروف نقاد، ادیب اور انگریزی ادبیات کے استاد (پیدائش: مارچ ۱۹۲۵ء) مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ

انگریزی کے استاد اور صدر شعبہ رہے۔ ''نقد ونظر'' کی ادارت بھی کی۔ چند معروف تصانیف وتالیفات میں: ادیب اور تنقید ۱۹۶۸ء، نقش غالب ۱۹۷۰ء، غالب کا فن ۱۹۷۰ء، اقبال کی ۱۳ نظمیں ۱۹۷۷ء، نقش اقبال۔ Iqbal: Essays and Studies شامل ہیں

☆جوش ملیح آبادی

شبیر حسن خاں، جوش تخلص، شاعر انقلاب، خطاب، ملیح آباد، اودھ کے قصبے کنور ہار میں ۵ر دسمبر ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوئے اور ۲۲ر فروری ۱۹۸۲ء کو اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔ جوش کے بزرگ کابل سے ہندوستان آئے تھے ان کے والد بشیر احمد خاں بشیر اور دادا نواب محمد احمد خاں احمد دونوں صاحب دیوان شاعر تھے۔ جوش کے پردادا نواب حسام الدولہ تہور جنگ فقیر محمد خاں گویا (شاگرد ناسخ) کا شمار اساتذہ میں ہوتا ہے جوش کا ابتداً ۴ سال تک جناب عزیز لکھنوی سے تلمذ رہا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ فارسی، اردو کی درسی کتب پڑھ کر پھر انگریزی کے لیے سیتا پور اسکول، جوبلی اسکول لکھنؤ، سینٹ پیٹرز کالج آگرہ اور علی گڑھ کالج میں داخل ہوئے اور پڑھتے رہے مگر اپنی لاابالی طبیعت اور کچھ گھریلو مصروفیات کے باعث تعلیم مکمل نہ کر سکے۔ ۱۹۲۴ء میں جوش نظام سرکار میں دارالترجمہ سے متعلق ہو گئے۔ ۱۹۳۴ء میں ناظر ادب کے عہدے سے علیحدہ ہوئے سرکاری رسالہ ''آج کل'' کے مدیر رہے۔ ان کی مطبوعہ کتب میں ۱۹ شعری اور ۵ نثری کتب شامل ہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں جوش ملیح آبادی تحقیق اور تنقید کی زد میں، از پروفیسر شفقت رضوی)

۱۔ نام فقیر محمد خاں اور گویا تخلص، فن میں ناسخ کے شاگرد تھے۔ شاہی زمانے میں رسالدار تھے......میدان ادب میں آج تک ان کا نام نمایاں ہے۔ فارسی کی انوار سہیلی ایک زمانے میں مقبول عام تھی۔ چناں چہ ایک روز شیخ ناسخ اور میاں فرخ وغیرہ ایک صحبت میں بیٹھے انوار سہیلی کی تعریف کر رہے تھے تعریف میں کچھ ایسا مزا ملا کہ چند لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب اگر اردو میں بھی آ جائے تو کیا عجب کہ زبان کے لیے مفید اور دلچسپ سامان ہو جائے۔ سب کی نظر انتخاب فقیر محمد خاں گویا پر پڑی جنھوں نے اس کا ترجمہ کرنا شروع کیا...... گویا کا زمانہ آج کا زمانہ نہ تھا کہ جس میں لوگ فارسی اور عربی سے بے گانہ ہو گئے ہیں بلکہ اس وقت فارسی اور عربی کا عام چرچا تھا۔ اسی وجہ سے گویا کی یہ کتاب بہت مقبول ہوئی......اس لحاظ سے گویا کے اس ترجمے کو جس کا نام انھوں نے ''بستان حکمت'' رکھا ہے، تصنیف کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ''بستان حکمت'' ۱۲۵۱ھ بوقت صبح صادق ختم ہوئی۔ گویا کا انتقال ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۵۰ء میں ہوا۔ ان کا دیوان ان کے انتقال کے بعد شائع ہوا۔

(ماخوذ از ''مختصر تاریخ ادب اردو'' ڈاکٹر سید اعجاز حسین، صفحہ نمبر ۲۹۵ تا ۲۹۷)۔

۲۔ سید فرزند احمد نام اور صفیر تخلص، ولادت: ۷ر اپریل ۱۸۳۴ء، ماہرہ ضلع ایٹہ، وفات ۱۲ مئی ۱۸۹۰ء عظیم آباد۔ غالب کے شاگرد تھے۔ آپ کو یہ اہمیت حاصل ہے کہ آپ نے ''جلوۂ خضر'' میں اردو نظم و نثر کی اصناف پر بحث کی، یہ مختلف ادوار کے شعرا کا تذکرہ بھی ہے اور اس میں ''آب حیات'' کی بعض واقعاتی غلط بیانیوں کی تصحیح کی کاوش

بھی کی گئی ہے اس کا سن تالیف ''مقدمہ شعر وشاعری'' سے پہلے کا ہے،تصانیف: تذکرہ جلوہ خضر،ترجمہ بوستان خیال کا اردو ترجمہ صفیر بلبل، خم خانہ صفیر، تین دیوان فارسی، چار فارسی کی مثنویاں اور چھبیس اردو کی، قصائد، رباعیات اور تین دیوان فارسی شاعری کے ہیں۔

۳۔ خواجہ محمد وزیر، وزیر لکھنوی (م ۱۸۵۴ھ) ناسخ کے شاگرد اور لکھنؤ کے رہنے والے تھے انھوں نے اپنا کلیات بھی مرتب کیا جو ضائع ہو گیا۔

۴۔ امام بخش ناسخ پ ۱۷۷۳ء فیض آباد، ۱۹۳۸ء لکھنؤ، دبستان لکھنؤ کے بانی، اردو زبان کے مصلح خاندان کا تعلق لاہور سے تھا جو اودھ میں جابسے تھے۔تین دیوان یادگار ہیں۔

۵۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں حسام الدین راشدی کے خطوط

۶۔ واجد علی شاہ (۱۹ر جولائی ۱۸۲۳ء۔ ۲۰ر ستمبر ۱۸۸۷ء) سلطنت اودھ کے آخری تاجدار، کثیر التصانیف، مصنف، شاعر اور مؤلف۔

۷۔ تاریخ شاہ آباد موسوم بہ ''نامہ مظفری''، منشی مظفر حسین خاں سلیمانی کی یہ کتاب مطبع مجتبائی لکھنؤ سے ۱۹۱۷ء میں شایع ہوئی۔

☆حسام الدین شاہ راشدی

حسام الدین شاہ راشدی: تاریخ پیدائش، ۲۰ ستمبر ۱۹۱۱ء پیر جو گوٹھ، وفات: یکم اپریل ۱۹۸۲ء، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پیشہ: صحافت، صنف ادب: محقق زبان: اردو، فارسی اور سندھی، تصانیف سندھی: ۱۔ اسلامی کتب خانہ ۱۹۳۰ء ۲۔ سندھی ادب ۱۹۵۰ء ۳۔ مہران جو موجون ۱۹۵۵ء ۴۔ تاریخ امیر خانی ۱۹۶۱ء ۵۔ ملک ناز ا یبل ۱۹۶۵ء ۶۔ مکلی نامہ ۱۹۶۷ء ۷۔ مرزا عیسیٰ ترخان ۱۹۷۲ء ۸۔ سعدی علی رئیس ۱۹۷۳ء ۹۔ تی جی تاریخی جاگرافی ۱۹۷۴ء ۱۰۔ تذکرہ مشاہیر سند ۱۱۔ ہوڑوتھی ہوڈینھن ۱۲۔ گوٹ وٹن جون گالھیون ۱۹۸۱ء ۱۳۔ تذکرہ میر معصوم بکری (اردو) ۱۹۸۱ء ۱۴۔ مولانا طیب علی سندھی ۱۹۴۷ء ۱۵۔ ہفت مقالہ ۱۹۴۸ء ۱۶۔ دو دِ چراغ محفل ۱۹۶۱ء ۱۷۔ مرزا غازی ترخان اور اس کی بزم ادب ۱۹۷۰ء ۱۸۔ فارسی مثنوی چیز نامہ ۱۹۵۶ء ۱۹۔ مقالات شعراء از قانع ٹھٹھوی ۱۹۵۷ء ۲۰۔ مثنوی مظہر الاسرار ام شاہ جہاں گیر ہاشمی ۱۹۵۷ء ۲۱۔ تذکرۃ الشعراء کشمیر جلد اول تا جلد سوم اور دیگر کتب (ہمارے اہل قلم از زاہد حسین انجم ص۔ ۲۱۹) مزید وضاحت کے لیے وفیات اہل قلم، ڈاکٹر منیر احمد سلیچ، اکادمی ادبیات، پاکستان، ص ۱۳۴۔

خط نمبر۱

۱۔ شفقت خواجہ [مشفق خواجہ] دیکھیے رشید حسن خاں کے خط نمبر ۱۴ کا حاشیہ (۱)

۲۔ سید محمد بایزید پورانی کے نصرت نامہ ترخان کی طرف اشارہ ہے۔ یہ انصار زاہد خاں کی تصحیح کے بعد انسٹی ٹیوٹ آف سینٹرل آف ویسٹ ایشین اسٹڈیز کراچی یونیورسٹی سے ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔

۳۔ محقق، مؤرخ، ۳۰ دسمبر ۱۹۱۹ء رام پور، یوپی میں پیدا ہوئے، وفات ۱۳ر اگست ۲۰۰۷ء، ابتدائی تعلیم رام پور میں

حاصل کی۔علی گڑھ سے بی۔اے کیا اور یہیں سے ۱۹۴۲ء میں ایم۔اے کیا۔۱۹۴۶ء میں علی گڑھ سے تاریخ میں پی ایچ ڈی کیا اور ۱۹۵۷ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے بھی پی ایچ ڈی کیا۔آپ اعلیٰ پائے کے محقق ہیں۔۱۹۴۷ء میں پاکستان آ گئے اور کراچی میں سکونت اختیار کی۔کراچی یونیورسٹی میں ملازم ہوئے اور شعبۂ تاریخ کے چیئرمین تک ترقی حاصل کی، ۱۹۶۸ء میں جامع کراچی میں انسٹی ٹیوٹ آف سینٹرل اینڈ ویسٹ ایشین اسٹڈیز آپ کا منفرد کارنامہ ہے۔ریٹائر ہونے کے بعد پروفیسر ایمریطس مقرر ہوئے آپ کا تخصص ہندوستان میں مغلیہ اور صفوی دور کے سیاسی تعلقات تھے۔آپ کی اردو، فارسی اور انگریزی میں کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ (ماخوز از دبستانوں کا دبستان، حصہ اوّل، از احمد حسین صدیقی)

۴؎ پیدائش ۱۶؍فروری ۱۹۱۰ء، وفات: ۳۰ ستمبر ۲۰۰۳ء، معروف بیوروکریٹ، علمی وادبی شخصیت اور شاعر، سابق کمشنر کراچی، کراچی کے پہلے ایڈمنسٹریٹر (ماخوذ از دبستانوں کا دبستان، جلد دوم)۔

۵؎ دیوان عطا، عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی، مرتبہ: راشد برہان پوری، سندھی ادبی بورڈ، جام شورو نے، ۱۹۵۷ء میں شائع کیا۔

۶؎ آپ ۱۶؍دسمبر ۱۹۱۷ء کو گاؤں جعفر خاں لغاری، ضلع سانگھڑ سندھ میں پیدا ہوئے۔۱۹۴۱ء میں آپ نے جونا گڑھ کالج، بمبئی یونیورسٹی سے بی۔اے کیا اور کالج میں پہلے نمبر پر رہے۔ایم۔اے عربی درجہ اوّل اور ایل ایل بی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے، ۱۹۴۶ء میں کولمبیا یونیورسٹی چلے گئے جہاں ایجوکیشن میں ماسٹر کیا اور وہیں سے پی ایچ ڈی کیا جس کا عنوان تھا "The progarmme of Teacher Education for the new state of Pakistan" پاکستان آ کر انفارمیشن ربراڈ کاسٹنگ کا کام ڈیوٹی آفیسر کے طور پر کیا پھر آئی آئی قاضی کے کہنے پر شعبۂ تعلیم میں پروفیسر کی حیثیت سے ملازمت کی بعد میں اسی شعبہ کے ڈین بھی رہے آپ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے پہلے وائس چانسلر (بانی) بھی تھے۔آپ سندھی، سرائیکی، انگریزی، بلوچی، فارسی، عربی اور اردو زبان کے مشہور ومعروف دانش ور تھے، مختلف زبانوں میں تصانیف کے ساتھ ساتھ آپ نے سندھی اردو لغت، اردو سندھی لغت، جامع سندھی لغات، سندھی لغت (ایک جلدی) شاہ جو رسالو لغت اور جواہر لغات سندھی پر کام کیا۔آپ کو بہت سے اعزازات بھی ملے جن میں ہلال امتیاز، ستارہ امتیاز، صدارتی اعزاز برائے حسن کارکردگی، کمال فن ایوارڈ وغیرہ شامل ہیں۔آپ کی وفات ۶؍اپریل ۲۰۱۱ء کو حیدر آباد میں ہوئی۔(معیار نمبر ۴: شعبۂ اردو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ص نمبر ۶۰۸ تا ۶۰۹)

۷؎ عربی کے ممتاز عالم، محقق، عالم، ادبیات عربی کے ماہر استاد، عربی ادب کے قدیم ذخائر کی دریافت، ان پر تحقیق، نادر مخطوطات کی دریافت خاص موضوع رہے۔عرب دنیا میں استاد المیمنی اور امام اللغۃ کے نام سے مشہور رہے۔ سندھ یونیورسٹی میں آپ کے ذخیرۂ کتب کو ڈاکٹر نبی بخش بلوچ (متوفی ۶؍اپریل ۲۰۱۱ء) نے بہ حیثیت VC خرید کر محفوظ کر لیا۔پیدائش: ۱۸۸۸ء گونڈل، پڈوہری ضلع راجکوٹ (سوراشٹر) وفات: ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء کراچی۔ تصانیف: ابوالعلی المعریٰ وما الیہ۔سمط اللآلی، الفاصل للمبرد، الوحشیات لابی، التنبیہات علیٰ اغالیط الرواۃ۔مدیر تاج العروس، بانی سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ کراچی۔(وفیات اہل قلم ص ۲۷۸)

۸ پیدائش ۶ راگست ۱۹۰۷ء گوجرانوالہ پاکستان، وفات: ۲۸ راکتوبر ۱۹۷۴ء، کراچی۔ ابتدائی تعلیم مشرقی پنجاب کے بعض مقامات سے حاصل کی، پھر لاہور کے کرسچن کالج میں داخلہ لیا۔ ۱۹۳۶ء میں انڈین سول سروس میں شمولیت اختیار کی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے وزارت خزانہ، منصوبہ بندی کمیشن، نیشنل بنک میں کلیدی عہدوں پر کام کیا۔ آپ ادبی حلقوں میں ہر دلعزیز تھے۔ سیکڑوں ادبی مذاکروں، مشاعروں میں صدارت یا مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ آپ کا شمار قائد ملت لیاقت علی خان کے پرانے ساتھیوں میں ہوتا تھا۔ آپ کئی زبانیں جانتے تھے۔ تصانیف: جستجو (شعری مجموعہ)، مقالات ممتاز ۱۹۹۵ء، (ترتیب) اقبال اور عبدالحق

۹ ترقی اردو بورڈ کا سہ ماہی ادبی مجلہ آغاز اگست ۱۹۶۰ء۔

۱۰ سندھی زبان وادب کی ترویج واشاعت کے لیے سندھ یونیورسٹی جام شورو کے احاطہ میں ۱۹۵۱ء میں قائم کیا گیا۔ اس ادارے نے کئی قدیم مخطوطات ونوادرات کو بھی شائع کیا۔ اہم علوم وفنون اور اصناف پر اس ادارے کی مطبوعات سندھی، عربی، فارسی، انگریزی اور اردو میں ہیں۔

۱۱ معارف، اعظم گڑھ، جولائی ۱۹۱۶ء میں سید سلیمان ندوی کی زیر ادارت جاری ہوا۔ یہ دارالمصنفین اعظم گڑھ کا ترجمان تھا، اس کا مقصد مذہب وفلسفہ وفکر کی ترجمانی اورنئی تحقیق اور تازہ خیالات کی ترجمانی تھا۔

۱۲ مذکورہ کتاب کے شائع ہونے سے متعلق معلومات نہ مل سکیں جب کہ اشاریۂ معارف کے مطابق معارف شمارہ ۴ر۱۳۰ بابت نومبر ۱۹۸۲ء میں عبدالروف خاں کا مقالہ جہانگیر نامہ شائع ہوا تھا اور یہی مقالہ پاکستان ہسٹری کانفرنس کے اجلاس مورخہ ۳۰ رمارچ ۱۹۶۱ء میں پڑھا گیا تھا[تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: حاشیہ نمبر ۱۴]

جب کہ ڈاکٹر بینی پرشاد کی ''تاریخ جہانگیر'' کے ضمیمہ ج میں کامگار خاں کی مآثر جہانگیری کے ذیل میں درج ہے کہ: ''خواجہ کامگار غیرت خاں کی 'مآثر جہانگیری' شاہجہاں کے ایمان سے اس کے عہد حکومت کے تیسرے سال تک لکھی گئی، یہ کتاب اب تک چھپی نہیں ہے، میں نے خدا بخش کی اورینٹل لائبریری بانکی پور کا نسخہ استعمال کیا ہے۔ اس کے دوملخص ابوالفضل کے قتل سے متعلق اور مہابت خاں کی یورش کے بعد شاہجہاں کے رویہ کے متعلق ترجمہ کر کے ایلیٹ اینڈ ڈاؤسن نے صفحات 442 تا445 میں شائع کیے ہیں۔ یہ گلیڈون کی 'رین آف جہانگیر' مطبوعہ کلکتہ 1788ء کی بنیاد ہیں۔ 'مآثر' کا چھٹا حصہ جہانگیر کی تخت نشینی سے پہلے کے حالات زندگی پر مشتمل ہے اور یہی کتاب کا اہم ترین حصہ ہے اس لیے کہ اس میں جو معلومات ہیں وہ 'توزک' یا 'اقبال نامہ' میں نہیں ہیں۔'' (''تاریخ جہانگیر'' مصنف: ڈاکٹر بینی پرشاد، لاہور، مشتاق بک کارنر، ص ۵۴۴)

۱۳ کرنل راحت سعید چھتاری: اردو کے شاعر وادیب، سیاست دان، کارکن تحریک پاکستان اور اعلیٰ سرکاری عہدوں پر بھی رہے کئی ملکوں میں سفارت کی ذمے داریاں سرانجام دیں آپ علی گڑھ کے فارغ التحصیل تھے۔ ولادت: ۹ جنوری ۱۹۱۸ء چھتارہ، بلند شہر، وفات: ۴ مارچ ۱۹۸۷ء (وفیات اہل قلم ص ۱۶۸)

۱۴ یہ مقالہ پاکستان ہسٹری کانفرنس کے اجلاس مورخہ ۳۰ رمارچ ۱۹۶۱ء میں پڑھا گیا تھا[مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں، غیرت خان 'ماثر جہانگیری' کے مؤلف کا مدفن اور کتبہ'' مشمولہ اخبار اردو ستمبر ۲۰۱۳ء ص ۲۹ تا ۳۲]

۱؎ ڈاکٹر مختارالدین احمد آرزو کا یہ مضمون ''برٹش میوزیم میں کتب شرقیہ کی نمائش'' معارف اپریل ۱۹۵۴ء بمطابق شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ میں شائع ہوا۔

۲؎ دیکھیے خط نمبر ۱ کا حاشیہ (۷)

۳؎ شاہ عبداللطیف بھٹائی: پیدائش ۱۱۰۲ ہجری بمطابق ۱۶۸۹ء والد کا نام حبیب اللہ المعروف شاہ حبیب، وفات ۱۱۶۵ ہجری بمطابق ۱۷۵۲ء۔ آپ ایک سچے مسلمان اور وحدت الوجودی صوفی تھے۔ آپ نے اپنا سارا کلام سندھی شاعری کی دو اصناف بیت اور وائی میں کہا۔ آپ کے مجموعۂ کلام کو ''شاہ جو رسالو'' (شاہ کا رسالہ) کہا جاتا ہے۔ آپ کی زندگی اور شخصیت کا سب سے اہم پہلو ہے شاعری اور موسیقی، کہا جاتا ہے کہ آپ نے چند راگ بھی ایجاد کیے اور اپنے مجموعۂ کلام کو مختلف راگوں اور دھنوں میں ترتیب دیا اور بھٹ پر سماع اور راگ کی روایت کی ابتدا کی جو آج تک جاری ہے۔ (شاہ عبداللطیف بھٹائی، حیات و افکار، منظور احمد قناصرو، ۲۰۰۹ء، سندھیکا اکیڈمی، کراچی)

۴؎ سندھ کی علمی تاریخ (اس نام کی کوئی کتاب سندھی ادبی بورڈ کے زیر اہتمام طبع نہیں ہوئی)

☆ رشید حسن خاں

رشید حسین خاں، والد کا نام امیر حسن خاں، تاریخ ولادت تعلیمی اسناد کے مطابق ۱۰؍ جنوری ۱۹۳۰ء مقام پیدائش شاہ جہاں پور (یو۔ پی)، وفات ۲۶؍ فروری ۲۰۰۶ء، ابتدائی تعلیم مدرسہ سے حاصل کی۔ درس نظامی مالی حالات کی وجہ سے مکمل نہ کر سکے اور ملازمت کرنا پڑی اور بعد میں پرائیویٹ طور پر عربی، اردو اور فارسی کے امتحانات دیے، لکھنؤ یونیورسٹی سے دبیر کامل اور الہ آباد یونیورسٹی سے مولوی کا امتحان پاس کیا۔ ان کے پاس یونیورسٹی کی سند تو نہیں تھی لیکن ان کی قابلیت اور مطالعے کے باعث وہ مقام حاصل کیا جہاں ڈگری کی ضرورت نہیں۔ ملازمت آرڈننس کلودنگ فیکٹری شاہ جہاں پور، مدرسہ فیض عام شاہ جہاں پور، اسلامیہ ہائر سیکنڈری اسکول، شاہ جہاں پور، شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی، دہلی۔ ۳۱؍ دسمبر ۱۹۸۹ء کو دہلی یونیورسٹی کی ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ تصانیف: اردو املا ۱۹۷۲ء، اردو کیسے لکھیں ۱۹۷۵ء، زبان اور قواعد (لغت تلفظ اور قواعد شاعری) ۱۹۷۶ء، ادبی تحقیق، مسائل اور تجزیہ، ۱۹۷۸ء، تلاش و تعبیر (تنقیدی مضامین ۱۹۸۸ء، تفہیم (تنقیدی اور تحقیقی مضامین) ۱۹۹۳ء، انشا اور تلفظ، ۱۹۹۴ء، عبارت کیسے لکھیں، ۱۹۹۴ء، انشائے غالب، مکتبہ جامعہ، نئی دہلی ۱۹۹۴ء، فسانۂ عجائب (تدوین) ۱۹۹۰ء، باغ و بہار (تدوین) ۱۹۹۲ء، مثنوی گلزار نسیم ۱۹۹۵ء، انتخاب ناسخ ۱۹۷۲ء، انتخاب سودا ۱۹۷۲ء، انتخاب شبلی ۱۹۷۱ء، انتخاب نظیر اکبر آبادی ۱۹۷۰ء، انتخاب مراثی انیس و دبیر ۱۹۷۱ء، دیوان خواجہ میر درد ۱۹۷۱ء، مثنویات شوق لکھنوی (تدوین)، تدوین، تحقیق، روایت ۱۹۹۹ء، مثنوی سحر البیان ۲۰۰۰ء، املائے غالب ۲۰۰۱ء، مصطلحات ٹھگی (تدوین) ۲۰۰۲ء، کلیات جعفر زٹلی (تدوین) ۲۰۰۳ء، کلاسکی ادب کی فرہنگ (جلد اوّل) ۲۰۰۳ء، گنجینۂ معنی کا طلسم (زیر طبع)، غرائب اللغات (تدوین) آپ کے انتقال کے باعث نامکمل ہے۔ آپ کو

بے شمار انعامات و اعزازات سے نوازا گیا جن میں دہلی ساہتیہ کلد پرشید ایوارڈ، ۱۹۷۷ء، یو پی اردو اکادمی ایوارڈ ۱۹۷۸ء، غالب ایوارڈ ۱۹۷۹ء، امتیاز میر اعزاز، میر اکیڈمی لکھنؤ ۱۹۸۰ء، نیاز فتح پوری ایوارڈ کراچی ۱۹۸۹ء، محمد طفیل ادبی ایوارڈ لاہور ۱۹۹۰ء نیشنل ایوارڈ مہاراشٹر اردو اکادمی ۱۹۹۰ء، کل ہند بہادر شاہ ظفر ایوارڈ (دہلی اردو اکادمی) ۱۹۹۱ء، نیشنل حالی ایوارڈ (ہریانہ اردو اکادمی) ۱۹۹۲ء، یو پی اردو اکادمی ادبی انعام ۱۹۹۴ء، مولانا ابوالکلام آزاد ایوارڈ (یو پی اردو اکادمی لکھنؤ) ۱۹۹۸ء مدھیہ پردیش اردو اکادمی ایوارڈ بھوپال ۲۰۰۴ء شامل ہیں، آپ نے مختلف اداروں میں اصول تحقیق، صحت املا، مشرقی شعریات، قواعد زبان اور قواعد شاعری پر بہت سے لیکچر بھی دیئے۔ یہ معلومات ''کتاب نما (خصوصی شمارہ) رشید حسن خان حیات اور ادبی خدمات مرتبہ اطہر فاروقی، ماہنامہ کتاب نما، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵ کے صفحہ نمبر ۵ تا ۱۷ سے لی گئی ہیں۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں ''کہاں سے لاؤں انھیں'' (خاکے) مظہر محمود شیرانی، القا پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۲۲۳ تا ۲۴۹۔)

خط نمبر ۱

۱۔ ایشیاٹک سوسائٹی ۱۵ جنوری ۱۷۸۴ء کو کلکتہ میں قائم ہوئی سر ولیم جونز اس کے بانی تھے۔

۲۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کا مکتبہ اور کتاب گھر۔

۳۔ مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے نکلنے والا مجلہ۔

۴۔ ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی، پیدائش ۱۰ر جولائی ۱۹۲۹ء وفات ۱۷ فروری ۲۰۰۳ء، معروف ادیب، محقق اور نقاد، دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں استاد رہے آپ مولانا ضیا الدین احمد بدایونی (۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء۔ ۸ جولائی ۱۹۷۳ء) کے صاحب زادے تھے۔

۵۔ زیدی سید رضا حسین پیدائش ۴ر فروری ۱۹۳۷ء نئی دہلی، ریڈر شعبہ فائن آرٹس انسٹی ٹیوٹ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی۔

خط نمبر ۲

۱۔ کامل قریشی فضل حق: پیدائش ۹ر اپریل دہلی وفات ۱۵ر جون ۱۹۹۳ء دہلی۔ ایم۔ اے دہلی کالج سے کیا اور خواجہ میر اثر پر تحقیقی مقالہ لکھا۔ ۱۹۶۶ء میں کروڑی مل کالج دہلی میں آ گئے کئی کتب کے مرتب، مؤلف اور مصنف: مہ کامل ۱۹۷۰ء، شاعر کا لہو ۱۹۸۲ء، شعری مجموعے: اردو اور مشترکہ ہندوستانی تہذیب ۱۹۷۹ء، ہندوستانی ادب کے معمار: بلھے شاہ، فراق گورکھ پوری مرتبہ ۱۹۶۷ء، بیخود دہلوی مرتبہ ۱۹۸۰ء، بزم آخر مرتبہ ۱۹۸۶ء، تلاش تنقید (مضامین) ۱۹۹۳ء، تگ و تاز (مضامین) ۱۹۹۳ء، اردو غزل مرتبہ ۱۹۸۷ء (ہندو پاک سمینار میں پڑھے گئے مضامین)، مرزا محمود بیگ کے مضامین کا انتخاب مرتبہ ۱۹۸۷ء، داغ دہلوی حیات اور کارنامے مرتبہ ۱۹۸۶ء (داغ سمینار میں پڑھے گئے مضامین)۔ اردو اکادمی دہلی کے متعدد بار ممبر نامزد ہوئے۔ اکادمی کی ممبری کے دوران کامل قریشی نے اردو غزل اور داغ دہلوی پر بڑے بڑے پیمانے پر سمینار کرائے۔ جن کی کامیابی کی بازگشت آج بھی دہلی کے ادبی حلقوں میں سنائی دیتی ہے۔ دیوان اثر (ترتیب و تدوین کلام مع مقدمہ و حواشی) تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ یہ مقالہ ۱۹۷۸ء میں انجمن ترقی اردو ہند سے شائع ہوا۔ (ماخوذ بیسویں صدی کے اردو شعرا، ص ۱۰۰۷)

۲ ڈنکن فاربس (اپریل ۲۸، ۱۷۹۸ء۔ اگست ۱۷، ۱۸۶۸ء) اسکاٹ لینڈ کا ایک ماہر لسانیات۔

۳ فاربس نے ۱۸۷۳ء میں لندن سے ''باغ و بہار'' کا چوتھا اڈیشن شائع کیا، جس کے اختتام پر ۱۲۵ صفحات کی فرہنگ تھی۔

خط نمبر ۳

۱ پیدائش ۱۶ جولائی ۱۹۲۳ء، اردو کے معروف نقاد، محقق، دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو سے وابستہ رہے۔ آپ کی معروف تصانیف و تالیفات میں اصول تحقیق و ترتیب متن، ذوق سوانح اور انتقاد، اوراق معنی، سفرناموں میں دلی اور کلیات نصیر وغیرہ شامل ہیں۔

۲ مختار صاحب کا مرتب کردہ ''دیوان حضور شیخ غلام یحیٰ عظیم آبادی'' مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ دہلی سے ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا

۳ فسانۂ عجائب (تدوین) یہ کتاب انجمن ترقی اردو ہند دہلی سے ۱۹۹۰ء میں طبع ہوئی۔

۴ مالک مطبع اودھ اخبار لکھنؤ ولادت ۳ جنوری ۱۸۳۶ء وفات ۱۹ فروری ۱۸۹۵ تصانیف: ا۔ تاریخ نار العصر ۲۔ نگار دانش

خط نمبر ۵

۱ قاضی عبدالودود: اردو تحقیق و تدوین کے ایک اہم ستون: ۸ مئی ۱۸۹۶ء کو کاکو میں پیدا ہوئے والد کا نام قاضی عبدالوحید تھا۔ ابتدا میں مذہبی اور دینی تعلیم حاصل کی پھر رسمی تعلیم کی طرف آئے، میٹرک کا امتحان پرائیویٹ طور پر پاس کیا، پٹنہ کالج سے بی اے کیا۔ انگلستان کی کیمبرج یونیورسٹی سے معاشیات کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی۔ ۲۵ جنوری ۱۹۸۵ء کو پٹنہ میں انتقال ہوا۔ اہم تصانیف: دیوان جوشش، دیوان قطعات، دلدار، تذکرۂ ابن طوفان، عیارستان، اشتر و سوزن، غالب بہ حیثیت محقق، ماہ نامہ ''معیار'' جاری کیا۔ غالب میر اور کلاسیکی شعرا پر تحقیقی مقالات تحریر کیے یہ مقالات پانچ جلدوں میں مرتب ہوئے۔

۲ پیدائش ۲۲ فروری ۱۹۳۳ء، معروف نقاد، محقق اور ادیب، سیکرٹری انجمن ترقی اردو ہند، ہفت روزہ ہماری زبان اور سہ ماہی اردو ادب کے مدیر، بہت سی کتابوں کے مصنف، مرتب و مؤلف، خطوط غالب کی جدید تدوین و تحقیق ان کا بڑا علمی کارنامہ ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۶۲ء میں مرزا مظہر جان جاناں کے موضوع پر پی ایچ ڈی دہلی یونیورسٹی سے کیا۔ متنی تنقید ۱۹۶۶ء مرزا محمد رفیع سودا ۱۹۶۵ء، غالب کی نادر تحریریں ۱۹۶۱ء، معراج العاشقین ۱۹۶۰ء، کربل کتھا کا نفسیاتی مطالعہ ۱۹۷۰ء، غالب اور شاہان تیموریہ ۱۹۷۴ء، مرزا مظہر جان جاناں کے خطوط مع اردو ترجمہ ۱۹۶۵ء، مولانا ابوالکلام آزاد ۱۹۸۶ء، آثار الصنادید (تین جلدیں)، رسوم دہلی از سید احمد دہلوی ۱۹۸۶ء، مشفق خواجہ: ایک مطالعہ۔ کربل کتھا کا لسانی مطالعہ ۱۹۷۰ء، افادات سلیم ۱۹۷۲ء، ضبط شدہ نظمیں ۱۹۷۵ء، فیض احمد فیض ۱۹۷۵ء، مشفق خواجہ ۱۹۸۵ء، سید سلیمان ندوی ۱۹۸۶ء و دیگر اہم کتب شامل ہیں۔

۳ معروف ادیب، نقاد، محقق، مؤرخ زبان و ادب، پیدائش ۱۲ جون ۱۹۲۹ء علی گڑھ میں ایک تعلیم یافتہ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد ابراہیم خاں تھا۔ آپ کے نانا مرزا احمد بیگ صاحب بنیادی طور پر انجینئر تھے۔ انھوں نے شاہ ولی اللہ سے فارسی مکاتیب مرتب کر کے سہارن پور سے شائع کیے تھے۔ آپ نے ہندوستان اور پاکستان کے مختلف شہروں میں تعلیم حاصل کی ابتدائی تعلیم علی گڑھ میں ہوئی۔ ۱۹۴۳ء میں میٹرک سہارن پور سے، ۱۹۴۵ء

میں ایف۔اے، ۱۹۴۷ء میں بی۔اے کیا۔آپ کے اساتذہ میں ڈاکٹر سبزواری، پروفیسر غیور احمد رزمی اور پروفیسر کرار حسین شامل تھے۔انھی کی وجہ سے آپ کی ادبی صلاحیتیں پروان چڑھیں۔تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۷ء میں آپ اپنے بھائی عقیل کے ہمراہ پاکستان آئے اور کراچی میں سکونت اختیار کی۔پڑھائی کے ساتھ ساتھ ملازمت بھی اختیار کی اور ایم اے اور ایل ایل بی بھی کیا۔اس کے بعد سندھ یونیورسٹی سے پی ایچ۔ڈی اور ڈی۔لٹ کی ڈگریاں بھی حاصل کیں۔آپ نے سی سی ایس کے امتحان میں کامیابی حاصل کی اور محکمہ انکم ٹیکس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔۱۹۸۳ء میں آپ کو جامعہ کراچی کا وائس چانسلر مقرر کیا گیا۔۱۹۸۷ء تک اس عہدے پر رہے۔۱۹۸۷ء میں ہی آپ کو مقتدرہ قومی زبان کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔آپ کا کام تحقیق وتنقید کی دنیا میں مسلّم حیثیت رکھتا ہے۔اردو ادب کی تاریخ چار جلدیں آپ کا امتیازی کام ہے۔اس کے علاوہ آپ نے انگریزی میں بھی کتب لکھیں بچپن میں آپ نے کہانیاں لکھنی شروع کر دی تھیں آپ کی پہلی تخلیق ''سکندر اور ڈاکو'' ہے جو آپ نے محض ۱۱ سال یا ۱۲ سال کی عمر میں لکھی۔مثنوی کدم راؤ پدم راؤ آپ نے مرتب کر کے ایک عظیم کام سرانجام دیا۔آپ کی علمی وادبی خدمات کے پیش نظر بے شمار اعزازات سے نوازا گیا۔آپ آج بھی تحقیق وتنقید کے کاموں میں مصروف ہیں۔آپ کی اہم کتب میں ایلیٹ کے مضامین، پاکستانی کلچر، قومی کلچر کی تشکیل کا مسئلہ، تنقید وتجربہ (مضامین)، دیوان حسن شوقی (تدوین)، قدیم اردو کی لغت، کدم راؤ پدم راؤ (تدوین)، ارسطو سے ایلیٹ تک، محمد تقی میر، نئی تنقید (مضامین)، ادب کلچر اور مسائل، کلیات میراجی (تدوین)، ن۔م راشد: ایک مطالعہ، ادبی تحقیق شامل ہیں۔(مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں: ''دبستانوں کا دبستان'' احمد حسین صدیقی، ص ۱۱۹ تا ۱۲۱)

خط نمبر ۷

۱۔ انجمن ترقی اردو کے زیر اہتمام نکلنے والا سہ ماہی مجلہ، آغاز جولائی ۱۹۶۰ء۔

۲۔ پیدائش ۱۶۶۰ء/۱۰۷۱ھ بلگرام۔وفات ۱۷۲۵ء/۱۱۳۸ھ دہلی، تفسیر، حدیث، فقہ، عربی ادب، لسانیات اور لغت پر زبردست قدرت رکھتے تھے۔شاعری بھی کی مگر کسی کتاب کا کسی تذکرہ نگار نے ذکر نہیں کیا۔

۳۔ غالب انسٹی ٹیوٹ، دہلی سے نکلنے والا شش ماہی مجلہ۔

خط نمبر ۸

۱۔ محمد حبیب خان، سب ایڈیٹر سہ ماہی اردو ادب اسسٹنٹ سیکریٹری، ناظم کتب خانہ انجمن ترقی ہند، ادیب، محقق، ولادت ۱۱ جولائی ۱۹۳۱ء علی گڑھ، وفات ۲ مارچ ۱۹۹۸ء علی گڑھ۔تصانیف: ۱۔اردو کی قدیم داستانیں ۲۔اردو تنقید کے معمار ۳۔اردو کے کلاسیکی شعراء (تنقیدی مضامین تین جلدیں) ۴۔انتخاب کلام جرات ۵۔افکار میر ۶۔غالب اور سرور ۷۔مطالعۂ میر ۸۔۱۹۵۸ء کے بہترین افسانے ۹۔حسرت موہانی۔

۲۔ ماہ نامہ تحریک، دہلی، گوپال متل، مخمور سعیدی کی ادارت میں شائع ہونے والا رسالہ، جس نے ۳۰ سال تک ترقی پسند مخالف ترجمانی کی اس کی مجلس ادارت میں کچھ دن تمکین کاظمی بھی رہے۔

۳ کالی داس گپتا رضا شاعر، نقاد، محقق، مترجم: پیدائش ۲۵ راگست ۱۹۲۵ء جالندھر، وفات ۲۱ مارچ ۲۰۰۱ء دہلی، آپ ۲۴ سال بسلسلۂ کاروبار جنوبی افریقہ مقیم رہے۔ پھر ممبئی آ گئے۔ جوش ملسیانی کے شاگرد بھی تھے۔ تحقیق اور غالبیات سے انھیں عشق تھا۔ ماہرین غالب میں شمار ہوتا تھا۔ دیوان غالب کامل کی ترتیب وتدوین (جس میں کلام غالب کو زمانی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے) نمایاں کارنامہ ہے۔ دیگر تصانیف میں اقبال کی خامیاں۔ شعلۂ خاموش، سوزش پنہاں، شاخ گل (شعری مجموعے) اجالے (نعتیہ کلام) گیت اور بھجن۔ متاع جاوید (رباعیات) سمندر (نظمیں)، ہندوستانی مشرقی افریقہ میں۔ مکتوبات جوش ملسیانی، انتخاب کلام، چکبست، کلیات چکبست انتخاب آتش وغالب، متعلقات غالب۔ منثورات جوش ملسیانی کے علاوہ ۲۰ سے زیادہ کتب ہیں۔

۴ دیکھیے خط نمبر ۷ کا حاشیہ (۳)

۵ پندرہ روزہ/ماہ نامہ ''آجکل'' ۱۹۴۲ء میں دہلی سے جاری ہوا اس کے کئی خاص نمبر شائع ہوئے جو مختلف مشاہیر، اصناف ودیگر موضوعات پر تھے۔ آج کل کے ۱۹۴۲ء تا ۱۹۸۶ء کے شماروں کا اشاریہ (جلد اوّل) مرتب جمیل اختر اردو اکادمی دہلی سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا تھا۔

۶ ''برہان قاطع'' فارسی کی ایک اہم اور متداول لغت ہے اس کا مؤلف محمد حسین ابن خلف تبریزی متخلص برہان تھا۔ یہ لغت ۱۰۶۲ء میں گول کنڈہ میں مرتب ہوئی تھی۔ (بحوالہ: نذیر احمد، ''نقد قاطع برہان'' ۱۹۸۵ء، دہلی) ۱۸۳۲ء میں اس کا ایک نسخہ دہلی سے شائع ہوا جو غالب کی نظر سے گزرا اور انھوں نے اس کے اغلاط واوہام نشان زد کر کے اپنی تصنیف ''قاطع برہان'' کی بنیاد رکھی۔ یہ تصنیف اگرچہ ۱۸۶۰ء میں مرتب ہو چکی تھی لیکن ۱۸۶۲ء میں اکمل المطابع سے شائع ہوئی۔ (آرزو مختار الدین احمد، ''غالب کی ایک کم یاب تصنیف، تیغ تیز'' مشمولہ شش ماہی ''غالب'' ۲۰۰۰ء کراچی) جب کہ سیّد معین الرحمٰن نے ''اشاریہ غالب'' میں اس کا سن اشاعت ۱۸۶۸ء درج کیا ہے۔ یہ تصنیف لغت اور مسائل زبان پر ایک طویل بحث کا آغاز ثابت ہوئی۔ (حوالہ، متن نمبر ۵، مکتوبات ڈاکٹر محمد ایوب قادری بنام ڈاکٹر معین الدین عقیل، ڈاکٹر تنظیم الفردوس، تحقیق شمارہ ۱۸، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، ص نمبر ۱۳۷)

۷ غالب کے فارسی اور اردو کلام کا انتخاب ہے جو انھوں نے نواب خلد آشیاں [نواب کلب علی خاں والی رام پور] کی فرمائش پر ۱۸۶۶ء میں مرتب کیا اس انتخاب کو امتیاز علی خاں صاحب عرشی نے مقدمہ اور حواشی کے ساتھ مطبع قیمہ بمبئی سے کر ۱۹۴۲ء میں شائع کیا۔ (ماخوذ از غالب اور مطالعہ غالب، ڈاکٹر عبادت بریلوی، ادارۂ ادب و تنقید لاہور، ایڈیشن دوم ۱۹۹۴ء)

۸ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی: پیدائش ۲۶ دسمبر ۱۸۸۵ء ضلع ہرناء، اتر پردیش، بھارت۔ وفات ۲۸ جولائی ۱۹۷۲ء الہ آباد، مشہور محقق اور عربی لسانیات کے ماہر۔ ۱۹۰۸ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے بی اے کیا علی گڑھ سے ۱۹۱۲ء میں ایم اے عربی کیا اور عربی کی مزید تعلیم کے لیے حکومت ہند کے وظیفے پر جرمنی گئے۔ ۱۹۱۷ء میں ٹوبنگن یونیورسٹی سے کلاسیکی عربی میں فارسی کے دخیل الفاظ کے موضوع پر جرمن زبان میں تحقیقی مقالہ پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ ایم

اے او کالج علی گڑھ عثمانیہ یونیورسٹی اور ڈھاکہ یونیورسٹی میں شعبۂ عربی علوم اسلامیہ سے وابستہ رہے۔ تصانیف: دیوان بیان۔ شب گذیدہ۔ مقالات صدیقی

۹ دیکھیے خط مالک رام

خط نمبر ۹

۱ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ (۳)

۲ رشید حسن خاں کی تصنیف و تالیفات میں اس نام کی کوئی کتاب شامل نہیں۔

۳ مسلم صدیقی، عبدالستار صدیقی کے بڑے فرزند جنھوں نے مقالات صدیقی کی پہلی جلد شائع کی۔ یہ الہ آباد ہی میں رہے اور یہیں وفات پائی۔

۴ ونڈائک (VANDYKE): ایک خاص طریقۂ کتابت و طباعت۔

۵ دیکھیے محمد حسن خط نمبر ۳۰ کا حاشیہ (۲)

۶ فخر الدین علی میموریل کمیٹی کی سرکردگی اور رہنمائی میں یہ ادارہ (غالب انسٹی ٹیوٹ) ۱۹۷۱ء میں وجود میں آیا۔ غالب شناسی کی روایت کو مستحکم کرنا۔ ''غالب نامہ'' تحقیقی رسالہ کا اجراء، غالب کی یاد میں سمینار منعقد کرانا اور غالب میوزیم کا قیام اس کی وجہ شہرت ہے۔

خط نمبر ۱۰

۱ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ (۱)

خط نمبر ۱۱

۱ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ نمبر (۳)

۲ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ (۱)

خط نمبر ۱۲

۱ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ (۱)

۲ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ نمبر (۳)

۳ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ نمبر (۸)

خط نمبر ۱۳

۱ انشائے غالب، مرتب رشید حسن خاں، مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی۔

۲ دیکھیے خط نمبر ۹ کا حاشیہ (۳)

۳ دیکھیے خط نمبر ۵ کا حاشیہ (۱)

۴ دیکھیے خط نمبر ۵ کا حاشیہ (۲)

۵ خدا بخش لائبریری، پٹنہ قیام ۲۹؍ اکتوبر ۱۸۹۱ء۔

٦ دیکھیے خط نمبر ۹ کا حاشیہ (٦)

٧ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ (۳)

٨ یہ معرکہ اصل میں ایک مباحثہ تھا جس میں برج نرائن چکبست، عبدالحلیم شرر، منشی سجاد حسین ریاض خیرآبادی، حافظ جلیل حسن جلیل نے حصہ لیا تھا۔ اس مباحثے کا تعلق اس بات سے تھا کہ مثنوی گلزار نسیم پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی کی تصنیف نہیں ہے بلکہ آتش کی تصنیف ہے (مزید تفصیل دیکھیں: مباحثہ گلزار نسیم یعنے معرکۂ چکبست وشرر، مولف خلاصۃ العلماء میرزا محمد شفیع شیرازی ثم لکھنوی، مطبع نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۱۳ء، بار اول)

٩ عزت اللہ بنگالی، محمد شاہ کے عہد کا ایک اسکالر، قصہ ''گل بکاؤلی'' کو سنسکرت زبان میں ترجمہ کرنے والا، قلمی نام ''امامی'' کے نام سے شاعری بھی کی، جب کہ ''رقعات امامی'' کے عنوان سے خطوط بھی یادگار چھوڑے ہیں (حوالہ: وکی پیڈیا)

خط نمبر ۱۴

١ اصل نام عبدالحئی اور قلمی نام مشفق خواجہ، ۱۹ دسمبر ۱۹۳۵ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۵۷ء میں بی۔اے آنرز اور ۱۹۵۸ء میں ایم۔اے اردو کے امتحان کراچی یونیورسٹی سے پاس کیے انجمن ترقی اردو سے بطور اسسٹنٹ سکریٹری وابستہ ہوئے اور مولوی عبدالحق کے ساتھ ۱۹۷۳ء تک کام کیا آپ کا شمار ملک کے ممتاز محققین میں ہوتا ہے آپ کے ادبی کاموں کو پاک وہند میں قدر ومنزلت سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ کی علمی وادبی خدمات کے پیش نظر ۱۹۹۴ء میں آپ کو صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ آپ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، شاعری بھی کرتے تھے۔ آپ کے تحقیقی مزاج کو بطور مخطوطہ شناسی سے عبارت کیا جاسکتا ہے۔ گم شدہ ادبی نوادرات کی تلاش ان کی ذہنی عبادت ہے آپ کی وفات ۲۱ فروری ۲۰۰۵ء کو ہوئی۔ تصانیف: ابیات شعری مجموعہ۔ اقبال از احمد دین ۔ جائزہ مخطوطات اردو۔ غالب وصفیر بلگرامی، تحقیق نامہ، کلیات یگانہ، ان کے کالموں کے مجموعے۔ سخن در سخن۔ خانہ بگوش کے قلم سے ودیگر۔

٢ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ (۱)

٣ دیکھیے خط نمبر ۱۳ کا حاشیہ (۱)

خط نمبر ۱۵

١ مراد پنجاب یونیورسٹی کے کلیہ علوم اسلامیہ وادبیات شرقیہ کا علمی ترجمان ہے اس کا اجراء ۱۹۷۸ء میں ہوا۔ ڈاکٹر وحید قریشی اس کے مدیر بانی تھے، یہ مجلہ آج بھی شائع ہوتا ہے۔

٢ کربل کتھا: فضل علی فضلی مرتب خواجہ احمد فاروقی، دہلی یونیورسٹی، دہلی، ۱۹۶۱ء۔

٣ خواجہ احمد فاروقی: ڈاکٹر، پروفیسر، ممتاز محقق، نقاد اور انشاپرداز، ۳۰ راکتوبر ۱۹۱۷ء، وفات: ۳۱ ردسمبر ۱۹۹۵ء دہلی، سابق صدر شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی۔ آپ کی تصانیف وتالیفات میں میر تقی میر: حیات وشاعری، کلاسیکی ادب، مرزا شوق لکھنوی، نئی شاعری، ذوق وجستجو، چراغ رہ گذر، یادِ یار مہرباں، یادنامہ، مسز اندرا گاندھی: ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو، غدر کی کہانیاں، جیسی تحقیقی وتنقیدی کتب کے علاوہ کئی کتب کی تدوین بھی کی جن میں تذکرہ سرور یا عمدۂ منتخبہ، کربل کتھا، گنج

خوبی، مرزا غالب کے فارسی خطوط: غمگین کے نام، خدنگ غدر، دیوان بقا، دیوان میر سوز، دیوان قائم، دلی اردو اخبار، انشائے اردو، قانون النساء، ارمغان آصف وغیرہ شامل ہیں۔ (ماخوذ: تحقیق شمارہ ۲۲، ص ۱۱۱)

۴ عمدۂ منتخبہ، نواب اعظم الدولہ میر محمد خان بہادر سرور جسے خواجہ احمد فاروقی نے ایڈٹ کر کے دہلی یونیورسٹی سے ۱۹۶۱ء میں شائع کیا۔

خط نمبر ۱۶

۱ دہخدا امثال وحکم: دہخدا ۱۸۷۹ء کو تہران میں پیدا ہوئے۔ وفات تہران ۱۹۵۶ء۔ آپ نے بہت جلد فارسی، عربی اور فرانسیسی ادب پر عبور حاصل کر لیا۔ پولٹیکل سائنس میں گریجویشن کیا۔ آپ سیاست میں بھی فعال رہے آپ نے رکن پارلیمنٹ کے طور پر کرمان اور تہران میں کام کیا۔ آپ یونیورسٹی آف تہران میں بطور ڈین پولیٹیکل سائنس بھی رہے۔ بعد میں اسکول آف لاء یونیورسٹی آف تہران میں بھی رہے۔ دہخدا، مرزا جہانگیر اور عاصم خاں نے ''صورِ اسرافیل'' کے نام سے اخبار بھی شائع کیا جو تقریباً دو سال تک جاری رہا۔ بادشاہ محمد علی نے آپ کو جلا وطن کر دیا مگر پھر بھی آپ یورپ میں آرٹیکلز اور اداریے لکھتے رہے۔ ۱۹۱۱ء میں وطن واپس آ گئے۔ آپ کے کاموں میں Monlesequey's the law کا فارسی ترجمہ، فرانسیسی رفارسی لغت اور لغت نامۂ دہخدا (جو فارسی کی سب سے بڑی لغت ہے اس کی ۱۵ جلدیں ہیں) شامل ہیں۔ ''لغت نامۂ دہخدا'' کو دہخدا کی درخواست پر ڈاکٹر معین نے بعد میں مکمل کیا، یہ لغت پہلی بار ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئی، اس کے علاوہ ''امثال وحکم'' پہلی بار ۱۹۳۲ء میں چار جلدوں میں شائع ہوئی (حوالہ www. vikipedia.org)

۲ دیکھیے خط نمبر ۵ کا حاشیہ (۱)

۳ مولانا امتیاز علی خاں عرشی، ولادت رام پور ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء وفات رام پور ۲۱ فروری ۱۹۸۱ء۔ معروف محقق، تدوین کار، ماہر غالبیات، رام پور رضا لائبریری کے ناظم کتاب خانہ ۱۹۳۲ء تا ۱۹۸۱ء رہے ان کی تصانیف وتالیفات میں مکاتیب غالب، انتخاب غالب، نادرات شاہی، سلک گوہر، دیوان غالب نسخہ عرشی، فرہنگ غالب سمیت ۲۰ سے زائد کتب شامل ہیں۔

۴ دیکھیے خط نمبر ۱۳ کا حاشیہ (۱)

۵ دیکھیے خط نمبر ۱۵ کا حاشیہ (۱)

۶ دیکھیے خط نمبر ۱۴ کا حاشیہ (۱)

خط نمبر ۱۷

۱ گلزار نسیم: مرتب رشید حسن خاں، انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی سے ۱۹۹۵ء میں شائع ہوئی۔

۲ دیکھیے خط نمبر ۱۵ کا حاشیہ (۳)

۳ دیکھیے خط نمبر ۱۳ کا حاشیہ (۱)

۴ دیکھیے خط نمبر ۹ کا حاشیہ (۳)

۵ ٹھٹھہ کے عالم عبدالرشید ٹھٹھوی کی تصنیف جسے عبدالستار صدیقی نے مرتب کیا۔ ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی کے اردو ترجمہ اور حواشی کے ساتھ پاکستان میں ادارۂ یادگارِ غالب کراچی نے ۲۰۰۳ء میں شائع کیا

۶ مہیش پرشاد، عربی میں مولوی فاضل پروفیسر اور، سابق صدر شعبہ عربی، فارسی و اردو، بنارس ہندو یونیورسٹی۔ مرزا غالب کے خطوط اور ان کا خاص موضوع تھا۔...... انھوں نے غالب کے نئے خطوط کا پتہ چلایا...... اور مکاتیب غالب کا ایک جامع اور مکمل مجموعہ جس میں بہت سے ایسے خطوط تھے جو پرانے مجموعوں میں نہیں پائے جاتے تھے دو ضخیم جلدوں میں مرتب کیا تھا۔ (ماخوذ وفیات معارف، ص ۱۹۹)

۷ دیکھیے خط ۹ کا حاشیہ (۹)

خط نمبر ۱۸

۱ دیکھیے خط نمبر ۱۳ کا حاشیہ (۵)

۲ عبدالعلیم غازی پوری، ڈاکٹر، سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ اردو عربی کے عالم، سیرت نگار، ترقی اردو بورڈ کے چیئرمین، ولادت ۱۹۰۵ء غازی پور، یوپی۔ وفات ۱۸ر فروری ۱۹۷۶ء دہلی

۳ المعربات الجوالیقی کی کتاب ہے مرتبہ: احمد محمد شاکر طبع قاہرہ

۴ دیکھیے خط نمبر ۱۷ کا حاشیہ (۶)

۵ دیکھیے خط مالک رام

۶ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ (۱)

۷ علی حیدر نظم طباطبائی، پیدائش یکم نومبر ۱۸۵۲ء لکھنؤ، وفات ۲۳ر مئی ۱۹۳۳ء حیدر آباد دکن۔ عربی اور فارسی پر عبور حاصل تھا مٹیا برج (کلکتہ) میں اودھ کے جلاوطن شہزادوں کے اتالیق رہے پھر حیدر آباد دکن چلے گئے وہاں عربی اور فارسی کے پروفیسر رہے اور پھر دارالترجمہ سے وابستہ ہوئے۔ قدیم رنگ میں غزلیں کہتے تھے مگر ٹامس گرے کی مقبول نظم ایلیجی کا بہت کامیاب ترجمہ گورِ غریباں کے نام سے کیا۔ دیوان غالب کے مشہور شارح بھی ہیں۔

۸ دیکھیے خط نمبر ۱۳ کا حاشیہ (۱)

۹ دیکھیے خط نمبر ۹ کا حاشیہ (۳)

۱۰ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ (۸)

۱۱ مرتب مالک رام، مکتبۂ جامعہ، دہلی سے ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔

۱۲ قومی زبان کراچی آغاز جون ۱۹۴۸ء (انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی کے زیر اہتمام ہر ماہ شائع ہوتا ہے)

خط نمبر ۱۹

۱ ابومنصور محب الجوالیقی: (۱۱۴۵ء-۱۰۷۳ء) عرب ماہر قواعد و محقق زباں، آپ نے بغداد میں آنکھ کھولی اور یہیں

فلالوجی (زبانوں کے بارے میں علم) کی تعلیم تبریزی سے حاصل کی، اپنی خطاطی کی وجہ سے بھی مشہور ہوئے۔ بعد کے سالوں میں خلیفہ مقتفی کے ہاں امام بن گئے آپ کا اہم کام "کتاب المعارب" (یا ان الفاظ کی تشریحات جو عربی میں استعمال کیے گئے ہیں) ہے (حوالہ:www.vikipedia.org)

۲ دیکھیے خط نمبر ۱۸ کا حاشیہ (۱)

۳ دیکھیے خط نمبر ۱۸ کا حاشیہ (۳)

۴ دیکھیے خط نمبر ۱۷ کا حاشیہ (۱)

۵ سجاد مرزا بیگ دہلوی، محمد پروفیسر بن محمد مرزا بیگ (ادیب، مورخ) ولادت ۱۸۷۶ء دہلی۔ وفات ۲/فروری ۱۹۲۷ حیدرآباد دکن۔ تصانیف: ۱۔ استدلال ۲۔ الفہر است ۳۔ الانسان ۴۔ ابن رشد ۵۔ اصول فلسفہ ہنود ۶۔ اصول نفسیات ۷۔ اساس نفسیات ۸۔ آزادی ۹۔ تاریخ وفلسفہ ۱۰۔ تسہیل البلاغت ۱۱۔ تاریخ فلسفہ جدید (دوجلد) ۱۲۔ جدید نفسیات ۱۳۔ حکمت عملی ۱۴۔ روح الاجتماع ۱۵۔ شمع ہدایت ۱۶۔ فلسفہ اسلام ۱۷۔ فلسفہ جمال ۱۸۔ فلسفہ نفس ۱۹۔ فلسفہ ابن رشد ۲۰۔ مسائل فلسفہ ۲۱۔ مبادی علم انسانی ۲۲۔ مفتاح الفلسفہ ۲۳۔ مبادی نفسیات ۲۴۔ مبادی علم نفس ۲۵۔ مبادی فلسفہ ۲۶۔ مقدمہ نفسیات متقابلہ ۲۷۔ نفسیات خواب ۲۸۔ نفسیات فاسدہ ۲۹۔ نفسیات اصول ۳۰۔ نفسیات ترغیب۔

۶ دیکھیے خط نمبر ۱۳ کا حاشیہ (۱)

خط نمبر ۲۰

۱ دیکھیے خط نمبر ۵ کا حاشیہ (۱)

۲ دیکھیے خط نمبر ۱۷ کا حاشیہ (۶)

۳ دیکھیے خطوط سید عبداللہ

۴ دیکھیے خط نمبر ۱۳ کا حاشیہ (۵)

۵ پیدائش ۴/فروری ۱۹۳۳ء رام پور، انڈیا۔ ایم اے اردو، اسلامیات، پی ایچ ڈی لائبریری سائنس مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، لیکچرر جواہر لال نہرو یونیورسٹی (۱۹۷۴۔۱۹۶۲ء)، ڈائریکٹر خدا بخش لائبریری پٹنہ (۱۹۹۶۔۱۹۷۲ء)، ۱۹۷۷ء میں "خدا بخش لائبریری جرنل کا اجرا کیا جو آج تک جاری ہے۔ تصانیف وتالیفات میں: آزاد ایک عظیم صحافی ۱۹۶۴ء، نثر کا حسن: میرے عہد کے صاحب طرز نثر نگار ۱۹۶۸ء، متاع فقیر (ڈاکٹر ذاکر حسین: حالات و خدمات ۱۹۶۹ء، غالبیات نو ۱۹۶۹ء، غالب کی عظمت ۱۹۶۹ء، اردو کے اہم ادبی رسالے اور اخبار ۱۹۶۹ء، قومی تہذیب اور ہندوستانی مسلمان: دونظریے ۱۹۶۹ء، نئے اور پرانے چراغ ۱۹۶۹ء، نواب یوسف علی خان ناظم، ہندوستانی مسلمانوں کے ریفارم کے مسائل ۱۹۷۰ء، مثنوی تصویر محبت (داستان رام چند) مؤلفہ میر شمس الدین فقیر دہلوی ۱۹۷۸ء، صحف ابراہیم: تذکرہ شعرائی فارسی (سدۂ دوازدہم مؤلفہ علی ابراہیم خلیل) ۱۹۷۸ء، شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان مؤلفہ مرزا جان طپش دہلوی ۱۹۷۹ء، خدا بخش سیمنار: تدوین کے مسائل ۱۹۸۲ء، جدید غزل

گو:۱۹۴۱ء کی ایک اہم دستاویز ۱۹۸۴ء (ہندوستان کے مصنفین اور شعرا، ص ۱۲۸)۔

خط نمبر ۲۱

۱۔ سہ ماہی ترسیل بمبئی، (شمارہ ۲۱، ۲۲ جنوری تا جون ۱۹۹۹ء میں گوشۂ رشید حسن خاں شامل تھا۔ شاید اسی شمارے کا ذکر ہے)۔

۲۔ مثنوی سحر البیان تدوین کے بعد انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی سے ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی۔

۳۔ انجمن ترقی اردو ہند، نئی دہلی۔

۴۔ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ (۸)

۵۔ ''غرائب القرآن'' اس کی بیش بہا تصنیف ہے یہ ایک قسم کا لغت ہے جس میں کلام مجید کے مشکل الفاظ اور دقائق کی فرہنگ دی گئی ہے۔ بغداد میں ۹۳۳ھ بمطابق ۳۲۱ھ میں وفات پائی (حوالہ مشاہیر مشرق از نظامی بدایونی، تخلیقات لاہور۔ ۱۹۹۹ء ص ۳۲)

خط نمبر ۲۲

۱۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی کا کتاب خانہ اور مکتبہ۔

۲۔ شاہد علی خاں منتظم مکتبہ جامعہ

۳۔ دیکھیے خط نمبر ۲۱ کا حاشیہ (۵)

۴۔ املاے غالب، انجمن ترقی اردو ہند نئی دہلی سے ۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی۔

خط نمبر ۲۳

۱۔ ڈاکٹر آمنہ خاتون میسوری (ریاست میسور) نقاد، ادیب، محقق ولادت میسور ۱۶/۱ اکتوبر، وفات ۹ نومبر ۱۹۸۳ء تصانیف: افکار عبدالحق، تحقیقی نوادر، دردانہ اول، لطائف السعادت از انشاء۔

۲۔ دیکھیے خط نمبر ۸ کا حاشیہ (۸)

۳۔ دیکھیے خط نمبر ۱۳ کا حاشیہ (۵)

۴۔ دیکھیے خط نمبر ۲۰ کا حاشیہ (۵)

۵۔ دیکھیے خط نمبر ۵ کا حاشیہ (۱)

۶۔ ڈاکٹر ذاکر حسین: سابق صدر جمہوریہ ہند، وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ادیب، محقق، انشاء پرداز، ولادت فروری ۱۸۹۷ء قائم گنج ضلع فرخ آباد یوپی، وفات ۳ مئی ۱۹۶۹ء، نئی دہلی، تصانیف: ابوخان کی بکری، کامعہ کیا ہے؟ حالی، خرگوش اور کچھوا، خطبات صدارت (۵۷ء تا ۶۵ء تک کے یونیورسٹی کے خطبات) خطبات تعلیمی، دیانت، ریاست (ترجمہ)، ریاست افلاطون، ذاکر حسین، مبادی معاشیات ترجمہ، معاشیات قومی (ترجمہ)، معاشیات مقصد اور منہاج وغیرہ۔

۷۔ کلاسیکی ادب کی فرہنگ (جلد اوّل) انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی سے ۲۰۰۳ء سے شائع ہوئی۔

۸۔ ٹھگوں کی زبان کا مکمل لغت، مصطلحات ٹھگی انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی سے ۲۰۰۲ء سے شائع ہوئی۔

☆سید حسن

پروفیسر سید حسن، ولادت جولائی ۱۹۱۱ء ضلع مونگیر بہار، لیکچرر اردو فارسی بہار نیشنل کالج پٹنہ (پٹنہ یونیورسٹی) میں ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۴ء تک اور پٹنہ کالج پٹنہ ۱۹۴۴ء سے ۱۹۵۶ء تک بہار ایجوکیشنل سروس کے درجہ اوّل پروفیسر رہے۔ بعدہٗ ڈائریکٹر ادارہ مطالعات وتحقیقات درعلوم عربی وفارسی پٹنہ ۱۹۵۷ء سے ۱۹۷۲ء تک رہے ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۸ء تک یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی طرف سے ماہانہ وظیفہ پر یونیورسٹی میں تدریس وتحقیق میں مصروف رہے اور اعلیٰ سندات حاصل کیں۔ آپ نے اپنے مضامین کے ذریعے کئی مصنفین، ادیب اور شعرا کو روشناس کرایا۔ تصانیف وتالیفات میں: سلک کلک۔ فارسی ادبیات کے متعلق مضامین کا مجموعہ، چند تحقیقی مقالے اور ادبیات کے متعلق مقالات کا مجموعہ ۱۹۷۶ء، بہار کا اردو اسٹیج وڈراما ۱۹۷۸ء، دیوان رکن صلہ بن ہروی کی تدوین وتحشیہ مع مبسوط مقدمہ، مجموعہ اشعار مولانا برہان الدین شمس بلخی مع ایک مقدمہ نمایاں تالیفات ہیں۔ [دستاویز (مصنف کے اپنے قلم سے) اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ ۱۹۸۳ء، ص ۱۶۱]

خط نمبر ۱

۱؎ ادارہ مطالعات وتحقیقات درعلوم عربی وفارسی پٹنہ۔

خط نمبر ۳

۱؎ اطہر شیر محسن پوری سید (ضلع نالندہ بہار) پروفیسر ماہر تعلیم، اسکالر، سابق ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات خدا بخش لائبریری پٹنہ، ولادت یکم مارچ ۱۹۲۹ء محسن پور، وفات ۴ نومبر ۱۹۹۸ء پٹنہ۔ تصانیف: اقبال، فکروفن

۲؎ دیکھیے رشید حسن کے خط نمبر ۵ کا حاشیہ (۱۰)

۳؎ ڈاکٹر عبدالمغنی: پٹنہ، ولادت اورنگ آباد (بہار) ۴ جنوری ۱۹۳۶ء۔ وفات ۶ ستمبر ۲۰۰۶ء پٹنہ۔ معلم اقبال شناس، نقاد، ادیب، مترجم، پروفیسر انگلش پٹنہ یونیورسٹی بی ان کالج پٹنہ، صدر انجمن ترقی اردو بہار۔ تصانیف وتالیفات میں: سلور کنگ آغا حشر ۱۹۶۴ء، نقطہ نظر تنقیدی مضامین کا مجموعہ، جادۂ اعتدال ۱۹۷۲ء، تشکیل جدید ۱۹۷۶ء، اختر اورینوی کے افسانے ۱۹۷۷ء، معیار واقدار ۱۹۸۱ء، اقبال اور عالمی ادب ۱۹۸۲ء، اقبال کا نظام فن ۱۹۸۴ء، قرۃ العین حیدر کا فن ۱۹۸۵ء، تنقید اور مشرق ۱۹۸۶ء تصورات ۱۹۸۶ء، ٹی سی ایسٹ اینڈ کنسپٹ آف کلچر (انگریزی) ۱۹۸۶ء۔

۴؎ دیکھیے خط بزمی انصاری کے خط کا حاشیہ (۸)

۵؎ دیکھیے رشید حسن خاں کے خط نمبر ۹ کا حاشیہ (۵)

☆ڈاکٹر سید عبداللہ

ڈاکٹر سید عبداللہ ۵ر اپریل ۱۹۰۶ء کو بنگلور (تحصیل وضلع مانسہرہ، ہزارہ) صوبہ خیبر پختون خواہ میں ایک ذی وقار، معزز ومحترم علمی ودینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے گھر پر حاصل کی پھر چوتھی جماعت کا امتحان پاس کیا، میٹرک اسلامیہ ہائی اسکول بھاٹی گیٹ لاہور سے کیا۔ ۱۹۲۵ء میں ایم اے فارسی کر کے یونیورسٹی سے وابستہ ہو گئے تین برس تک اسکالر کی حیثیت سے تحقیقی کام کرتے رہے۔ ۱۹۳۲ء میں ایم اے عربی کا

امتحان درجہ اول سے پاس کیا۔ ۱۹۳۵ء میں ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی، جرمن انٹرمیڈیٹ لائبریری سائنس کا امتحان پاس کیا۔ آپ کی چند اہم تصانیف یہ ہیں: ادبیات فارسی کا حصہ۔ اردو ادب کی ایک صدی (۱۸۵۷ء کے بعد)، اشارات تنقید، اطراف غالب پاکستان، تعبیر و تعمیر پاکستان میں اردو کا مسئلہ۔ درخت اور در یچے، سرسید احمد خاں اور ان کے رفقاء کی نثر، سہل اقبال، مسائل اقبال، مقاصد اقبال، مباحث، شعرائے اردو کے تذکرے، تعلیمی خطبات (مرتبہ ڈاکٹر ممتاز بنگلوری) کلچر کا مسئلہ، نئے اور پرانے سخن (حصہ اول و دوم) نقد میر، فارسی زبان و ادب، دلی سے اقبال تک، وجہی سے عبدالحق تک۔ ارمغان علمی بحضور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع، آپ مختلف عہدوں اور اعزازات سے بھی نوازے گئے ...اردو کے مضمون کو اس کا درجہ دلانے کے لیے سید صاحب نے بے شمار مقالات و مضامین لکھے اور خطبات دیے (ماخوذ از ڈاکٹر سید عبداللہ کی اردو خدمات، ڈاکٹر ممتاز منگلوری مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ص نمبر ۱ تا ۷)

خط نمبر ۱

۱۔ ''غالب معتقد میر'' مذکورہ مضمون ''نقد غالب'' میں شامل ہے جس کا پہلا اڈیشن انجمن ترقی ہند سے ۱۹۵۶ء میں اور دوسرا پاکستان میں الوقار پبلی کیشنز لاہور کے زیر اہتمام ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔

۲۔ اورینٹل کالج، لاہور کا تحقیقی و تنقیدی جریدہ۔ اجراء ۱۹۲۵ء میں ہوا۔ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع اس کے پہلے مدیر تھے۔ اوّل اول اس جریدے کا وقفہ اشاعت چار ماہ تھا یعنی سال میں اس کے تین شمارے شائع ہوتے تھے۔ مولوی محمد شفیع کے بعد شیخ محمد اقبال، برکت علی قریشی، ایم عباس شوستری، ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر محمد باقر، ڈاکٹر عبادت بریلوی، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر سید محمد اکرم، ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا اور ڈاکٹر محمد اکرم چودھری اس علمی جریدے کے مدیر رہے۔ موجودہ مدیر ڈاکٹر مظہر معین ہیں۔ اس جریدے نے عربی، فارسی، اردو، پنجابی، سنسکرت اور ہندی کے نادر شہ پاروں کو متعارف کرایا۔ اور تحقیق کی روایت کو ثروت مند کرنے میں فعال کردار ادا کیا۔

۳۔ رشید احمد صدیقی پروفیسر، نقاد، طنز و مزاح نگار ولادت: ۲۴ دسمبر ۱۸۹۲ء جونپور یوپی، وفات: ۱۵ر جنوری ۱۹۷۷ء علی گڑھ ان کی مندرجہ ذیل چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہو چکی ہیں: ۱۔ طنزیات و مضحکات (الہ آباد) ۲۔ مضامین رشید (دلی ۱۹۴۱ء) ۳۔ خنداں (دلی ۱۹۴۰ء) ۴۔ سہیل کی سرگذشت (حیدر آباد ۱۹۴۷ء) ۵۔ گنج ہائے گراں مایہ (۱۹۵۱ء) ۶۔ ذاکر صاحب (دلی) ۷۔ ہمارے ذاکر صاحب (نئی دہلی ۱۹۷۳ء) اس میں (۴) پر اضافہ ہے۔ ۸۔ جدید غزل (علی گڑھ ۱۹۵۵ء) ۹۔ شیخ نیازی (علی گڑھ ۱۹۵۸ء) ۱۰۔ آشفتہ بیانی میری (علی گڑھ ۱۹۵۸ء) ۱۱۔ ہم نفسانِ رفتہ (علی گڑھ ۱۹۶۶ء) ۱۲۔ عزیزان ندوہ کے نام (لکھنؤ) ۱۳۔ علی گڈھ کی مسجد قرطبہ (علی گڈھ، ۱۹۶۷ء) ۱۴۔ غالب کی شخصیت اور شاعری (دلی ۱۹۷۰ء) ۱۵۔ علی گڈھ: ماضی و حال (علی گڈھ، ۱۹۷۰ء) ان کتابوں اور رسالوں کے علاوہ ان کے کچھ خطبات اور بہت سے مضامین رسالوں میں منتشر حالات میں موجود ہیں۔

خط نمبر ۲

۱۔ نوادر الالفاظ، سراج الدین علی خاں آرزو مرتبہ ڈاکٹر سید عبداللہ، انجمن ترقی اردو پاکستان (پہلی اشاعت ۱۹۵۱ء)

۲۔ مطالعۂ غالب زیر تجویز نام تھا جو بعد میں نقد غالب کے نام سے اشاعت پذیر ہوئی۔

۳ پروفیسر سراج الدین آذر کا کتاب خانہ نوادر کی وجہ سے شہرت رکھتا تھا۔ ان کی کتب کا ایک بڑا حصہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

۴ نفائس المآثر میر علاء الدولہ قزوینی کا تذکرہ (مزید تفصیل کے لیے مقالہ ''نفائس المآثر'' مشمولہ فکر و نظر علی گڑھ ۱۹۶۰ء ملاحظہ فرمائیں)۔

۵ اکرام، شیخ محمد (ایس ایم اکرام)، ولادت ۱۰ ستمبر ۱۹۰۸ء رسول نگر ضلع گوجرانوالہ، وفات ۱۷ جنوری ۱۹۷۳ء لاہور۔ سابق بیوروکریٹ، مورخ، مصنف، دانشور، سوانح نگار، محقق، نقاد، غالب اور شبلی ان کی دل چسپی کے موضوعات تھے سابق وفاقی سیکریٹری اطلاعات و نشریات، سابق ناظم اعلیٰ محکمہ اوقاف مغربی پاکستان، سابق ڈائریکٹر ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، سابق وزیٹنگ پروفیسر کولمبیا یونیورسٹی، امریکا۔ کتب: آب کوثر، رودِ کوثر، لوجِ کوثر، ارمغان پاک، شبلی نامہ، غالب نامہ، حیات غالب، حکیم فرزانہ، ثقافت پاکستان، History of Muslim Cilivisation۔ اعزازات: ستارۂ امتیاز، نشان سپاس، صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی۔
(وفیات اہل قلم، اکادمی ادبیات پاکستان، ص نمبر ۱۷)

۶ دیکھیے رشید حسن خاں کا خط نمبر ۱۶ کا حاشیہ (۳)

۷ ارمغان علمی بہ خدمت پروفیسر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع میں مذکورہ مضمون کے بجائے ''استاد بزرگ: میری نظر میں'' طبع ہوا۔

۸ مولوی محمد شفیع پروفیسر عربی، فارسی اور اردو کے نام ور محقق اور سابق پرنسپل اورینٹل کالج لاہور، ولادت ۶ / اگست ۱۸۸۳ء وفات ۱۴ مارچ ۱۹۶۳ء

۹ ارمغان علمی بہ خدمت پروفیسر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرتب ڈاکٹر سید عبداللہ، مجلس ارمغان علمی، لاہور ۱۹۹۵ء۔

۱۰ آزاد مولانا محمد حسین: محقق، نقاد، انشاء پرداز، شاعر، پیدائش: ۱۰ جون ۱۸۳۰ء دہلی، وفات: ۲۲ جنوری ۱۹۱۰ء لاہور تصانیف: آب حیات، دیوان ذوق (مرتبہ)، نیرنگ خیال، دربار اکبری، سخندان فارس، لغت آزاد۔

خط نمبر ۳

۱ مختار صاحب کی کتاب احوال غالب، انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ سے ۱۹۵۳ء میں شائع ہوئی۔

۲ دیکھیے خط نمبر ۱ کا حاشیہ (۲)

۳ مراد دیوان غالب کا وہ نسخہ ہے، جسے ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے نسخہ خواجہ کے نام سے شائع کیا۔

خط نمبر ۴

۱ دیکھیے خط نمبر ۳ کا حاشیہ (۱)

۲ دیکھیے خط نمبر ۳ کا حاشیہ (۲)

۳ صدرالدین علی بن ابی الفرج البصری (م ۶۵۶ ھ)

۴ کتاب التنبیہات علی اغالیط الرواۃ بن حمزۃ البصری جو علامہ عبدالعزیز میمن کی کاوش سے ۱۹۶۸ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔

۵ باڈلین: لائبریری اور برٹش میوزیم، انگلستان

٦ مصنف علی محمد ابو بکر قندھاری: بایزید انصاری کے مرید اور خادم تھے۔ انصاری صاحب عہد اکبری کے مشہور بزرگ جنھوں نے پہاڑوں پر دینوی حکومت قائم کر رکھی تھی۔ اس تحریک کی یہ تاریخ ہے جس کی نقل کرا کے مختار صاحب نے پنجاب یونیورسٹی بھیجی مگر یہ طبع نہ ہو سکی جس کا انھیں افسوس رہا۔

٧ دیکھیے خط نمبر ۲ کا حاشیہ (۸)

خط نمبر ۵

١ نام ور عرب مورخ اور جغرافیہ نگار ''مروج الذھب'' کا مصنف م ۶۔۳۴۵۔۹۵۶ء۔ شعبہ اسلامیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے زیر اہتمام ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب کی زیر نگرانی مسعودی صاحب پر بین الاقوامی کانفرنس ہوئی تھی اور مختار صاحب اس کانفرنس میں سید عبداللہ کی شرکت کے متمنی تھے۔

٢ مولانا احسن مارہروی کا ذاتی کتب خانہ جو عربی، فارسی اور اردو کے نادر و نایاب مخطوطات اور بیش قیمت مطبوعات پر مشتمل تھا جو بعد میں لٹن لائبریری (موجودہ مولانا آزاد لائبریری) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو عطیہ کے طور پر حاصل ہو گیا اور ذخیرۂ احسن مارہروی کے نام سے محفوظ ہے۔ اس ذخیرے کے مخطوطات کی فہرست پر مشتمل مختار صاحب کا مضمون اورینٹل کالج میگزین جلد ۶۲ بابت نومبر ۱۹۵۵ء شائع ہوا۔ (ماخوذ از تحقیق ۱۷، صفحہ ۲۰۷)

٣ ملا عبدالحکیم لاہوری (پیدائش ۱۷۰۸ء مراد آباد۔ وفات ۱۷۶۴ء ٹھٹھہ) نے ۱۱۷۵ء میں اورنگ آباد، دکن میں تالیف کیا۔ سیّد عبداللہ نے تدوین کے بعد ۱۹۶۳ء میں پنجابی ادبی اکادمی لاہور سے شائع کرایا۔ اس کے علاوہ اورینٹل کالج میگزین میں قسط وار بھی شائع ہوتا رہا۔

٤ صدر یار جنگ مرحوم: مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی، ولادت بھیکم پور، ۵ جنوری ۱۸۶۷ء، وفات علی گڑھ ۱۱/اگست ۱۹۵۰ء

٥ گلستان بے خزاں: قطب الدین باطن (کا تذکرہ مرقومہ ۶۵۔۱۲۶۱ھ تا ۴۹۔۱۸۵۴ء) مطبوعہ نول کشور ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء)

خط نمبر ۷

١ ڈاکٹر وحید قریشی: پیدائش ۱۶/فروری ۱۹۲۵ء میانوالی، وفات ۱۷/اکتوبر ۲۰۰۹ء لاہور۔ پروفیسر اور پرنسپل اورینٹل کالج، نام ور محقق، نقاد، اردو فارسی کے ادیب، ماہر لسانیات و تاریخ۔ مقتدرہ قومی زبان، بزم اقبال، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی میں بھی خدمات سر انجام دیں تصانیف میں شبلی کی حیات معاشقہ، کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ، تنقیدی مطالعے، مقالات تخلیق، اقبال اور پاکستانی قومیت وغیرہ شامل ہیں۔

٢ سید عبداللہ پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام شائع ہونے والے اس (انسائیکلوپیڈیا) اردو دائرۂ معارف اسلامیہ کے ۱۹۶۶ء سے ۱۹۸۶ء صدر بھی رہے۔

'☆ مولانا صلاح الدین احمد

مولانا صلاح الدین احمد، پیدائش: ۲۵ مارچ ۱۹۰۲ء لاہور، وفات: ۱۴/جون ۱۹۶۴ء ساہیوال، ممتاز صحافی، اردو

ادیب، محقق، انشاپرداز، ناشر، مترجم، مدیر و مالک ماہنامہ ''ادبی دنیا'' (۱۹۳۵ء تا ۱۹۷۴ء) کتب: اقبال کے ۱۰ شعر (۱۹۵۸ء)، تصورات اقبال (۱۹۶۶ء)، اردو میں افسانوی ادب (۱۹۶۹ء)، محمد حسین آزاد (۱۹۶۹ء)۔ اردو تراجم: مشینیں، مٹی، جوہر، مادہ، کشش ثقل، خدا ہمارے ساتھ ہے، ماسوائے، امریکہ کا سیاسی نظام، توہمات یا سائنس۔ (وفیات اہل قلم، ص ۲۴۰)

۱۔ ماہ نامہ ادبی دنیا ۱۹۳۹ء میں مولانا تاجور نجیب آبادی نے جاری کیا لیکن کچھ عرصہ بعد مولانا صلاح الدین احمد کے پاس فروخت کر دیا۔ صلاح الدین احمد نے میراجی اور ڈاکٹر وزیر آغا کی مدد سے اس پرچے کو جدیدیت اور روایت کا سنگم بنا دیا اور عہد ساز خدمات سرانجام دیں۔ (پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ، صفحہ ۶۱)۔

☆عبادت بریلوی:

عبادت بریلوی ڈاکٹر: (عبادت یار خان) ولادت ۱۴؍ اگست ۱۹۲۰ء بریلی، وفات ۱۹؍ دسمبر ۱۹۹۸ء لاہور۔ اردو زبان کے ممتاز استاد، محقق، نقاد، مصنف، سابق چیئرمین شعبۂ اُردو پرنسپل اورینٹل کالج لاہور، سابق استاد اردو لندن وانقرہ یونیورسٹی، اردو وادب پر درجنوں کتب کے مصنف و مؤلف۔ کتب: اردو تنقید کا ارتقاء (مقالہ پی ایچ۔ ڈی) تنقیدی زاویے، غزل اور مطالعۂ غزل، غالب کا فن، غالب اور مطالعہ غالب، میر تقی میر، خوجہ میر درد، تنقیدی تجربے، ارض پاک سے دیار فرنگ تک (۱۹۶۷ء سفرنامہ)، ترکی میں دو سال (۱۹۸۶ء سفرنامہ)، دریا حبیب میں چند روز (حج۔ ۱۹۸۷ء) لندن کی ڈائری (اول ۱۹۹۲ء، دوم ۱۹۹۳ء) وغیرہ۔ (وفیات اہل قلم، اکادمی ادبیات پاکستان، صفحہ نمبر ۲۶۲۔۲۶۳)

خط نمبر ۱

۱۔ اردو تنقید کا ارتقاء، (ڈاکٹر عبادت بریلوی کا پی ایچ ڈی کا مقالہ) شائع کردہ انجمن ترقی اردو کراچی پاکستان، ۱۹۵۱ء۔

خط نمبر ۲

۱۔ پروفیسر مسعود حسین: ۲۸ رجنوری ۱۹۱۹ء، فرخ آباد یوپی۔ ریٹائرڈ پروفیسر، سابق وائس چانسلر جامعہ اسلامیہ، اعزازی وائس چانسلر جامعہ اردو علی گڑھ، چیف اڈیٹر اردو لغت، ترقی اردو بورڈ حکومت ہند۔ آپ کی معروف تصانیف وتالیفات میں ا۔ مقدمہ تاریخ زبان اردو ۱۹۴۸ء، ۲۔ اردو زبان وادب (ادبی ولسانی مضامین ۱۹۵۴ء)، ۳۔ دونیم (شعری مجموعہ ۱۹۵۴ء)، ۴۔ شعروزبان ادبی ولسانی مضامین، ۵۔ قصۂ مہرافروز ودلبر (ترتیب وتدوین ۱۹۶۷ء)، ۶۔ دکنی لغت انگریزی میں ۱۹۶۸ء، ۷۔ اردو کا المیہ (زبان کے مسائل ۱۹۷۲ء)، ۸۔ اقبال کی نظری و عملی شعریات (تنقید ۱۹۸۴ء)، ۹۔ قدیم اردو اور محمد علی قطب شاہ شامل ہیں۔ اردو کے علاوہ آپ کی کئی کتب انگریزی میں بھی ہیں۔

۲۔ شانتی نکیتن: یہ جگہ مغربی بنگال بھارت کے ضلع بی بھیم میں واقع ہے جو کہ شمالی کلکتہ سے ۱۸۰ کلو میٹر دور ہے۔ اس کے بانی نوبل انعام یافتہ معروف ادیب رابندر ناتھ ٹیگور ۱۹۴۱۔۱۸۶۱ ہیں یہ دیہی علاقہ تھا اور یہاں کے مکین غربت وافلاس میں گھرے ہوئے تھے۔ ٹیگور نے یہاں لوگوں کے حالات بہتر کرنے اور انھیں تعلیم کی دولت سے

مال مال کرنے کے لیے ایک اسکول قائم کیا جو آگے چل کر وشوا بھارتی یونیورسٹی بنا۔ ٹیگور نے یہاں اپنی زندگی کا طویل عرصہ بسر کیا۔ یہ ایک انتہائی پرفضا مقام ہے اور اس کی سحر انگیز کشش کی بدولت یہاں ہر سال ہزاروں سیاح آتے ہیں۔ یہیں رابندر ناتھ ٹیگور نے اپنے کئی ادبی شاہ کار تخلیق کیے۔ یہ ایک تاریخی اہمیت کا مرکز ہے۔

۳۔ علی گڑھ میگزین کا غالب نمبر مختار صاحب کی زیر ادارت ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا۔ محققینِ غالب اور غالب شناسوں کے مختلف پہلوؤں پر لکھے گئے مقالات سے سجا یہ نمبر تاریخی شمار ہوتا ہے۔

خط نمبر ۳

۱۔ دیکھیے رشید حسن خاں خط نمبر ۷ کا حاشیہ (۱)۔

۲۔ آل احمد سرور (پیدائش: ۹ ستمبر ۱۹۱۱ء وفات ۹ فروری ۲۰۰۲ء) معروف نقاد، ادیب، شاعر اور محقق، ڈائریکٹر اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی، صدر شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، اقبال اور غالب شناسی میں بھی ان کا پایہ نہایت بلند ہے۔ انجمن ترقی اردو ہند کے رسالے ''اردو ادب'' کے مدیر بھی رہے۔ اہم کتب: تنقیدی اشارے، نئے اور پرانے چراغ، تنقید کیا ہے، انتخابِ جدید، نظر اور نظریہ اقبال اور ان کا فلسفہ، اردو اور ہندوستانی تہذیب، اقبال اور تصوّف، اقبال اور اردو نظم، اقبال کے مطالعے کے تناظرات اور تشخص کی تلاش کا مسئلہ اور اقبال، اقبال کا نظریہ شعر و شاعری، اقبال کی معنویت، جدیدیت اور اقبال، دانش ور اقبال، عرفان اقبال، اقبال اور مغرب کے علاوہ تنقیدی مضامین کے مزید مجموعے اور اقبال کے موضوعات پر متعدد کتب ہیں۔

۳۔ دیکھیے رشید حسن خاں خط نمبر ۱۸ کا حاشیہ (۳)۔

۴۔ دیکھیے سید عبداللہ کے خط نمبر ۱ کا حاشیہ (۳)۔

خط نمبر ۴

۱۔ دیکھیے سید عبداللہ خط نمبر ۳ کا حاشیہ (۲)

خط نمبر ۵

۱۔ دیکھیے سید عبداللہ کے خط نمبر ۱ کا حاشیہ (۲)

خط نمبر ۸

۱۔ ممتاز ماہر تاریخ و وفیات، ماہر تعلیم، محقق، منصف کتب تاریخ، سابق صدر شعبۂ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور (۱۹۷۲ء تا ۱۹۹۲ء)۔ پاکستان میں وفیات نگاری کے بانی۔ (تاریخ پیدائش ۲۸ نومبر ۱۹۳۲ء جالندھر، وفات ۶ اکتوبر ۱۹۹۸ء لاہور)۔ تصانیف: دین الٰہی اور اس کا پس منظر ۱۹۷۰ء، تاریخی مقالات ۱۹۷۰ء، سرمایۂ عمر ۱۹۷۶ء، وفیات مشاہیر پاکستان ۱۹۹۰ء، خفتگان کراچی ۱۹۹۱ء، وفیات اعیان پاکستان ۱۹۹۲ء، خفتگان لاہور ۱۹۹۳ء، سفر نامۂ ہند ۱۹۹۵ء، مولانا عبیداللہ سندھی کے سیاسی مکتوبات (ترتیب)، ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت ۱۹۹۵ء، محمد بن قاسم اور اس کے جانشین ۱۹۹۶ء (انگریزی سے ترجمہ سلوک الملوک فارسی) Muslim conduct of state

خط نمبر۹

۱ احتشام حسین رضوی، پروفیسر صدر شعبۂ اردو، الہ آباد یونیورسٹی، شاعر، نقاد، ادیب، مترجم، ولادت ۲۱/اپریل ۱۹۱۲ء موضع اتر ڈیہہ ضلع جون پور وفات یکم دسمبر ۱۹۷۲ء الہ آباد۔ تصانیف: ۱۔ اعتبار نظر ۲۔ انتخاب حیات ۳۔ اردو ادب کی تنقیدی تاریخ ۴۔ اردو ساہتہ کا اتہاس (ہندی) ۵۔ اردو لسانیات کا خاکہ ۶۔ اردو کہانی ۷۔ ادب اور سماج ۸۔ افکار و مسائل ۹۔ تنقیدی جائزے ۱۰۔ تنقیدی نظریات ۱۱۔ تنقید اور عملی تنقید ۱۲۔ جوش ملیح آبادی انسان اور شاعر ۱۳۔ جدید ادب منظر اور پس منظر ۱۴۔ ذوق ادب اور شعور ۱۵۔ روایات اور بغاوت ۱۶۔ روشنی کے دریچے ۱۷۔ ساحل اور سمندر ۱۸۔ سوامی پکانند ۱۹۔ عکس اور آئینے ۲۰۔ کلکی (ترجمہ) ۲۱۔ ویرانے (افسانوی مجموعہ) ۲۲۔ ہندوستانی لسانیات کا جائزہ ۲۳۔ ہماری سرکار۔

۲ ادیب، مورخ، تذکرہ نگار، ولادت ۲۷ ستمبر ۱۸۹۶ء ضلع فرخ آباد وفات ۲۰ دسمبر ۱۹۵۷ء۔
تصانیف: ۱۔ ادب میں اشاریت ۲۔ تاریخ اردو ادب ۳۔ مثنویات میر بخط میر ۴۔ موجودہ ادب اردو (۳ جلد)

۳ ماہ نامہ نیرنگ خیال: جولائی ۱۹۲۴ء میں حکیم یوسف حسن کی زیر ادارت لاہور سے جاری ہوا...... علمی اور فنی مضامین کے علاوہ اپنے عہد ساز سال ناموں اور مصوری کے شاہکاروں کی وجہ سے اپنے عہد کا مقبول ترین رسالہ تھا اور اب بیسویں صدی کا طویل العمر رسالہ شمار ہوتا ہے۔ (اردو میں ادبی رسائل کی تاریخ، ص ۶۱)
[اس کے علاوہ نیرنگ نام کا ایک رسالہ رام پور سے ۱۹۲۵ء میں جاری ہوا اس کے مدیر محمد عزیز اللہ ہارون اور معاون مدیر مسّرت رحمانی تھے اس کا امیر مینائی نمبر خاصہ مقبول ہوا۔]

۴ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی: نقاد، محقق، ماہر تعلیم، استاد، پیدائش ۱۵ جون ۱۹۱۶ء آگرہ، وفات ۷ ستمبر ۱۹۹۴ء۔ علی گڑھ سے ایم۔اے اور یہیں سے پی ایچ ڈی کیا۔ ۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۸ء تک شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ پھر ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۶ء شعبۂ اردو پنجاب یونیورسٹی میں استاد رہے۔ ۱۹۵۹ء تا ۱۹۶۰ء کولمبیا یونیورسٹی میں بہ حیثیت پروفیسر تعینات رہے۔ ۱۹۴۷ء تک علی گڑھ میں رہے پھر لسانیات کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے انگلستان چلے گئے وہاں سے واپسی پر پہلے لاہور بعد میں کراچی آ گئے اور سابق صدر شعبۂ اردو کراچی یونیورسٹی پروفیسر ایمریطس اور مدیر اعلیٰ اردو لغت بورڈ کراچی بھی رہے۔ آج بھی درس گاہوں میں آپ کی مرتب کردہ کتب پڑھائی جا رہی ہیں۔ تصانیف: لکھنؤ کا دبستان شاعری، آج کا اردو ادب، تاریخ زبان و ادب اردو، کلیات مصحفی، غزل اور متغزلین، تاریخ اصول تنقید، جدید ادبیات اردو، روایت اور تجربے، اقبال اور تصوف اقبال وغیرہ شامل ہیں۔

۵ دیکھیے خط نمبر ۳ کا حاشیہ (۲)

خط نمبر ۱۰

۱ مسعود حسین رضوی ادیب۔ شاعر، ادیب، نقاد، محقق، تذکرہ نگار، ماہر تعلیم۔ پیدائش ۲۲/جولائی ۱۸۹۳ء، ۱۹۱۷ء میں کیننگ کالج لکھنؤ سے بی اے کیا۔ ۲۵-۱۹۲۴ء میں ایم۔اے اول درجے میں پاس کیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ وفات ۱۹۷۶ء۔ تصانیف و تالیف و ترتیب و ترجمہ یا تحشیہ: امتحان وفا، فرہنگ امثال ہماری شاعری، فیض میر،

مجالس رنگین، دبستانِ اردو، روح انیس، نظام اردو، جواہر سخن جلد دوم، شاہکار انیس، اردو زبان اور اس کا رسم الخط، دیوان فائز، متفرقات غالب، آب حیات کا تنقیدی مطالعہ، رزم نامۂ انیس، لکھنؤ کا شاہی اسٹیج، لکھنؤ کا عوامی اسٹیج، تذکرۂ ذخیرہ، اردو شاعری، انیسیات، آئینہ سخن فہمی وغیرہ۔

۲؎ دیکھیے سید عبداللہ خط نمبر ا کا حاشیہ (۳)

۳؎ نیاز فتح پوری نیاز محمد خان، تاریخی نام لیاقت علی خان، پیدائش ۱۸۸۴ء فتح پور، وفات ۲۴ر مئی ۱۹۶۶ء کراچی۔ اردو کے نامور ادیب، نقاد، محقق، مترجم، مؤرخ، ماہر لسانیات و افسانہ نگار و ناول نگار، بانی مدیر ماہ نامہ نگار و ماہ نامہ جن۔ کئی کتب کے مصنف و مؤلف ۱۔ امثلہ شرقیہ، ۲۔ ایک کہانی چھے ادیبوں، ۳۔ استفسارات، ۴۔ انتقادیات، ۵۔ ترغیبات جنسی، ۶۔ تاریخ الدولین، ۷۔ توقیت تاریخ اسلامی ہند، ۸۔ جمالستان، ۹۔ جذبات بھاشا، ۱۰۔ چند گھنٹے قدیم حکما کی روحوں کے ساتھ، ۱۱۔ سوانح العمری مصطفےٰ کمال پاشا، ۱۲۔ شہاب کی سرگذشت، ۱۳۔ ایک شاعر کا انجام، ۱۴۔ صحابیات، ۱۵۔ صدا بہ صحرا، ۱۶۔ عرض نغمہ، ۱۷۔ علمائے قدیم، ۱۸۔ فراست السیدا، ۱۹۔ فلاسفہ قدیم کی روحوں کا اجتماع، ۲۰۔ قربان گاہ حُسن، ۲۱۔ گہوارہ تمدن، ۲۲۔ گیتان جلی (ترجمہ) ۲۳۔ مکتوبات نیاز، ۲۴۔ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ۲۵ استفسارات (جواب تین جلد)، ۲۶۔ محمد بن قاسم سے حملہ بابر تک، ۲۷۔ مرنجی سیاہ کی ڈائری، ۲۸۔ مقالات نیاز، ۲۹۔ مذہب، ۳۰ مالہ و ماعلیہ، ۳۱۔ مذاکرات نیاز، ۳۲۔ من و یزداں کی ڈائری، ۳۳۔ مشکلات غالب، ۳۴۔ نگارستان، ۳۵۔ نقاب اٹھ جانے کے بعد، ۳۶۔ بیسوی صدی میں اردو ادب۔

۴؎ دیکھیے خطوط صلاح الدین احمد

۵؎ عزیز احمد پروفیسر: پیدائش ۱۱ر نومبر ۱۹۱۳ء ضلع بارہ بنکی، وفات ۱۶ر دسمبر ۱۹۷۸ء ٹورنٹو، کینیڈا۔ اسلامی تاریخ و ثقافت کے معروف اسکالر، ناول و افسانہ نگار، مؤرخ، مترجم نقاد اور اعلیٰ سرکاری افسر (دوران تعلیم عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن میں بابائے اردو کے چہیتے شاگرد رہے) ۱۹۴۲ء شہزادی درشہوار کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن سے منسلک ہو گئے، ۱۹۴۹ء میں پاکستان آمد کے بعد ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۷ء محکمۂ تعلقات عامہ وزارت امور کشمیر سے وابستہ رہے پھر انگلستان چلے گئے جہاں ۱۹۵۷ء تا ۱۹۶۲ء اسکول آف اورینٹل اور افریقن اسٹڈیز میں بحیثیت استاد خدمات سرانجام دیں وہاں سے کینیڈا منتقل ہو گئے اور پروفیسر شعبۂ اسلامیات ۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۸ء خدمات سرانجام دیں۔ عزیز احمد اردو، انگریزی، فرانسیسی، عربی، ترکی، اطالوی اور جرمن زبانیں جانتے تھے۔ انھوں نے اواخر عمر میں اسلامی ثقافت پر بہت اہم تحقیقی کتابیں لکھیں جن میں Islamic Modernism India & Pakistan (1857-1964), An International History of Islam in India, Students in Islamic Culture in Indian Enviornment. شامل ہیں اور ان کی دیگر کتب میں افسانوی مجموعے رقص ناتمام، بے کار دن بے کار راتیں، آب حیات اور صدیوں کے آر پار جب کہ ناول میں ہوس، مرمر اور خون، گریز، آگ، ایسی بلندی ایسی پستی، شبنم، تیری دلبری کا بھرم اور مثلث شامل ہیں۔

٦۔ ممتاز اردو شاعر و ادیب، صحافی دانش ور، سیاست دان، سرگرم کارکن تحریک پاکستان، بانی مدیر ماہ نامہ ''ہمایوں'' لاہور اجراء ۱۹۲۲ء، تصانیف: مسلمانوں کا ماضی، حال اور مستقبل، کارنامۂ اسلام، طلسم زندگی، اردو: پاکستان کی قومی زبان، Justic shahdin: his life writtings (1962)، پیدائش ۲۹ مارچ ۱۸۹۳ء، باغ بان پور، انتقال ۳/ مارچ ۱۹۷۱ء لاہور۔ ابتدائی تعلیم لاہور سے حاصل کی۔ ۱۹۱۰ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے انٹر کرنے کے بعد ولایت چلے گئے۔ جہاں واڈھم کالج آکسفورڈ سے ۱۹۱۳ء میں بی اے اور ۱۹۱۶ء میں لندن سے بیرسٹری پاس کی۔ واپس آ کر چند عرصہ اسلامیہ کالج میں پڑھاتے رہے۔ شعر بھی کہتے تھے زار تخلص تھا۔ ''مخزن'' میں نثری مضمون بھی لکھتے رہے جنوری ۱۹۲۳ء میں والد مرحوم کے تخلص کی مناسبت سے ماہنامہ ''ہمایوں'' جاری کیا۔ (مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں تذکرۂ معاصرین از مالک رام۔ ص نمبر ۲۰۴۔ ۲۰۶ وفیات اہل قلم ص ۹۸)

۷۔ ڈاکٹر مختارالدین احمد صاحب کا ایک مضمون اورینٹل کالج میگزین فروری تا مئی ۱۹۸۰ء میں ''کتاب الصید نہ'' پر شائع ہوا جس میں میشل الخوری کا کافی ذکر ہے۔

۸۔ دیکھیے رشید حسن خاں خط نمبر ۱۶ کا حاشیہ (۳)

۹۔ آرزو صاحب نے کربل کتھا کے واحد قلمی نسخہ کو فروری ۱۹۵۵ء میں تلاش کرنے کے بعد مقدمہ، فرہنگ وحواشی اور ضروری معلومات کے ساتھ مرتب کر کے مالک رام کے ساتھ ۱۹۶۵ء میں ادارہ تحقیقات اردو پٹنہ سے شائع کیا۔

۱۰۔ احسان الہیٰ، پروفیسر ڈاکٹر رانا محمد نصر اللہ: عربی زبان وادب کے نامور عالم، محقق، مصنف، ماہر تعلیم، ماہر آثار قدیمہ، تلمیذ، پروفیسر مولوی محمد شفیع، ریٹائرڈ صدر شعبہ عربی و اردو اورینٹل کالج لاہور۔ معاون مدیر اعلیٰ دائرہ معارف اسلامیہ (۷۵۔۱۹۶۱ء)، عربی فصاحت و بلاغت کے موضوع پر پنجاب یونیورسٹی سے اور یاقوت الحموی کے احوال و آثار پر کیمبرج سے پروفیسر آربری کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ترتیب و تدوین: جمہرۃ الانساب، جواہر الیسوف واحد باری، کتاب اطرف، کتاب الصید نہ، انگریزی تراجم: المرابالمحرقہ (ابن الہشیم) حرزالعنایات، کتاب الازمنۃ والانواء۔ ولدیت، رانا احسان الہیٰ، ولادت ۹/ اگست ۱۹۱۹ء لاہور، وفات: ۱۲/ نومبر ۱۹۹۱ء لاہور۔ (وفیات اہل قلم، اکادمی ادبیات پاکستان، ص نمبر ۳۵)

خط نمبر ۱۱

۱۔ اکبر علی خاں عرشی زادہ ولدیت امتیاز علی خاں عرشی، پیدائش ۲۷/ جولائی ۱۹۴۱ء رام پور۔ ڈائریکٹر رضا لائبریری رام پور، یو پی۔ تصانیف و تالیف میں نئی لکیر ہندی ڈائجسٹ ۱۹۶۰ء، نکات ورقعات غالب ۱۹۶۲ء، غالبیہ ۱۹۶۳ء، تاریخ لطیف ۱۹۶۳ء، چھیڑ غالب سے ۱۹۶۵ء، ضمیمہ نسخہ عرشی ۱۹۶۵ء، حرف حرف فیض ۱۹۶۵ء، دیوان غالب بہ خط غالب، نسخہ عرشی زادہ ۱۹۶۹ء، خطبہ شبلی ۱۹۷۸ء اور قاعدہ عرشی زادہ۔ (اخذ کردہ ہندوستان کے اردو مصنفین وشعرا)

☆ عبدالماجد دریا آبادی

عبدالماجد دریا آبادی: پیدائش ۱۵/ مارچ ۱۸۹۲ء دریا آباد، وفات ۶/ جنوری ۱۹۷۷ء لکھنؤ۔ سیرت نگار، مورخ، محقق، نقاد۔ تصانیف: ۱۔ ارض القرآن ۲۔ اکبر میری نظر میں ۳۔ انشائے ماجدی ۴۔ اظہار بہ سلسلہ تبلیغ اسلام

۵۔القرآن الحکیم (دوجلد) ۶۔آپ بیتی ۷۔بشریت انبیاء ۸۔پیغام امن ۹۔تصوف اور اسلام ۱۰۔تفسیر ماجدی ۱۱۔ تاریخ اخلاق یورپ ترجمہ (دوجلد) ۱۲۔تاریخ تمدن (دوجلد) ۱۳۔تاریخ یورپ (ترجمہ) ۱۴۔تمدن اسلام کا پیام بیسویں صدی کے نام ۱۵۔تمدن اسلام کی کہانی ۱۶۔تحفہ خسروی ۱۷۔تصوف اسلام ۱۸۔تفسیر ماجدی (انگریزی) ترجمہ قرآن ۱۹۔حدیث وادعیہ ۲۰۔حکیم الامت ۲۱۔حیوانات قرآنی ۲۲۔خطبات ماجدی ۲۳۔خطوط مشاہیر ۲۴۔ دل پھینک ۲۵۔ڈھائی ہفتہ پاکستان میں ۲۶۔ذکر وفکر اکبرالہ آبادی ۲۷۔زود پشیماں (ڈراما) ۲۸۔سفر نامہ ۲۹۔ سفر حجاز ۳۰۔سچی باتیں ۳۱۔سیرت النبیؐ قرآنی ۳۲۔شرح چہل حدیث ولی اللہیؒ ۳۳۔شخصیات قرآنی ۳۴۔صابر رسول ۳۵۔غذائے انسانی ۳۶۔فیہ مافیہ ۳۷۔فلسفۂ جذبات ۳۸۔فلسفیانہ مضامین ۳۹۔فلسفہ اجتماع ۴۰۔فلسفہ اور اس کی تعلیم ۴۱۔فرائض والدین ۴۲۔قصص ومسائل ۴۳۔مشکلات قرآن ۴۴۔مکالمات برکلے ۴۵۔مبادی فلسفہ (دوجلد) ۴۶۔منطق ۴۷۔محمد علی ۴۸۔مردوں کی سچائی ۴۹۔مثنوی بحرالمحبت ۵۰۔مضامین ماجد ۵۱۔مکاتیب اکبر ۵۲۔مکتوبات سلیمانی ۵۳۔مشاہیر سائیس ۵۴۔محمود غزنوی ۵۵۔معاصرین ۵۶۔معمر خاتون ۵۷۔نورانی جہیز ۵۸۔ نشریات ماجدی ۵۹۔ندوہ کا پیغام ندویوں کے نام ۶۰۔وفیات ماجدی ۶۱۔ہم آپ ۶۲۔یتیم کی جیت ۶۳۔یتیم کا راج۔

خط نمبر ا

۱۔ خطوط غالب مرتبہ مہیش پرشاد کی پہلی جلد ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کے نظر ثانی کے بعد ۱۹۴۱ء میں ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد سے شائع ہوئی۔

خط نمبر ۳

۱۔ ''خطوط مشاہیر'' (شبلی نعمانی، اکبرالہ آبادی اور محمد علی کے خطوط کا گلدستہ) مرتبہ عبدالماجد دریا بادی، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، سن ندارد (کل صفحات ۳۸۴)

۲۔ اکبرالہ آبادی سید اکبر حسین نام، پیدائش ۱۸۴۵ء الہ آباد، وفات ۹رستمبر ۱۹۲۱ء الہ آباد، چھوٹی چھوٹی ملازمتوں سے جوڈیشل سروس تک پہنچے اور ڈسٹرکٹ اور سیشن جج کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ باکمال مزاح نگار تھے شاعری میں بے شمار تجربات کیے۔ کلیات اکبر چار جلدوں میں متعدد بار طبع ہو چکا ہے۔

۳۔ حسن نظامی دہلوی، سید محمد علی حسن نظامی، شمس العلماء، مصور فطرت، عالم دین، دانشور، صاحب قلم، صحافی۔ ولادت ۲۵ردسمبر ۱۸۷۸ء دہلی، وفات ۳۰رجولائی ۱۹۹۵ء دہلی۔ تصانیف: ۱۔اسلام کے ضروری عقائد ۲۔انسداد گداگری اور اصلاح خیرات ۳۔اسلامی توحید ۴۔اولاد کی شادی (تین جلد) ۵۔اسلامی رسول کے معجزات ۶۔اصحاب رسول اللہ کا جہاد نامہ ۷۔آپ بیتی ۸۔بیٹوں کی تربیت ۹۔بہادر شاہ کا روزنامچہ ۱۰۔بہادر شاہ کا مقدمہ ۱۱۔بیوی کی تعلیم ۱۲۔بے چارہ انگریز کی بپتا ۱۳۔بیگمات کے آنسو ۱۴۔تاریخ رسول ۱۵۔تاریخ مسیح ۱۶۔تذکرہ غازی ہائے خاں ۱۷۔تاریخ سلاطین عباسیہ ۱۸۔تائید اسلام ۱۹۔تردید اسلام ۲۰۔تین شہید ۲۱۔ترغیب حساب ۲۲۔پریم سندیسہ ۲۳۔چٹکیاں اور گدگدیاں ۲۴۔حکم وعمل ۲۵۔حضرت امام حسین کا ماڈرن کریکٹر ۲۶۔حلال خور ۲۷۔خلاصہ تعلیم ۲۸۔دہلی کی آخری سانس ۲۹۔دہلی کی جاں کنی ۳۰۔دلائل اسلام ۳۱۔رہنما سیر دہلی ۳۲۔سیرت نبی ۳۳۔سی

پارۂ دل ۳۴۔ طمانچہ ۳۵۔ طمانچہ بہ رخسار یزید ۳۶۔ عام فہم تفسیر القرآن (۳۰ پارے) ۳۷۔ عام فہم تشریح صحیح بخاری ۳۸۔ غالب کا روزنامچہ ۳۹۔ غزنوی جہاد ۴۰۔ غدر کے اخبار ۴۱۔ فاطمی دعوت اسلام ۴۲۔ قبروں کے عینی نوشتے ۴۳۔ قدیم وجدید افغانستان کے دو سفرنامے ۴۴۔ کم ٹو موت ۴۵۔ کرشن بیتی ۴۶۔ گرفتار خطوط ۴۷۔ گاندھی نامہ ۴۸۔ گورنمنٹ اور خلافت ۴۹۔ مذہب کی معلومات ۵۰۔ مچھر کا اعلان جنگ ۵۱۔ محاصرہ دہلی کے خطوط ۵۲۔ مادر ہمدرد ۵۳۔ میلادنامہ اور رسول بیتی ۵۴۔ معراج البحرین فی شہادۃ الحسین ۵۵۔ محرم نامہ ۵۶۔ مرشد کو سجدۂ تعظیم ۶۷۔ محمود الحسن دیوبندی شیخ الہند ۵۸۔ ہندوستان میں اسلام کیوں پھیلا؟ (ماخوذ وفیات مشاہیر اردو)

۴۔ اصل نام محمد ارتضٰی تھا، نامور اردو ادیب، صحافی، عالم دین، ناشر، مترجم، کئی رسائل و جرائد کے بانی مدیر اور خواجہ حسن نظامی کے ساتھی ان کے سوانح نگار تھے۔ آپ ۱۷ مئی ۱۸۸۸ء کو کوچۂ چیلاں دلی میں پیدا ہوئے آپ کی وفات ۲۲ر اگست ۱۹۷۶ء کو کراچی میں ہوئی۔ تصانیف: حیات سرور کائنات (تین حصے)، جاماسپ نامہ (فارسی سے ترجمہ)، بزم فرید اخوت بابا فرید گنج شکر کے ملفوظات: راحت القلوب مرتبہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء کا ترجمہ)، مجالس حسنہ (خواجہ حسن نظامی کے کچھ ملفوظات)، تاثرات، میرے زمانے کی دلی، حیات اکبر الہ آبادی، دلی کی پھیرا (وفیات اہل قلم ص ۴۸۴)

۵۔ سید فضل الحسن، شاعر، ادیب، مجاہد آزادی، محقق، ولادت ۱۸۸۱ء موہان وفات ۱۳ر مئی ۱۹۵۱ء لکھنؤ۔ تصانیف: ۱۔ ارباب سخن (گیارہ جلد) ۲۔ تذکرۃ الشعراء ۳۔ دیوان شاہ حاتم ۴۔ دیوان راسخ ۵۔ دیوان سرسوز ۶۔ دیوان کامل لکھنوی ۷۔ دیوان سودا و میر درد ۸۔ دیوان نازش ۹۔ دیوان نظیر ۱۰۔ کلیات حسرتؔ ۱۱۔ متروکات سخن ۱۲۔ معائب سخن ۱۳۔ مشاہدات زنداں ۱۴۔ نکات سخن۔

۶۔ اصل نام منظور حسین، پیدائش ۳۰ر جولائی ۱۹۰۷ء بلند شہر یو۔ پی بھارت، وفات ۱۲ر مئی ۱۹۷۸ء جدہ سعودی عرب، نامور صحافی، اردو شاعر و ادیب، نقاد۔ سیرت نگار، کئی سال حیدر آباد دکن میں رہے۔ صحافت اور فلمی دنیا سے بھی تعلق رہا، غنچہ و مدینہ بجنور کے بھی مدیر رہے اور کراچی سے ماہنامہ ''فاران'' جاری کیا جو بیس سال جاری رہا۔ تصانیف: طلسم حیات، ظہور قدسی، حسن و شباب، نگینے، درّ یتیم، نقش توحید، قول فیصل، محسوسات ماہر، نغمات ماہر، جذبات ماہر، ذکر جمیل، کاروان حجاز، یاد رفتگاں (وفیات اہل قلم ص ۳۷۲)۔

۷۔ طالب الٰہ آبادی: مولوی شاہ فدا علی شاعر، ادیب، مترجم، مورخ، وفات ۴ر اگست ۱۹۴۴ء۔ تصانیف: ۱۔ آئین اکبری (ترجمہ تین جلدیں) ۲۔ بادشاہ نامہ ۳۔ تاریخ فیروز شاہی ۴۔ تاریخ فرشتہ (ترجمہ چار جلد) ۵۔ تاریخ داؤدی (ترجمہ) ۶۔ تاریخ عراقی ۷۔ طبقات ناصری (ترجمہ) ۸۔ ماثر عالمگیری (ترجمہ)

۸۔ منشی محمد نوح تاج الشعراء بن مولوی عبدالحمید (شاعر)، پیدائش ۱۸ دسمبر ۱۸۷۹ء بھورانی پور، ضلع رائے بریلی، وفات ۱۰ر اکتوبر ۱۹۶۲ء نارہ الٰہ آباد۔ تلمیذ: جلال لکھنوی اور داغ دہلوی، داغ کے رنگ میں لکھنے کی وجہ سے جانشینِ داغ سمجھے جاتے تھے۔ تصانیف: اعجاز نوح، ثریا (ناول)، سفینۂ نوح، طوفان نوح۔

۹۔ طبیب، ادیب، صحافی، مدیر ''صدقِ جدید'' لکھنؤ، پیدائش ۱۹۱۳ء دریا آباد، وفات ۶ر اکتوبر ۱۹۹۲ء، لکھنؤ۔

تصانیف: سفر حجاز، شرح مفتاح العربیہ، شرح سلک گوہر، شرح بر بنائے اقبال، شرح منتخبات فارسی۔

۱۰ مولوی صبغت اللہ فرنگی محلی: وفات [۲۴ر دسمبر] ۱۹۶۴ء۔ زبان وادب کے معتبر عالم، ۱۳۳۱ھ میں مدرسہ فرنگی محل سے فراغت حاصل کی۔ نہایت ذہین وفطین تھے۔ عربی ادب میں خاص مہارت رکھتے۔ نہایت خوش بیان اور اچھے مقرر اور انشاء پرداز تھے۔ تحریر وتقریر نہایت اچھی اور لطافت آمیز ہوتی۔ علماء فرنگی محلی میں ان کے برابر کوئی اچھی تقریر کرنے والا نہیں تھا۔ تصانیف رتالیفات میں شہرستانی کی کتاب ملل ونحل کا ترجمہ، تاریخ مؤلفہ ابوالفداء، ترجمہ تاریخ اسلام سید احمد دھلان مکی (ماخوذ از علماء فرنگی محلی، حیات وخدمات، ایفا پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۲ء) ایک زمانہ میں النظامیہ کے نام سے ایک رسالہ بھی نکالا، انجمن خدام کعبہ کے عہدیدار اور اس کے اخبار خادم الحرمین کے اڈیٹر بھی رہے۔ (وفیات معارف، ص ۲۶۳)

۱۱ شاہ معین الدین احمد ندوی ناظم دار المصنفین ''مدیر ماہ نامہ ''معارف'' ولادت رودوی (یوپی)، ۱۹۰۳ء، وفات ۲۴ر دسمبر ۱۹۷۴ء، اعظم گڑھ ان کی نمایاں تصانیف وتالیفات میں سلسلۂ صحابہ کی تین جلدیں، تاریخ اسلام چار جلدیں اسلا اور عربی تمدن (ترجمہ) حیات سلیمان۔ نقوش ادب شامل ہیں۔

خط نمبر ۵

۱ مختار صاحب نے ۱۹۵۲ء میں علامہ عبدالعزیز میمن کی نگرانی میں صدر الدین علی بن ابی الفرج البصری کی ''الحماسۃ البصریہ'' پر تحقیق کرکے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ معروف جرمن مستشرق پروفیسر کرینکوان کے ممتحن تھے۔

خط نمبر ۶

۱ ہملٹن الیگزینڈر (اسکن رگب: پیدائش ۲ جنوری ۱۸۹۵ء، وفات: ۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۱ء، تاریخ دان اور عربی کے پروفیسر، لائیڈن یونیورسٹی اور ہارورڈ یونیورسٹی میں فرائض منصبی سرانجام دیتے رہے سابق مدیر Encylopedia of Islam، ان کی کتاب محمڈن ازم ۱۹۴۹ء میں شائع ہوئی۔

۲ اصل نام محمد حمید اللہ تاریخ پیدائش ۹ر فروری ۱۹۰۸ء حیدرآباد دکن، تعلیم ایم اے، ایل ایل بی، بون جرمنی، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ، پیشہ تدریس، عثمانیہ یونیورسٹی، استنبول یونیورسٹی، اسلامی یونیورسٹی بہاولپور، کثیر التصانیف میں'' خطبات بہاول پور'' اہم تصنیف ہے۔

۳ دیکھیے سید عبداللہ خط نمبر ۳ کا حاشیہ (۱)۔

خط نمبر ۷

۱ ڈیلی میل نیوز پیپر لندن آغاز ۴ مئی ۱۸۹۶ء، پہلے ایڈیٹر Paul Docre

۲ صدق، لکھنؤ سے جاری ہوا پہلے ایڈیٹر عبدالماجد دریا آبادی تھے۔

۳ دیکھیے حسام الدین راشدی کے خط نمبر ۱ کا حاشیہ (۱۰)۔

خط نمبر ۸

۱ [کوائف نہیں مل سکے]

۲۔ نیوز آف دی ورلڈ، آغاز یکم اکتوبر ۱۸۴۳ء، جان براؤن بیل کے ہاتھوں ہوا، ہیڈ کوارٹر ویپنگ لندن۔
۳۔ ڈیلی مرر، آغاز ۲ نومبر ۱۹۰۳ء تا ۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۷ء اور ۱۹۹۷ء تا ۲۰۰۲ء، ایڈیٹر ہارمز ورتھ، ہیڈ کوارٹر One Canada Square،لندن۔

خط نمبر ۱۲

۱۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رضوی پرنسپل مدرسۂ شمس الہدی پٹنہ (۱۸۸۵ء۔۱۹۶۲ء) پوری زندگی تعلیم و ہدایت اور تصنیف و تالیف میں گزاری۔

خط نمبر ۱۳

۱۔ قاضی عبدالجبار ان مشاہیر اور اکابر معتزلہ میں شامل ہیں جن کے اقوال تفسیر کبیر میں امام رازی نے نقل کیے۔
۲۔ امام رازی، فخر الدین رازی، (پیدائش ۱۱۴۹ء، ووفات ۱۲۰۹ء) ، محدث، فقیہہ، فلسفی، پورا نام علامہ فخر الدین ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسینی تھا۔ آپ ایران میں پیدا ہوئے۔ جہاں آپ کے والد ضیاء الدین عمر خطیب تھے۔ اس لیے آپ ابن الخطیب بھی کہلاتے ہیں۔ شافعی اور اشعری عقیدہ رکھتے تھے۔ خوارزم میں معتزلہ عقائد کے خلاف تبلیغ کے لیے گئے لیکن وہاں سے بخارا اور سمرقند جانے پر مجبور ہوئے۔ ۱۱۹۰ء میں غزنی اور پنجاب کا دورہ کیا۔ پھر ہرات میں مستقل سکونت اختیار کی اور ایک مدرسے میں شیخ الاسلام کی حیثیت سے تدریس میں مصروف ہو گئے۔ سلطان علاؤ الدین محمد خوارزم شاہ آپ کا سرپرست تھا۔ حاسدوں نے آپ کو زہر دے دیا جس سے جانبر نہ ہو سکے۔ آپ نے علوم دین کو فلسفیانہ پیرائے میں پیش کیے۔ ابن سینا اور فارابی کے معترف اور امام غزالی کے خلاف تھے۔ علم الکلام میں مشہور تصانیف اساس التقدیس ہے۔ دوسری متداول تصنیف کا نام مفاتیح الغیب ہے جو تفسیر کبیر کے نام سے مشہور ہے۔ (وکی پیڈیا)

خط نمبر ۱۴

۱۔ دیکھیے بزمی انصاری کے خط کا حاشیہ (۱۱)

☆ مالک رام

مالک رام (مالک رام بویجا) ادیب، محقق، ماہر غالبیات، دانش ور۔ پیدائش ۲۲ ردسمبر ۱۹۰۶ء، وفات ۱۶ راپریل ۱۹۹۳ء دہلی۔ ہندوستان کی فارن سروس میں ملازمت کی بعد ازاں ساہتیہ اکادمی دہلی کے اردو سیکشن میں تصنیف و تالیف میں مشغول رہے آپ کی تصانیف و تالیفات میں ۱۔ اسلامیات، ۲۔ المراۃ فی الاسلام، ۳۔ افکار محروم، ۴۔ اعلان الحق، ۵۔ تذکرہ ماہ و سال، ۶۔ تذکرہ معاصرین چار حصے، ۷۔ توبۃ النصوح، ۸۔ تذکرہ، ۹۔ ترجمان القرآن چار حصے، ۱۰۔ تذکرہ ادبائے اردو، ۱۱۔ تذکرہ جوش ملسیانی، ۱۲۔ تحقیقی مضامین، ۱۳۔ تلامذۂ غالب، ۱۴۔ جگر بریلوی: شخصیت اور فن، ۱۵۔ حمورابی اور بابلی تہذیب و تمدن، ۱۶۔ خطوط غالب، ۱۷۔ خطوط ابوالکلام آزاد، ۱۸۔ خطباتِ آزاد، ۱۹۔ دیوان فدا، ۲۰۔ دیوان غالب، ۲۱۔ ذکر غالب، ۲۲۔ رشید احمد صدیقی نمبر، ۲۳۔ سید ین نمبر، ۲۴۔ عورت اور اسلامی تعلیم، ۲۵۔ عرش ملسیانی نمبر، ۲۶۔ عیار غالب، ۲۷۔ غبار خاطر ترتیب و تدوین، ۲۸۔ فسانۂ غالب، ۲۹۔ کلام آہ، ۳۰۔ کربل کتھا، ۳۱۔ کچھ مولانا آزاد کے بارے میں، ۳۲۔ گل رعنا (انتخاب کلام فارسی مرتبہ)،

۳۳۔ گفتارِ غالب، ۳۴۔ نذرِ مختار، ۳۵۔ نیرنگِ خیال، ۳۶۔ نذرِ ذاکر (اردو)، ۳۷۔ نذرِ ذاکر (انگریزی)، ۳۸۔ نذرِ عبدالحمید (اردو)، ۳۹۔ نذرِ عبدالحمید (انگریزی)، ۴۰۔ نذرِ کرنل زیدی (اردو)، ۴۱۔ نذرِ کرنل زیدی (انگلش)، ۴۲۔ نذرِ عرشی، ۴۳۔ نذرِ عابد، ۴۴۔ یادگارِ غالب، ۴۵۔ یادگارِ غالب (فارسی) شامل ہیں

۱۔ امام احمد بن حنبل، ابوعبداللہ الیشبانی (AH ۱۶۴۔۲۴۱/ CE ۷۸۰۔۸۵۵، بغداد) اہم اسلامی اسکالر، مکتبۂ فکر: اہل سنت، شعبۂ عمل: فقہ، حدیث، عقیدہ، ائمہ اربعہ میں سے ہیں اور پیشوائے محدثین شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی تالیفات سے مسند آپ کی عظمت وشان کی کافی دلیل ہے آپ امام شافعی کے خاص دوستوں میں سے اور شاگرد رشید ہیں۔ جب تک امام شافعی مصر میں نہیں آئے آپ ان کے پاس سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ اس عجیب سوال پر کہ قرآن مخلوق ہے یا نہیں؟ آپ پر جبر کیا گیا کہ اس کے مخلوق ہونے پر فتویٰ دیں مگر آپ نے ایسا نہیں کیا جس پر آپ قید کیے گئے اور پیٹے گئے مگر آپ نے صبر کیا اور ایسا فتویٰ دینا قبول نہیں کیا...... آپ باب حرب کے قبرستان میں دفن ہیں خطیب بغدادی نے آپ کے حالات پر ایک کتاب لکھی ہے۔ ا۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔ مرتبہ مولوی محبوب عالم، الفیصل ناشران وتاجران کتاب، لاہور، ص نمبر ۵۵، ۲۔ Vikipedia.org

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد حسن

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسن دہلوی: پیدائش یکم جولائی ۱۹۲۶ء مراد آباد، یوپی، بھارت، وفات ۲۴ راپریل ۲۰۱۰ء، اردو کے ممتاز اسکالر ترقی پسند سوچ کے حامل، پروفیسر ایمریطس اور سابقہ چیئر پرسن سنٹر برائے انڈین لنگوئجز جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی، آپ کا تقرر نہرو یونیورسٹی میں ۱۹۷۴ء کو ہوا آپ مذکورہ سنٹر کے دوسرے چیئرپرسن (۱۹۷۹ء۔۱۹۷۷) رہے۔ آپ نے ۷۵ سے زائد کتابیں لکھیں جو انگلش اور اردو زبانوں میں ہیں یہ کتابیں ادبی ، سوانح، تنقید تاریخ ادب، ترجمہ، متنی تنقید، شاعری اور ڈرامے پر مشتمل ہیں، اقبال اور غالب پر لکھی گئی کتب آپ کی پہچان بن گئیں اس کے علاوہ آپ نے ہندی ادب کی تاریخ بھی اردو زبان میں مرتب کی۔ آپ ایک بہترین تعلیمی وادبی ریکارڈ کے حامل تھے۔ آپ نے لکھنؤ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی جہاں سے آپ نے ایم۔ اے، ایل ایل بی اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ کو ۱۹۷۳ء میں جواہر لعل نہرو یونیورسٹی کی طرف سے بہترین شاگرد کا خطاب اور فیلوشپ دی گئی جو کہ بھارت کا سب سے بڑا قومی تعلیمی ایوارڈ ہے، آپ نے بیرون ممالک جن میں کینیڈا، برطانیہ، امریکا شامل ہیں میں لیکچرز بھی دیئے اور اس دوران ''شمالی ہندوستان ۱۹ویں صدی میں'' کے حوالے سے ریسرچ ورک بھی کیا اس کے علاوہ چیئرمین یوپی اردو اکیڈمی لکھنؤ، یو جی سی، نیشنل لیکچرر (۱۹۷۷ء) ممبر ساہتیہ اکیڈمی، نیشنل بک ٹرسٹ، آل انڈیا ریڈیو کی ایڈوائزری کمیٹی برائے اردو وغیرہ میں بھی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کو یوپی اردو اکیڈمی سے بڑا ایوارڈ ''ہم سب غالب ایوارڈ'' ڈرامانویسی کے ذیل میں دیا گیا۔ آپ اپنی آخری عمر میں بھی لکھنے پڑھنے میں مشغول رہے اور ''اردو ادب کی تہذیبی تاریخ'' کے عنوان سے ایک ضخیم کتاب ترتیب دے رہے تھے جو آپ کے انتقال کی باعث پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔ آپ کی تصانیف وتالیفات میں سے کچھ یہ ہیں: ہندی ادب کی تاریخ ۱۹۵۵ء، دہلی میں اردو شاعری کا فکری وتہذیبی پس منظر (تنقید) ۱۹۶۴ء، مور

پنکھی (ڈراما) ۱۹۷۵ء، جدید اردو ادب (تنقید) ۱۹۷۶ء، شناسا چہرے ۱۹۸۰ء، عرض ہنر ۱۹۸۰ء، ادبی تنقید ۱۹۸۰ء، شعر نو ۱۹۸۰ء، اردو ادب میں رومانوی تحریک ۱۹۸۰ء، جلال لکھنوی ۱۹۸۰ء، ادبی سماجیات ۱۹۸۰ء، معاصر ادب کے پیش رو ۱۹۸۰ء، مطالعہ سودا ۱۹۸۰ء، ہیئتی تنقید ۱۹۸۰ء، قدیم اردو ادب کی تنقیدی تاریخ ۱۹۸۶ء، اردو ڈراموں کا انتخاب، انتخاب کلام فائز، اردو ادب میں سماجیاتی تاریخ اور ہندوستانی شاعری وغیرہ شامل ہیں۔

خط نمبر ا

۱۔ تذکرہ خوش معرکۂ زیبا، سعادت علی خاں ناصر کا تذکرہ جسے مشفق خواجہ نے مرتب کیا۔ پاکستان میں مجلس ترقی ادب لاہور کے زیر اہتمام ۱۹۷۰ء میں جب کہ ڈاکٹر شمیم انہونوی نے نسیم بک ڈپو لکھنؤ سے ۱۹۷۱ء میں شائع کیا۔

خط نمبر ۲

۱۔ مسلم یونیورسٹی گزٹ، علی گڑھ۔

۲۔ چارلس اسٹوری Charles Storey ۱۸۸۸ء۔ ۱۹۶۸ء اینگلو محمڈن اورینٹل کالج علی گڑھ میں عربی کے پہلے پروفیسر جرمن اسکالر ہوروٹس (۱۸۷۴ء۔ ۱۹۳۱ء) تھے وہ یہاں ۱۹۰۷ء سے ۱۹۱۴ء تک رہے اسی سال چارلس اسٹوری عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ وہ ۱۹۱۹ء میں انڈیا آفس لائبریری میں اسسٹنٹ لائبریرین ہو کر لندن چلے گئے۔ تصنیف میں Persian Literature- A Bio-Bibliographical Survey (پانچ جلدیں) شامل ہیں۔

خط نمبر ۴

۱۔ سہ ماہی عصری ادب دہلی ۱۹۷۱ء میں محمد حسن کی صدارت میں جاری ہوا۔

۲۔ دیوان آبرو مرتبہ ڈاکٹر محمد حسن ادارۂ تصنیف علی گڑھ سے شائع ہوا۔ بعد میں ترمیم و اضافے کے ساتھ ترقی اردو بیورو دہلی سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔

۳۔ دہلی میں اردو شاعری کا تہذیبی اور فکری پس منظر از ڈاکٹر محمد حسن شاہی پریس لکھنؤ سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی۔

خط نمبر ۸

۱۔ کنگس کالج کیمبرج، ۱۴۴۱ء شاہ ہنری VI نے قائم کیا

خط نمبر ۱۰

۱۔ جوگندر پال: (افسانہ نویس) ولادت سیالکوٹ، ۵ رستمبر ۱۹۲۵ء۔ ایم۔ اے انگریزی۔ مشہور افسانہ تصانیف: ا۔ دھرتی کا کال۔ افسانوی مجموعہ ۱۹۶۱ء ۲۔ میں کیوں سوچوں؟ افسانوں کا مجموعہ ۱۹۶۲ء ۳۔ ایک بوند لہو کی (ناول) ۱۹۶۲ء ۴۔ مٹی کا ادراک (افسانوی مجموعہ) ۱۹۷۰ء ۵۔ بے محاورہ (افسانوی مجموعہ) ۱۹۷۸ء ۶۔ بے ارادہ ۱۹۸۱ء افسانوی مجموعہ ۷۔ نادید (ناول) ۱۹۸۲ء (حوالہ۔ ہندوستان کے اردو مصنفین، دہلی)

خط نمبر ۱۳

۱۔ دیکھیے رشید حسن خان خط نمبر ۱۳ کا حاشیہ (۵)۔

۲ ترقی اردو بورڈ وزارت علوم و معارف حکومت ہند کا ادارہ۔
۳ دیکھیے رشید حسن خان خط نمبر ۵ کا حاشیہ (۱)
۴ دیکھیے عبادت بریلوی خط نمبر ۲ کا حاشیہ (۱)
۵ مرتب مالک رام، مجلس نذر مختار، دہلی، ۱۹۸۸ء۔
۶ معروف محقق اور اردو ادبیات کے استاد (۱۹۲۷ء۔۱۹۷۸ء) علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے صدر اور کئی کتب کے مصنف اور مرتب۔

خط نمبر ۱۴

۱ دیکھیے خط مالک رام
۲ فریدی مغیث الدین: پیدائش یکم مئی ۱۹۳۶ء آگرہ، ریڈر شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی۔ تصانیف و تالیفات میں انتخاب دیوان غالب مع شرح و مقدمہ ۱۹۵۴ء، انتخاب مثنویات اردو ۱۹۵۵ء، انتخاب قصائد اردو ۱۹۵۷ء، انتخاب غزلیات (بیان و بدیع اور عروض کی تشریح کے ساتھ) ۱۹۷۶ء، کفر تمنا (شعری مجموعہ) ۱۹۸۷ء۔
۳ اسرار الحق مجاز: ۱۹/ اکتوبر ۱۹۱۱ء ضلع بارہ بنکی، وفات ۵/ دسمبر ۱۹۵۵ء لکھنؤ۔ رومانوی اور ترقی پسند شاعر، ادبی رسائل سے بھی منسلک رہے۔ ۱۹۳۸ء میں ان کا شعری مجموعہ آہنگ شائع ہوا جو بہت مقبول ہوا۔ ۱۹۴۵ء میں اسے اضافوں کے ساتھ شب تاب کے نام سے شائع کرایا اور ۱۹۴۹ء میں مزید اضافوں کے ساتھ ساز نو کے نام سے اس کی طباعت ہوئی۔
۴ قدیم اردو ادب کی تنقیدی تاریخ اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔
۵ معروف نقاد (پیدائش ۱۹۰۹ء۔ وفات ۱۹۸۳ء) ۱۹۳۰ء میں ایم اے انگریزی کیا۔ بعد ازاں کیمبرج سے بی اے Tripos کی سند حاصل کی۔ پٹنہ کالج میں انگریزی کے استاد رہے، بہار کے ڈائریکٹر تعلیمات سیکنڈری اسکول بورڈ کے چیئرمین رہے۔ حکومت ہند نے پدم شری کا خطاب دیا۔ بہار اردو اکیڈمی کے نائب چیئرمین رہے۔ تصانیف میں ''اردو شاعری پر ایک نظر'' بہت مشہور ہے۔ اس کے علاوہ اردو تنقید پر ایک نظر، اردو زبان اور فن داستان گوئی، دو تذکرے (دو جلد) عملی تنقید، میری تنقید ایک باز دید اہم ہیں۔

خط نمبر ۱۵

۱ ڈاکٹر عابد رضا بیدار: پیدائش ۴ فروری ۱۹۳۳ء رام پور انڈیا۔ ابتدائی تعلیم رام پور، گریجویشن رضا ڈگری کالج، ایم اے اردو اور ایم اے اسلامیات، پی ایچ ڈی (لائبریری سائنس) مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے کی، لیکچرار جواہر لال یونیورسٹی (۱۹۷۲ء۔۱۹۶۴ء) ڈائریکٹر خدا بخش لائبریری پٹنہ، (۱۹۹۶ء۔۱۹۷۲ء)، ۱۹۷۷ء میں '' خدا بخش لائبریری جرنل'' کا اجراء کیا جو آج تک جاری ہے۔ تصانیف: آزاد ایک عظیم صحافی، متاع فقیر، غالبیات نو، غالب کی عظمت، شمس البیان از جان تپش دہلوی، نثر کا حسن (حوالہ: ہندوستان کے اردو مصنفین اور شعراء، مرتبہ گوپی چند نارنگ/ عبداللطیف اعظمی، دہلی (۱)، اردو اکیڈمی۔۱۹۹۴ء)

۲ دیکھیے رشید حسن خاں خط نمبر ۱۴ کا حاشیہ(۱)
۳ تخلیقی ادب، مکتبۂ اسلوب کے زیر اہتمام ۱۹۸۰ء میں کراچی سے جاری ہوا۔ اس کے صرف پانچ ہی شمارے شائع ہو سکے۔
۴ فیض احمد فیض: پیدائش ۱۴ر فروری ۱۹۱۱ء سیالکوٹ، وفات ۲۰ رنومبر ۱۹۸۴ء لاہور۔ نامور اردو شاعر، صحافی، استاد، ٹریڈ یونینسٹ، ترقی پسند ادیب، مدیر ماہ نامہ ادب لطیف لاہور ۱۹۳۸ء، مدیر اعلی لیل ونہار، امروز، پاکستان ٹائمز (۵۸۔۱۹۴۷ء) ۱۹۵۰ء میں یاسر عرفات کے رسالے لوٹس کے مدیر بھی رہے۔ صدر ٹریڈ یونین فیڈریشن پاکستان اور سابق لفٹنٹ کرنل شعبہ تعلقات عامہ پاک فوج اور سابق مشیر صدر پاکستان برائے فنون لطیفہ وثقافت بھی رہے۔ ۱۹۶۲ء میں لینن امن پرائز ملا۔ فیض صحافت کے علاوہ نثر میں میزان (تنقیدی مضامین ۱۹۶۲ء)، صلیبیں مرے دریچے میں (خطوط ۱۹۷۱ء)، مہ و سال آشنائی (یادداشتیں)، قرض دوستاں (مقدمات اور دیباچے)، متاع لوح وقلم اور ہماری قومی ثقافت جب کہ شاعری میں: نقش فریادی ۱۹۴۱ء، دست صبا ۱۹۵۲ء، زنداں نامہ ۱۹۵۶ء، دستِ تہ سنگ ۱۹۶۵ء، سر وادی سینا ۱۹۷۱ء، مقام شہر یاراں ۱۹۷۸ء، مرے دل مرے مسافر ۱۹۸۰ء اور غبار ایام ۱۹۸۲ء شامل ہیں۔ کلیات شاعری ''نسخہ ہائے وفا'' کے نام سے متعدد بار طبع ہو چکا ہے۔
۵ نیاز فتح پوری کی زیر ادارت نکلنے والا رسالہ فروری ۱۹۲۲ء میں بھوپال سے شروع ہوا۔ جولائی ۱۹۲۷ء سے جولائی ۱۹۶۲ء تک لکھنؤ سے نکلتا رہا اب بھی کراچی سے ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی زیر ادارت جاری ہے۔ نگار کے دسمبر ۱۹۴۰ء کے شمارے میں سید سلیمان ندوی کی کتاب نقوش سلیمانی پر مختار صاحب کے تبصرے نے ان کی تحقیق و تنقیدی نگاہ کی دھوم مچادی تھی۔

خط نمبر ۱۸

۱ آغا حشر کاشمیری، آغا محمد شاہ (ڈراما نویس، شاعر) ولادت ۱۴ر اپریل ۱۸۷۹ء بنارس، وفات ۲۸ر اپریل ۱۹۲۵ء لاہور
تصانیف: اسیر ہوس۔ آنکھ نشہ۔ بلو اسنگل۔ پریسیڈنٹ۔ پاک دامن۔ ٹھنڈی آگ۔ جوانی کی ریت۔ خوب صورت بلا۔ خواب ہستی۔ دھرتی مالا۔ دل کی پیاس۔ رستم سہراب۔ زندگی۔ ستیا ہن باس۔ سفید خون۔ سلور کنگ۔ شکریہ یورپ۔ شہید ناز۔ صید ہوس۔ لگن۔ مار آستین۔ مرید شک۔ محبت کا پھول۔ موج زم زم۔ یہودی کی لڑکی۔

خط نمبر ۲۰

۱ پیدائش ۱۰ جولائی ۱۹۲۹ء وفات ۱۷ فروری ۲۰۰۳ء) ادیب، محقق، نقاد، دہلی یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں استاد رہے۔ مولانا ضیاء احمد بدایونی کے صاحبزادے تھے۔
۲ سید علی سجاد: پیدائش ۵رنومبر ۱۹۰۴ء لکھنؤ۔ وفات ۱۳ر ستمبر ۱۹۷۳ء الماتی سوویت یونین، انجمن ترقی پسند مصنفین کے بانی رکن۔ تصانیف وتالیفات میں انگارے، بیمار، پگھلا نیلم، خطوط زنداں، ذکر حافظ، روشنائی، لندن کی ایک رات، مضامین سجاد ظہیر، نقوش زنداں، ہندی ہندوستانی۔

خط نمبر ۲۱

۱ شیخ نجم الدین مبارک آبرو (۱۶۸۴ء۔۱۷۳۳ء) آپ گوالیار کے مضافات میں پیدا ہوئے۔ عالم شباب میں دلی

آئے۔شاہی ملازمت سے وابستہ رہے مگر عہد محمد شاہی میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قلندری اور درویشی اختیار کر لی۔ ان کی ابتدائی شاعری محمد شاہی دور کی آئینہ دار ہے۔چونکہ مزاجاًوہ حسن پرست تھے لہذا خوب صورت چہروں سے انھیں دلچسپی تھی۔ایہام گوئی کے باوجود ان کی شاعری میں خلوص،سچائی اور سادگی سے اظہار جذبات کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔فارسی، ہندی شاعری کے اثرات بھی نمایاں محسوس ہوتے ہیں۔آپ کی شاعری مجموعی طور پر صوفیانہ کہی جاسکتی ہیں۔جس میں غزلیں مثنوی، مرثیہ اور مخمس شامل ہے۔آپ کا دیوان محمد حسن نے مرتب کر کے ادارۂ تصنیف علی گڑھ میں دہلی سے شائع کیا۔

۲ پیدائش ۱۹۳۳ء۔معلم، ادیب، نقاد، استاد شعبۂ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔متعدد کتب کے مصنف (انھوں نے خطوط اقبال بنام عطیہ فیضی کا ترجمہ شائع کیا تھا)

خط نمبر ۲۴

۱ دیکھیے خط نمبر ۴ کا حاشیہ (۲)

۲ جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی، بھارت۔

خط نمبر ۲۵

۱ خلیجی جنگ (عراق اور کویت کے درمیان، ۱۹۹۱ء میں عراق کے کویت پر حملے کے بعد چھڑی)

۲ بی سی سی آئی بنک کی جانب سے اردو کے فروغ کے لیے قائم کیا گیا ادارہ۔

خط نمبر ۲۶

۱ دائرۃ المعارف اردن، عمان اردن سے شائع ہوا۔مختار صاحب بھی اس کے رکن تھے۔

۲ پروفیسر مسعود حسین خان، ڈاکٹر: پیدائش ۲۸ جنوری ۱۹۱۹ء قائم گنج ضلع فرخ آباد، یو پی، انڈیا۔ادبیات کے استاد۔ نامور محقق، ماہر لسانیات شعبۂ اردو عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن۔آپ کے ایک چچا ڈاکٹر ذاکر حسین خان جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے وائس چانسلر اور صدر جمہوریہ ہند رہے۔دوسرے چچا ڈاکٹر یوسف حسین خان سابق پرو وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی رہے۔تصانیف: مقدمہ تاریخ زبان اردو۔اردو زبان و ادب۔قدیم اردو۔اردو زبان کا خاکہ۔قصہ مہر افروز و دلبر

خط نمبر ۲۷

۱ ایجوکیشنل پبلشرز لمیٹڈ، علی گڑھ۔

خط نمبر ۲۸

۱ دیکھیے سید عبداللہ کے خط نمبر ۱ کا حاشیہ (۳)

۲ دیکھیے رشید حسن خاں کے خط نمبر ۵ کا حاشیہ (۱)

خط نمبر ۳۰

۱۔ لطیف الزماں: نامور محقق، ادیب، ادیب۔ پیدائش ۱۹۲۶ء حال مقیم ملتان، قابل ذکر کتب: ان سے ملئے (خاکے) اور خطوط رشید احمد صدیقی۔

۲۔ نذیر احمد پروفیسر: پیدائش 1915ء وفات، ۱۹/اکتوبر ۲۰۰۸ء علی گڑھ۔ معروف محقق، نقاد، مدون اور ماہر تعلیم، مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ فارسی میں استاد اور صدر شعبہ اور ڈین فیکلٹی آف آرٹس کے علاوہ رسالہ فکر ونظر کے ابتدائی سیکریٹری اور نائب مدیر بھی رہے اس کے علاوہ غالب انسٹی ٹیوٹ کے سیکریٹری، نائب صدر، صدر اور تا حیات ٹرسٹی اور ایک عرصہ تک رسالۂ غالب کے مدیر بھی رہے۔ معروف تصانیف وتالیفات میں شیخ غلام ہمدانی مصحفی (تحقیق و تنقیدی جائزے)، انیسویں صدی کی علمی، ادبی اور تہذیبی روایت، غالب کی مکتوب نگاری، مرزا محمد رفیع سودا، میر تقی میر، تنقیدات، غالب پر چند تحقیقی مقالے، سید مسعود حسن رضوی ادیب، مقالات نذیر، غالب پر چند مقالے، مولانا امتیاز علی خاں عرشی، نقد قاطع برہان، مکاتیب سنائی، دستور الافاضل، دیوان عمید لوئکی، دیوان حافظ، فرہنگ زفان گویا وغیرہ

خط نمبر ۳۳

۱۔ ڈاکٹر شیام لال کالڑا، عابد پشاوری: صدر شعبۂ اردو جموں یونیورسٹی (محقق، نقاد، ادیب) ولادت ۲۲/دسمبر ۱۹۳۷ء ڈیرہ اسماعیل خان، پاکستان۔ وفات فروری ۱۹۹۹ء تصانیف: انشا کے حریف وحلیف ۱۹۸۰ء۔ انشاء اللہ خان: حیات شخصیت اور ان کی نثری خدمات ۱۹۸۵ء (پی ایچ ڈی مقالہ) متعلقات انشاء ۱۹۸۵ء۔ نقطے اور شوشے، ذوق اور محمد حسین آزاد اور دیگر کتب شامل ہیں۔

۲۔ انشاء اللہ خان انشاؔ: پیدائش ۱۷۵۶ء مرشد آباد، وفات ۱۸۱۸ء لکھنؤ۔ شاہی دربار سے بھی وابستہ رہے۔ بہت ذہین کئی زبانیں اور لہجے جانتے تھے کلام کئی مرتبہ شائع ہوا۔ ایک اچھا مجموعۂ کلام ''کلام انشاء'' مرزا محمد عسکری نے مرتب کر کے ۱۹۵۱ء میں اتر پردیش اکادمی، لکھنؤ سے شائع کیا۔ جب کہ نثری تصانیف میں: دریائے لطافت، کہانی رانی کیتکی اور کنور اودھے بان کی، لطائف السعادات سلک گوہر اور ترکی روزنامچہ شامل ہیں۔

۳۔ دیکھیے رشید حسن خاں خط نمبر ۲ کا حاشیہ (۱)

۴۔ میر اثر، سید محمد میر خواجہ ظہور الناصر، خواجہ میر درد کے بھائی شاعر، ادیب۔ ولادت ۱۷۳۰ء وفات ۱۷۹۴ء۔ اصل شہرت مثنوی خواب وخیال سے حاصل ہوئی۔

۵۔ دلیپ کمار: برصغیر کی مشہور فلمی شخصیت اصل نام یوسف خان پیدائش پشاور پاکستان

۶۔ قدیم اردو اور مشترکہ ہندوستانی تہذیب اردو اکادمی دہلی سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔

۷۔ دلی اردو اکیڈمی/اردو اکادمی دہلی۔ ۳۱ مارچ ۱۹۸۱ء کو فروغ اور ترویج اردو کے لیے کثیر الجہتی مقاصد کے لیے قائم ہوئی۔

۸۔ یونیورسٹی، شری ون کٹیشور یونیورسٹی گجر دالا میرٹھ، اس کی بنیاد چانسلر دکاس کمار نے رکھی۔ سری ون کٹیشور یونیورسٹی، تروپتی۔

۹۔ یونیورسٹی آف دہلی کا نارتھ کیمپس، قیام ۱۹۵۴ء پہلے پرنسپل ڈاکٹر بھم سن سنگھ تھے۔

۱۰۔ اصل نام احمد، قلمی نام فیروز بخت، محقق، ادیب، عالم، سیاسی رہنما، صحافی، مقرر، پیدائش ۱۱؍نومبر ۱۹۸۸ء وفات ۲۲؍فروری ۱۹۵۸ء دہلی۔ آپ کو عربی، فارسی اور اردو زبانوں پر عبور حاصل تھا، آپ نے اردو ادب میں ایک ایسے جدید باب کا اضافہ کیا جو کسی کے وہم و گمان میں نہ تھا۔۔۔ مولانا کی اردو فارسیت اور عربیت آمیز ہے۔ آپ نے عربی کے علاوہ وہ الفاظ اور وہ ترکیبیں استعمال کیں ہیں جن کے لیے لغت بھی نہ کافی ہے۔ لیکن عربی کے یہ الفاظ اردو میں اس طرح ٹانگ دیے گئے ہیں جیسے مخمل میں موتی یا جیسے گلاب میں چنبیلی و چمپا کے قلم یا جیسے تاج میں عقیق و زبرجد اور ہیروں کے برقیاش نقش و نگار۔ تصانیف: ترجمہ القران، انتخاب الہلال، انبیاء واکرام، الہلال کے افسانے، البیرونی اور جغرافیہ عالم۔ اسلام کا نظریۂ جنگ، انسانیت موت کے دروازے پر، افکار و آزاد، التبلیغ، غبار خاطر، اصحاب کہف، اسلام اور آزادی۔ (سبد گل، تذکرۂ شعراء، ایچ ایچ امام اکبرآبادی، آفتاب اکیڈمی کراچی اشاعت دوم ۲۰۰۱ء، ص ۳۵، ۳۶)۔

۱۱۔ اصل نام سید وحید الدین: ولادت ۲۱ مارچ ۱۸۶۳ء بھرت پور راجستھان۔ وفات ۲؍اکتوبر ۱۹۵۵ء دہلی۔ تصانیف: ۱۔ در شہوار ۲۔ دیوان بے خود ۳۔ گفتار بے خود۔ ۴ ننگ و ناموس (ناول)، ۵۔ مرآۃ الغالب (شرح دیوان غالب)

۱۲۔ مرآۃ الغالب: سید وحید الدین بے خود دہلوی، عثمانیہ بک ڈپو، کلکتہ، ۱۹۸۵ء۔ (دیوان غالب کی مکمل شرح)

۱۳۔ مرزا محمود بیگ بن مرزا شہباز بیگ (ادیب) پیدائش ۲۰؍اگست ۱۹۰۸ء دہلی، وفات: ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء، سابق پرنسپل دلی کالج۔ تصنیف: بڑی حویلی۔

۱۴۔ فراق گورکھ پوری معروف شاعر اور نقاد۔ پیدائش ۲۸؍اگست ۱۸۹۶ء گورکھ پور وفات ۲؍مارچ ۱۹۸۳ء گورکھ پور، رگھو پتی سہائے نام تخلص فراق۔ تحریک آزادی کے لیے جیل کاٹی، الٰہ آباد اور لکھنؤ میں کالج کی سطح کی تدریس کی۔ اگرہ یونیورسٹی سے ایم۔اے انگریزی (فسٹ کلاس فسٹ میں پاس) کیا۔ الٰہ آباد یونیورسٹی میں لیکچرر انگریزی مقرر ہوئے اور ۱۹۵۸ء میں بحیثیت ریڈر ریٹائر ہوئے پھر یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے انھیں نیشنل پروفیسر مقرر کیا۔ شاعری اور تنقید پر کئی کتابیں تحریر کیں۔ معروف کتب میں روح کائنات، مشعل، روپ، رمز و کنایات، شبنمستان وغیرہم شامل ہیں۔

۱۵۔ داغ دہلوی: نواب مرزا خان (اصل نام ابراہیم) ولادت ۲۵ مئی ۱۸۷۱ء دہلی وفات ۱۴ فروری ۱۹۰۵ء حیدرآباد دکن۔ تصانیف: ۱۔ آفتاب داغ ۲۔ فریاد داغ (مثنوی) ۳۔ گلزار داغ ۴۔ شہاب داغ ۵۔ یادگار داغ۔

خط نمبر ۳۵

۱۔ دیکھیے عبادت بریلوی خط نمبر ۱۰ کا حاشیہ (۱)

۲ دیوان فائز مرتبہ سید مسعود حسن رضوی ادیب، انجمن ترقی ہند، دہلی ۱۹۴۶ء

۳ ملا واعظ حسین کاشفی کی روضۃ الشہدا کا ترجمہ قدیم اردو نثر میں فضل حسین فضلی نے ۱۸۳۲ء (عہد محمد شاہ) میں کیا۔ اس میں دس نہیں بارہ مجلسیں ہیں اور مصنف نے جگہ جگہ کربل کتھا لکھا ہے۔ محمد بخش نے اردو نثر میں ۱۲۱۸ھ میں کیا پھر منشی مظہر علی خاں ولا نے نظر ثانی اور ۱۲۱۹ھ میں مکمل کیا۔ آرزو صاحب نے کربل کتھا کا واحد قلمی نسخہ دستیاب کر کے مالک رام کے اشتراک سے کربل کتھا کو مقدمہ، فرہنگ وحواشی اور ضروری فہرستوں کے ساتھ مرتب کر کے ۱۹۶۵ء میں ادارۂ تحقیقات پٹنہ سے شائع کیا۔

۴ (پیدائش: ۱۸۹۴ء، وفات ۱۹۶۳ء) سابق صدر شعبہ فارسی علی گڑھ یونیورسٹی۔ تصانیف: فارسی ادب میں تحقیقات، ایران جہاز رانی تاریخ، عہد مغلیہ کی شاعری، ادبیات فارسی میں تحقیقات، دیوان کاہی، مضامین فارسی، فلکی شیروانی، مضامین کا مجموعہ ''موقوفات'' ۱۹۹۴ء میں ڈاکٹر محمود افشار نے تہران سے شائع کیا۔

☆محمد طفیل

شہرہ آفاق علمی وادبی رسالے ''نقوش'' کے مدیر اور صاحب طرز خاکہ نگار محمد طفیل ۱۴ راگست ۱۹۲۳ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام میاں عمر الدین تھا۔ وفات ۴ جولائی ۱۹۸۶ء کو اسلام آباد میں ہوئی۔ تصانیف: جناب۔ آپ۔ صاحب۔ مجی۔ مخدومی۔ محترم۔ مکرم اور معظم شامل ہیں۔

خط نمبر ۱

۱ واہی، سید محمد رضا نقوی۔ پیدائش یکم فروری ۱۹۵۱ء سہوان بہار۔ بہار قانون ساز اسمبلی میں آفیشل رپورٹر سے ترقی کرتے ہوئے اسسٹنٹ سکریٹری پر رٹائر ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں واہیات (مجموعہ کلام) ۱۹۵۰ء، اردو شاعر اور بہار (ہندی) ۱۹۵۷ء، طنز وتبسم (مجموعہ کلام) ۱۹۶۳ء، نشتر ومرہم (مجموعہ کلام) ۱۹۶۸ء، کلام نرم ونازک (مجموعۂ کلام) ۱۹۷۲ء، نام بنام (منظوم خطوں کا مجموعہ) ۱۹۷۲ء، متاع واہی (مجموعۂ کلام) ۱۹۷۷ء، چٹ پٹی نظمیں (مزاحیہ نظمیں ہندی رسم خط میں) ۱۹۷۷ء، شعرستان واہی ۱۹۸۳ء۔

۲ دیکھیے رشید حسن خاں کے خط نمبر ۵ کا حاشیہ (۱۱)۔

خط نمبر ۲

۱ لالہ دوارکا داس شعلہ (۱۹۱۰ء۔۱۹۸۳ء)

خط نمبر ۴

۱ دیکھیے رشید حسن کا خط نمبر ۱۴ کا حاشیہ (۱)

☆محی الدین قادری زور

محی الدین قادری زور، پیدائش حیدر آباد دکن ۱۹۰۴ء، وفات ۲۴ ستمبر ۱۹۶۲ء کشمیر۔ آپ نے گھر پر ابتدائی تعلیم والد

سے حاصل کی آپ کی والدہ شہر النساء بیگم فضیلت جنگ کی رشتے دار تھیں، آپ نے دنیا میں اس دور میں آنکھ کھولی جب حیدرآباد دکن میں علم وادب کے چرچوں سے گونج رہا تھا۔ اور جس میں خدا پرستی، دین داری اور انسان دوستی مقصد حیات سمجھی جاتی تھی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم ''مدرسہ دار العلوم'' میں ہوئی، پھر سٹی ہائی اسکول اور پھر عثمانیہ کالج میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۲۵ء میں بی۔ اے اور ۱۹۲۷ء میں ایم۔ اے کیا۔ ایم۔ اے میں اعزازی کامیابی حاصل کرنے پر حکومت حیدرآباد نے آپ کو سرکاری وظیفے پر اگست ۱۹۲۷ء میں انگلستان بھیجا، جہاں ۱۹۲۵ء کو لندن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی جس کا عنوان ''اردو کا آغاز وارتقاء'' تھا۔ آپ بہ حیثیت ماہر لسانیات مسلم حیثیت رکھتے ہیں آپ کی تحقیقی وتنقیدی، صوتیات ولسانیات میں کثیر کتب موجود ہیں جس میں آپ کی پہلی کتاب ''اردو شہہ پارے'' جو ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی اس کے علاوہ تذکرہ گلزار ابراہیم ۱۹۳۴ء، تذکرہ فکشن ہند ۱۹۳۴ء، دکنی ادب کی تاریخ کے کلیات، سلطان محمد قلی قطب شاہ ۱۹۴۰ء، تذکرہ مخطوطات، ۱۹۵۱ء، روح تنقید ۱۹۶۷ء، روح غالب ۱۹۳۱ء ہندوستانی صوتیات، ہندوستانی فونٹکس، ہندوستانی لسانیات وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کے افسانوں کے دو مجموعے بھی شائع ہوئے۔ آپ نے شاعری بھی کی تاہم بعد میں شاعری ترک کردی لیکن اپنے تخلص سے مشہور ہوگئے۔ (مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں: بیس معروف شخصیات از جاوید اختر بھٹی، ص ۳۰۶ تا ۳۱۲) اور مختصر تاریخ ادب اردو از ڈاکٹر سید اعجاز حسین۔

۱۔ مولوی نصیر الدین ہاشمی صاحب: ادیب، ولادت ۱۵/ مارچ ۱۸۹۵ء حیدرآباد دکن، وفات ۲۶ ستمبر ۱۹۶۴ء حیدرآباد دکن۔ تصانیف: ۱۔ خواتین عہد عثمانی ۲۔ دکن میں اردو ۳۔ دکنی ہندو اور اردو ۴۔ مدراس میں اردو ۵۔ مقالات ہاشمی ۶۔ یورپ میں دکنی مخطوطات

۲۔ خالدہ یوسف نے عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن سے محی الدین قادری زور کی نگرانی میں ''اورنگ آباد میں اردو زبان کا ارتقا'' پر مقالہ لکھ کر ۱۹۵۹ء میں پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔

☆مرتضی حسین فاضل لکھنوی

مرتضی حسین فاضل لکھنوی، ولدیت، مولانا سید سردار حسین المعروف بہ سیّد قاسم آغا، ولادت یکم اگست ۱۹۲۳ء لکھنؤ، وفات ۲۳/ اگست ۱۹۸۷ء لاہور۔ ممتاز شیعہ عالم دین، محقق، اردو ادیب ونقاد، مترجم، مصنف۔ تصانیف: تاریخ تدوین حدیث وتذکرہ محدثین شیعہ ترجمہ وشرح نہج البلاغہ۔ اوصاف الحدیث خطیب القرآن۔ رسول واہل بیت رسولؐ مطلع انوار (تذکرہ اکابر شیعہ علماء پاک وہند) شرح غزلیات نظیری۔ احوال ورباعیات خیام، نہج البلاغہ کا ادبی مطالعہ۔ سفر نامۂ حج وزیارت تاریخ عزاداری۔ حیات حکیم۔ تذکرۂ مجید۔ مرتب: عود ہندی غالب۔ تذکرہ ریاض الفردوس۔ کلیات آتش، کلیات فارسی غالب۔ مکاتیب آزاد۔ مثنویات حالی، (وفیات اہل قلم از ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ، اکادمی ادبیات پاکستان صفحہ نمبر ۴۲۵)

خط نمبر۱

۱۔ میاں بشیر احمد نے ۱۹۲۲ء میں لاہور سے جاری کیا۔اس کے اڈیٹروں میں یوسف ظفر، ناصر کاظمی، شیر محمد اختر شامل ہیں اس کا آخری شمارہ جنوری ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا۔

۲۔ مولانا حامد علی خاں نے ۱۹۵۱ء میں لاہور سے جاری کیا۔۲۰۰۱ء میں مولانا کے فرزند شاہد علی خاں نے اسے دوبارہ جاری کیا۔

۳۔ آغاز ۲۵ نومبر ۱۹۴۲ء، نئی دہلی، بھارت۔

۴۔ کراچی سے ۱۹۴۸ء میں جاری ہوا، اس کی ادارت سید وقار عظیم نے کی۔

۵۔ نکات ورقعات غالب نے محکمہ تعلیم کے لیے مرتب کی، مطبع سراجی، دہلی سے ۱۸۶۸ء میں شائع ہوئی۔

۶۔ ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی: اردو ادبیات کے استاد شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے صدر، شاعر، نقاد، محقق، ولادت ۹ راگست ۱۹۲۷ء سرائے میر وفات یکم جون ۱۹۷۸ء علی گڑھ۔تصانیف: اردو میں ترقی پسند ادبی تحریک۔ آئینہ خانے۔زاویہ نگاہ۔زندگی اے زندگی۔فکروفن۔کاغذی پیرہن۔مضامین نو۔مقدمہ کلام آتش۔نیا عہدنامہ۔ نوائے ظفر۔نئی نظر کا سفر

۷۔ قاطع برہان نظر ثانی اور اضافوں کے ساتھ ۱۸۶۵ء میں درفش کاویانی کے نام سے طبع ہوئی۔

خط نمبر۲

۱۔ سہ ماہی نوائے ادب، بمبئی۔

خط نمبر۳

۱۔ غلام رسول مہر پیدائش ۱۴/اپریل ۱۸۹۵ء جالندھر، وفات ۱۶ نومبر ۱۹۷۱ء لاہور۔نام ور صحافی، ادیب، مؤرخ، شارح اقبال وغالب۔مولانا آزاد نے مسلمانوں کی تنظیم کے لیے ایک جماعت حزب اللہ بنائی تھی اس کی اراکین کی تربیت کے لیے دارالاشاد قائم کیا تھا غلام رسول مہر مولانا آزاد بھی حزب اللہ اور دارالاشاد کے رکن بن گئے۔مہر صاحب نے ۱۹۱۵ء میں بی۔اے پاس کیا تو انھیں حیدرآباد دکن میں ملازمت مل گئی۔روزنامہ زمیندار سے وابستہ رہے اور مولانا عبدالحمید کے ساتھ اپنا اخبار نکالا اور اس کے مدیر بھی رہے۔ان کی کتاب خطوط غالب پہلی مرتبہ ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی تھی اس میں انھوں نے غالب کے خطوط اور دوسری تحریروں کے اقتباسات کو اس طرح سے مرتب کیا ہے کہ اس سے کم وبیش غالب کی پوری سوانح عمری سامنے آگئی ہے۔غالب کے بعد ان کا دوسرا دل پسند موضوع اقبال تھا ان کے اقبال کے ساتھ بہت زمانے کے تعلقات تھے بلکہ ساتھ مل کر کام کرنے کے مواقع بھی ملے تھے۔اس کے علاوہ آپ نے بچوں کے ادب پر خاصی توجہ دی اس سلسلے میں کوئی پچاس کتابیں لکھی ہوں گی۔تصنیف وتالیف اور ترجمے کے میدان میں غیر معمولی کارنامے انجام دیے۔اہم تصانیف وتالیفات میں: تاریخ سندھ، سیرت ابن تیمیہ، سید احمد شہید، رسول رحمت، سرود رفتہ شامل ہیں جب کہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا

ترجمہ کیا۔مختلف شرح بھی لکھیں جن میں مطالب بانگ درا۔ مطالب بال جبریل۔ مطالب اسرار ورموز، مطالب ضرب کلیم، نوائے سروش، اور شرح دیوان غالب شامل ہیں۔

۲۔ (متوفی ۱۲۳۲ھ) خوش گوشاعر، استاد، عالم، ماہر زبان وقواعد، دانش ور، عبدالحلیم شرر کے بقول لکھنؤ میں فارسی کا مذاق انھیں سے ہوا تھا...... قتیل مضافات دہلی کے ایک قصبے فرید آباد سے تعلق رکھتے تھے ان کے آباؤاجداد غیر مسلم تھے۔ خاندانی نام دلوالی (دیوالی سنگھ) تھا۔ قتیل کا انتقال غالب کے عنفوان شباب میں ہوا تھا ان کے انتقال کے وقت غالب کی عمر ۲۰ سال تھی۔ ان دونوں کے درمیان ایک ادبی معرکہ بھی پیش آیا تھا جس کی پوری تفصیل کے لیے دیکھیے قتیل اور غالب، تالیف سید اسد علی انوری، فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، کراچی، اشاعت دوم ۱۹۹۸ء۔

۳۔ مرزا عسکری حسن بن مرزا محمد تقی (ادیب، مورخ) ولادت ۱۸۶۹ لکھنؤ، وفات ۱۵ر دسمبر ۱۹۵۱ء لکھنؤ۔ تصانیف: ۱۔ادبی خطوط غالب ۲۔آئینہ بلاغت ۳۔تاریخ ادب اردو (ترجمہ) ۴۔غوث الاعظم ۵۔کلام انشاء ۶۔مرزا غالب کی شاعری ۷۔میلاد النبیؐ ۸۔من کیستم ۹۔نوادر ۱۰۔واقعات محاصرہ گول گنڈہ۔

۴۔ دیکھیے محمد حسن خط نمبر ۳۳ کا حاشیہ (۲)۔

۵۔ دیکھیے سید عبداللہ خط نمبر ۳ کا حاشیہ (۱)

۶۔ دیکھیے رشید حسن خاں خط نمبر ۵ کا حاشیہ (۱)

۷۔ خیر صاحب سے مراد غالباً خیر بہوروی ہیں (متوفی جون رجولائی ۱۹۷۱ء) آپ انجمن ترقی اردو ہند میں اسسٹنٹ سیکریٹری بھی رہے۔ انجمن سے علیحدگی کے بعد لکھنؤ میں میر اکیڈمی اور غالب اکیڈمی قائم کیں جن کے زیر اہتمام حدیث میر اور مرقع غالب بھی شائع کیں۔

خط نمبر ۴

۱۔ عود ہندی از مرزا اسداللہ خاں غالب مرتبہ سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبع اول۔ جون ۱۹۶۷ء۔

۲۔ پیدائش ۴۱۔۹۴۰ء وفات ۱۰۲۰ء۔ عظیم فارسی شاعر شاہ نامہ کا خالق۔

۳۔ نظامی گنجوی پیدائش ۴۱۔۱۰۴۰ء وفات ۶۳۔۱۱۶۲ھ فارسی کے عظیم شاعر، خمسہ نظامی پانچ طویل فارسی مثنویوں کا مجموعہ ہے۔

خط نمبر ۵

۱۔ اردوئے معلی مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوئی۔

۲۔ کلیات غالب (فارسی) تین جلدوں میں مجلس ترقی ادب لاہور نے شائع کی۔

۳۔ مطلع انوار، حجۃ الاسلام سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی صاحب قبلہ صدر الافاضل خراساں اسلامک ریسرچ سنٹر، ۱۲ر۱۰ گلبرک فیڈرل ایریا کراچی، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء۔

۴۔ مقالات محمد حسین آزاد مرتبہ آغا محمد باقر، مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئے۔

☆ممتاز حسین

ممتاز حسین، پروفیسر۔ ادب کی قدرآور شخصیت۔ پیدائش یکم اکتوبر ۱۹۱۸ءکوضلع غازی پور، یو پی انڈیا، وفات ۱۵؍اگست ۱۹۹۲ء کراچی۔ ۱۹۴۴ء تا ۱۹۴۶ء تک کالونی تعلقہ دار کالج میں تدریس کی، ۱۹۴۷ء سے ۱۹۴۹ء تک انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی سے بہ حیثیت اسسٹنٹ ڈائریکٹر کام کیا۔ پاکستان آمد کے بعد روزنامہ امروز میں بحیثیت صحافی بھی خدمات سرانجام دیں۔ اور پھر درس وتدریس سے وابستہ ہوگئے اور کراچی کے مختلف کالجوں میں فرائض انجام دیے۔ ادبی سفر کا آغاز زمانہ طالب علمی سے کیا، جلد ہی وہ تنقید نگاری پر فائز ہو۔ پھر یہ ہی ان کا فن ٹھہرا۔ اور اردو، انگریزی دونوں زبانوں میں آپ نے مضامین لکھے۔ آپ کی تصانیف میں: نقد حیات ۱۹۴۷ء، نئی قدریں ۱۹۵۴ء، ادبی مسائل ۱۹۵۵ء ادب اور شعور ۱۹۶۱ء، حالی کے شعری نظریات: ایک تنقیدی مطالعہ ۱۹۸۸ء اور امیر خسرو (حیات اور شاعری)، انتخاب غالب، باغ و بہار معہ مقدمہ وفرہنگ، غالب ایک مطالعہ، میر تقی میر: حیات اور شاعری، نئے تنقیدی گوشے، نقدِ حرف وغیرہم۔

خط نمبرا

ا علی گڑھ میگزین کا غالب نمبر (۱۹۴۹ء میں شائع ہوا)

۲ متوفی ۴؍ستمبر ۱۹۶۸ء دارالمصنفین کے رکن اور معارف کے سب اڈیٹر رہے۔ ۱۹۳۰ء میں وہ گجرات کالج، احمد آباد میں لیکچرر ہوکر چلے گئے۔ دو یا تین سال بعد بمبئی کے اسمٰعیل کالج چلے گئے اور یہیں سے رٹائر ہونے کے بعد اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ انجمن اسلام کے ڈائرکٹر بنے اس کے علاوہ رسالہ نوائے ادب بمبئی کے اڈیٹر بھی تھے۔ تصانیف وتالیفات میں رقعات عالمگیر (جلد اوّل) اور اس کا مقدمہ نمایاں ہے باقی جلدوں کا مواد جمع کرنے کے باوجود ناگزیر وجوہات کی بنا پر شائع نہ کرسکے۔ ان کی آخری شائع شدہ کتاب ''لغات گجری'' تھی۔

خط نمبر۳

ا سہ ماہی اردو ادب، علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ہند کا رسالہ۔

☆ممتاز شیریں

ممتاز شیریں: معروف افسانہ نگار اور اعلیٰ درجے کی مترجم تھیں۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۴ء کو میسور میں پیدا ہوئیں۔ وفات ۱۹۷۲ء اسلام آباد پاکستان۔ آپ کے والد کا نام قاضی عبدالغفور تھا۔ ابتدائی تعلیم نانا اور نانی نے کی۔ ۱۳ سال کی عمر میں میٹرک کیا، ۱۹۴۱ء میں بنگلور سے مہارانی کالج سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی، تقسیم ہند کے بعد پاکستان آگئیں اور کراچی میں مقیم ہوئیں۔ یہاں آکر انھوں نے کراچی یونیورسٹی سے انگریزی ادب میں ایم۔ اے کیا۔ پھر آکسفورڈ یونیورسٹی میں جدید انگریزی تنقید کے اسباق میں حصہ لیا وہ آکسفورڈ میں رہ کر ایم۔ فل کی ڈگری لینا چاہتی تھیں لیکن نامساعد حالات نے اجازت نہیں دی اور واپس آگئیں۔ آپ کی شادی ۱۹۴۲ء میں صمد شاہین سے ہوئی۔ ۱۹۵۴ء میں ہالینڈ کے دارالخلافہ ہیگ میں ایک بین الاقوامی ادبی کانفرنس میں آپ نے پاکستان کی نمائندگی کی۔ آپ جہاں گئیں وہاں کے ادیبوں سے تبادلۂ خیالات کیا اور فکر وفن کو بہت فائدہ پہنچایا۔ زندگی کے آخری

دنوں میں پاکستان کی وزارت تعلیم سے بہ حیثیت مشیر منسلک رہیں آپ کا پہلا افسانہ 'انگڑائی'' ۱۹۴۲ء میں چھپا تو ادبی حلقوں نے محسوس کیا کہ افسانہ نگاری میں ایک نیا چراغ روشن ہوا ہے۔ دیگر افسانوں میں '' دیپک راگ''، '' میگھ ملھار'' شامل ہیں۔ آپ کو اردو انگریزی دونوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ آپ کی دیگر تصانیف و تالیفات میں اپنی نگریا (افسانوی مجموعہ)، معیار (تنقیدی مقالات کا مجموعہ)، درشہوار (جان اسٹین بک کے ناول دی پیرل کا اردو ترجمہ جس میں امریکی ناول پر ممتاز شیریں کا طویل مقالہ بھی شامل ہے۔) کے علاوہ میگھ ملھار (افسانوں کا مجموعہ) حدیث دیگراں اور نہ نوری نہ ناری (سعادت حسن منٹو کے بارے میں) شامل ہیں۔ ماخوذ: ا۔'' دبستانوں کا دبستان'' (از احمد حسین صدیقی: سال اشاعت ۲۰۰۳ء، ص نمبر ۴۷۵ تا ۴۷۷) ۲۔ ڈاکٹر انور سدید کی کتاب '' اردو ادب کی مختصر تاریخ''، طبع سوم ۱۹۹۸ء۔ (مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں '' تذکرۂ معاصرین'' حصہ دوم، از مالک رام، مکتبۂ جامعہ نئی دہلی، ۲۰۱۱ء، ص نمبر ۱۳۲ تا ۱۳۴۔)

خط نمبر ا

ا۔ اردو کے ممتاز نقاد، شاعر و ادیب، محقق، معروف بیوروکریٹ، رٹائرڈ سیکریٹری حکومت پاکستان۔ انڈس ٹریٹی پر جارج واشنگٹن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی۔ کتب: غالب آشفتہ نوا۔ ن۔ م راشد: شاعر اور شخص (۱۹۸۹ء)، محمد حسن عسکری، ایک مطالعہ (۱۹۹۴ء)، عسکری: خطوط کے آئینے میں۔ فیض احمد فیض: شاعر اور شخص (۱۹۹۹ء) میر، غالب اور اقبال (۲۰۰۴ء)، اشارات (۱۹۹۶ء)، بیادِ صحبت نازک خیالاں (خودنوشت ۹۶ء)، اعزاز: ستارۂ امتیاز (۲۰۰۷ء) ولدیت مصطفیٰ خاں۔ ولادت ۲۲/ اکتوبر ۱۹۲۳ء، لدھیانہ وفات: ۲۵/ اگست ۲۰۰۵ء، اسلام آباد۔ (وفیات اہل قلم، اکادمی ادبیات پاکستان، ص نمبر ۲۵)

۲۔ محمد حسن عسکری، پیدائش ۵/ نومبر ۱۹۱۹ء میرٹھ، وفات ۱۸/ جنوری ۱۹۷۸ء کراچی، اردو کے نامور ادیب، افسانہ نگار، مترجم، ماہر تعلیم، سابق صدر شعبۂ انگریزی اسلامیہ کالج کراچی۔ جھلکیاں کے نام سے ماہ نامہ ساقی میں ۱۹۴۲ء سے ۱۹۷۵ء تک ادبی کالم لکھتے رہے۔ انگریزی مترجم تفسیر قرآن مفتی محمد شفیع (جلد اوّل)، انسان اور آدمی ستارے یا بادبان وقت کی راگنی تنقید کتب ہیں اور افسانوں میں قیامت ہم کاب نہ آئے اور جزیرے شامل ہیں اور تراجم میں ریاست اور انقلاب اور میں نے لکھنا سیکھا شامل ہیں۔

۳۔ پیدائش ۱۵/ ستمبر ۱۹۱۷ء دہلی وفات ۱۱/ اکتوبر ۲۰۰۵ء ٹورنٹو، کینیڈا۔ تعلیم ایم۔ اے انگریزی، صنف ادب: شاعری، تنقید، افسانہ نگاری، ترجمہ زبان اردو۔ تصانیف: ا۔ انتخاب ظفر مع مقدمہ ۲۔ نشید حریت ترتیب ۱۹۵۷ء ۳۔ خیابان یار ترتیب ۱۹۵۶ء ۴۔ انجان راہی ترجمہ ۱۹۵۷ء ۵۔ تار پیراہن مجموعہ کلام ۱۹۵۸ء ۶۔ نکتہ راز تنقیدی مقالات ۷۔ تیسری دنیا ترجمہ ۱۹۷۹ء ۸۔ حرف دل رس غزلیات ۱۹۸۱ء ۹۔ نوادر ظفر ترتیب و مقدمہ ۱۰۔ مؤلف فرہنگ تلفظ، اعزازات، معتمد اعزازی ترقی اردو بورڈ کراچی۔ ستارہ امتیاز اگست ۱۹۸۵ء

خط نمبر ۲

ا۔ دیکھیے خطوط محمد طفیل

۲ پیدائش ۲۱ر جون ۱۹۳۴ء امروہہ۔ وفات ۲۹ نومبر ۲۰۰۴ء دہلی) نقاد، مترجم، شاعر، ادیب اور ادبیات عربی کے استاد تھے۔ ان کی تصنیفی، تالیفی اور تدریسی سرگرمیاں تقریباً ۵۰ برسوں پر محیط ہیں، آپ عربی، فارسی، انگریزی اور اردو زبان پر عبور رکھنے کے ساتھ ساتھ ہندی زبان سے بھی بخوبی واقف تھے۔ آپ نے عربی ، فارسی ، اردو ادبیات، ہندوستانی مسلمانوں کی ثقافت، سیرت، تقابل مذاہب، تاریخ نویسی، تذکرہ نویسی جیسے متنوع موضوعات پر تحقیق، تنقیدی، تدریسی کام کیے۔ خصوصاً غالب، میر اور مصحفی پر آپ کا تحقیقی وتنقیدی کام خاص اہمیت رکھتا ہے۔ آپ کی کثیر تصانیف میں سے چند یہ ہیں: ا۔ میر کی آپ بیتی (ترجمہ) ۱۹۵۷ء ۲۔ دید و دریافت ۱۹۶۴ء ۳۔ طبقات الشعراء (مقدمہ، تدوین) ۱۹۶۵ء ۴۔ کلیات مصحفی اول و دوم، ۶۸۔۱۹۶۵ء ۵۔ غالب کی آپ بیتی ۱۹۶۹ء، ۶۔ تلاش میر ۱۹۷۲ء ۔ اعزازات: سند امتیاز قومی ایوارڈ ۱۹۸۵ء۔

☆میراجی

اصل نام ثناءاللہ ڈار، ۲۵ر مئی ۱۹۱۲ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ کم عمری میں ہی ساحری تخلص کے تحت شاعری کی پھر ایک لڑکی (میرا سین) کے واقعے نے کایا پلٹ دی یوں وہ ثناء اللہ ساحری سے میراجی بن گئے۔ نوجوانی میں ہی حلقہ ارباب ذوق میں دل چسپی لینے لگے اور یہی دل چسپی انھیں ''ادبی دنیا'' کے دفتر لے گئی جہاں مولانا صلاح الدین نے ان کی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر نائب مدیر بنالیا۔ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۱ء تک میراجی ادبی دنیا سے منسلک رہے ان کے یہ چار سال ''ادبی دنیا'' کے فنی فروغ کے چار بہترین سال تھے۔ ادبی دنیا سے قطع تعلق کے بعد میرا جی آل انڈیا ریڈیو دہلی میں ملازم ہو گئے ریڈیو کے مسودات لکھنے کی مہارت کے ساتھ گیت لکھنے میں بھی مہارت حاصل کرلی ان کے گیتوں کا مجموعہ ''گیت ہی گیت'' کے نام سے شائع ہوا۔ دہلی پہنچ کر ان کا مطالعہ غرق ذوق مئے ناب ہو گیا چند سال بعد وہ بمبئی چلے گئے جہاں انھوں نے ایک ادبی رسالہ ''خیال'' نکالا، نومبر ۱۹۴۹ء کو بمبئی کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ ان کے کئی مجموعہ کلام کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ اردو میں آزاد نظم کے تجربے کیے اور اس حوالے سے نمایاں مقام کے حامل رہے۔ ان کا بہت سا تصنیفی وتالیفی کام ان کے انتقال کے بعد شائع ہوا۔ ان کی کتب میں میراجی کے گیت ۱۹۴۳ء میراجی نظمیں ۱۹۴۴ء، گیت ہی گیت ۱۹۴۴ء، پابند نظمیں ۱۹۶۸ء، تین رنگ ۱۹۶۸ء ودیگر شامل ہیں۔ اس کے علاوہ میراجی بطور نقاد اور مترجم بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

☆ناصر کاظمی

ولادت یکم دسمبر ۱۹۲۳ء، ناصر کاظمی کی اپنی ڈائری میں تحریر کردہ تاریخ پیدائش ۸ر دسمبر ۱۹۲۵ء بمقام انبالہ، وفات ۲ر مارچ ۱۹۷۲ء لاہور۔ جدید اردو غزل میں آپ کو ممتاز حیثیت حاصل ہے آپ کی غزل رچے ہوئے شعری مذاق کی حامل ہے اور اس میں قدیم وجدید روایات کا حسین امتزاج نظر آتا ہے موجودہ دور میں غزل کے حسن کو نکھارنے اور تازگی عطا کرنے والا شاعر ناصر کاظمی ہی ہے۔ آپ کی کثیر تصانیف میں برگ نے، دیوان، پہلی بارش، نشاط خواب، سر کی چھایا، خشک چشمے کے کنارے، انتخاب نظیر۔ انتخاب دل، انتخاب انشا، خیال کا ۱۸۵۷ء نمبر،

مرتبہ ناصر کاظمی انتظار حسین وغیرہ شامل ہیں: (۱) ''وہ تیرا شاعر وہ تیرا ناصر''، ناصر کاظمی شخصیت اور فن از ڈاکٹر حسن رضوی، لاہور ۱۹۹۶ء، سنگ میل پبلی کیشنز

خط نمبر ۱

۱۔ دیکھیے مرتضیٰ حسین خط نمبر ۱ حاشیہ (۱)

۲۔ دیکھیے عبادت بریلوی کے خط نمبر ۱۰ کا حاشیہ (۲)

خط نمبر ۳

۱۔ دیکھیے مرتضیٰ حسین خط نمبر ۱ حاشیہ (۲)

خط نمبر ۴

۱۔ دیکھیے رشید حسن خاں خط نمبر ۲۳ کا حاشیہ (۲)

خط نمبر ۶

۱۔ پیدائش ۲۱ دسمبر ۱۹۲۵ء ڈبائی ضلع بلند شہر۔ تصانیف ۱۔ جنم کہانیاں ۲۔ قصہ کہانیاں ۳۔ چاند گہن ۴۔ تذکرہ ۵۔ آگے سمندر ہے ۶۔ چراغوں کا دھواں ۷۔ کشتی ۸۔ دلی تھا جس کا نام ۹۔ گلی کوچے ۱۰۔ کنکری ۱۱۔ آخری آدمی ۱۲۔ شہر افسوس ۱۳۔ دن اور داستان ۱۴۔ خیمے سے دور ۱۵۔ کچھوے ۱۶۔ شہزاد کے نام ۱۷۔ خالی پنجرہ ۱۸۔ علامتوں کا زوال ۱۹۔ نظریے سے آگے (تنقید)۔ روزنامہ جنگ کے سابق اور روزنامہ ایکسپریس کے موجودہ کالم نگار۔

۲۔ رسالہ خیال لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے اجرا میں ناصر کاظمی اور انتظار حسین شامل تھے جو ادب میں نئی نسل کا نعرہ لے کر آئے تھے...... خیال کا اہم ترین کارنامہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء پر ایک یادگار اشاعت ہے (پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ صفحہ ۲۷۲)

خط نمبر ۷

۱۔ ناصر کاظمی کا پہلا شعری مجموعہ جو ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔ ۱۹۵۷ء تک اضافوں کے ساتھ شائع ہوتا رہا۔

۲۔ پیدائش ۱۸۹۲ء آگرہ، وفات ۸ ستمبر ۱۹۶۸ء کراچی، آپ ۱۹۴۹ء میں پاکستان چلے آئے اور متعدد علمی و ادبی اداروں سے منسلک ہو گئے اور آخر تک لکھتے رہے۔ اسلامیات اور تاریخ، شہابی صاحب کے دلچسپی کے خاص موضوعات تھے۔ ان کی سب سے پہلی کتاب ''داعی اسلام'' ۱۹۱۴ء میں شائع ہوئی تھی اور آخری ۱۹۶۸ء میں۔ ان ۵۵ برسوں میں آپ نے بہت کچھ لکھا۔ ''مشاہیر اکبر آباد'' میں انھوں نے اپنی ۱۲۹ کتابوں کی نشان دہی کی ہے۔ ان میں بعض کئی کئی جلدوں میں ہیں ان کے موضوعات بھی بہت متنوع ہیں۔ آپ کی معروف کتب میں ایک خلافت ہسپانیہ، خلافت عباسیہ، تاریخ مصر، خلافت عثمانیہ، تاریخ مغلیہ، سلاطین ہند، شاہان مغلیہ، نجیب الدولہ، ترجمہ تاریخ انبیاء، ابن خلدون، مقدمہ تفسیر القرآن، اسلامی اخلاق، شہادت حسین، مشاہیر اولیائے ہند، اکبر اعظم، انتخاب مقدمہ ابن خلدون، قاموس المصنفین اور غالب کے لطیفے وغیرہ شامل ہیں۔

ضمیمہ:

☆احسن مارہروی

(۱)

مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

۱۳؍دسمبر ۱۹۳۳ء

لطف فرمائم وقدر افزائم۔ تسلیم خلوص[تعمیم]

۶؍دسمبر کا رقم زدہ والا نامہ پہنچ کر مسرت افزا ہوا۔ میں جناب کے اس خلوص و کرم کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں۔ اس زمانے کو ترقی یافتہ کہا جاتا ہے اور اس اعتبار سے کہ مردم شماری روزافزوں اور سائنس کے مناظر و نتائج گوناگوں ہیں ضرور ترقی یافتہ ہے لیکن وہ خصوصیات مستقل جن کا وجود اب سے پچاس سال قبل فی صد ۹۰ آدمیوں میں نظر آتا تھا اب فی ہزار چار میں دکھائی دیتا[ہے]۔ جس باب میں جناب کو تکلیف دی گئی، اسی معاملے میں حقیر نے یہاں ایک ایسے گریجوایٹ کو چند ساعت کی تکلیف دینی چاہی جن سے دو چار ہندی، بنگالی، مرہٹی، اور گجراتی تحریروں کو پڑھوانا چاہتا تھا میری گزارش پر بخوشی اور باخلاق ظاہری و وقتی شاندار الفاظ ارشاد ہوئے اور دوسرے دن آنے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن وہ دن نہ آج آتا ہے۔ نہ کل۔ اور طرّہ یہ کہ وعدہ کنندہ زیادہ سے زیادہ نصف فرلانگ کے فاصلے سے رہتے ہیں۔ بنارس سے بایں تفصیل مکمل جواب باصواب آ گیا مگر سو قدم سے ایک عزیز نہ آ سکے۔ کیا اس ترقی کو حقیقی ترقی کہا جائے یا ترقی معکوس۔ بہرحال دعا ہے کہ ہندوستان کے رہنے والوں [کو] خلاق عالم توفیق وطن پرستی عطا فرمائے۔

یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ کو کسی چھٹی کے اُمید افزا جواب ملے، مگر یہ ظاہر نہ ہوا کہ جو خطوط آپ تک پہنچے ہیں وہ عود ہندی اور اردوئے معلّٰی کے شائع شدہ ہیں یا غیر مطبوعہ۔ اگر غیر مطبوعہ ہیں تو واقعی یہ کامیابی قابلِ افتخار ہے۔

تاریخ فیروز شاہی کے مشتبہ لفظ کا ابھی تصفیہ نہیں ہوا ہے، تحقیقات و تنقیح جاری ہیں۔

ہندی قدیم وجدید تحریروں کے جو نمونے آپ نے عنایت کیے ہیں میرے مقصد کے لیے کافی ہیں۔ ان میں اتنی بات بڑھ گئی کہ آپ نے اپنی زبان میں ترجمہ فرما دیا ہے میں چاہتا تھا کہ ترجمے کے ساتھ وہ اصلی ہندی تلفظ بھی اردو املا میں لکھ دیا جاتا کہ اصل غرض یہی تھی۔ خیر یہ معمولی بات ہے یہاں یہ کام ہو جائے گا۔

عندالملاقات، بیگم صاحب والے شعر میں جس لفظ کا تذکرہ کیا گیا تھا اس کو میں نے اپنے پاس کی مختلف کتابوں میں دیکھا میری مرتبہ کتاب (منتخبات عود ہندی) اصل عود ہندی مطبوعہ، مطبع مجتبائی میرٹھ رجب ۱۲۸۵ھ کی نقل میں ان دونوں میں پھسوڑا، با بائے فارسی (پ) سے چھپا ہوا ہے لیکن میرے نزدیک بھسوڑا (بائے موحدہ) سے ہے۔ جس کے متعلق میں نے منتخبات عود ہندی کے حواشی میں لکھ دیا ہے کہ دیہاتی روزمرہ میں بھسُوڑا، بھس رکھنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ متذکرہ بالا عود ہندی کے سوا اردوئے معلّٰی اکمل المطابع دہلی مطبوعہ ذیعقدہ ۱۲۸۵ھ اور اردوئے معلّٰی مطبوعہ مطبع کریمی لاہور ۱۹۲۲ء میں یہ خط موجود ہے لیکن

ان دونوں کتابوں سے یہ شعر نکال دیا گیا ہے۔ بھُوڑے کے متعلق یہ قیاس اقرب الی الصواب ہے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بطور مذاق احمقوں اور مفسدوں کو ایسے غیر متعلق اور مضحکہ آمیز مقاموں پر چھپا دیتے ہیں۔ شعر کے معنی صاف ہیں۔ دوسرے مصرع میں چُھٹا اگر آزاد ہونے کے معنی میں نہیں ہیں ہے تو دوسری بیگم یعنی چھوٹی بیگم کا بگڑا ہوا تلفظ ہوگا۔ یعنی بیگم صاحب نے بُھوڑے میں پھنسا دیا اور چُھٹا (چھوٹی، چھٹی) بیگم نے ذلیل ورسوا کرایا۔ افسوس ہے کہ میرے پاس یہ مثنوی نہیں اور نہ میں [نے] ابتدائے عمر سے اس وقت تک دیکھی، ایک مثنوی مرزا مہر کی جو چھپ گئی ہے وہ لڑکپن اور عنفوان شباب تک میرے پاس تھی اور غالباً اسی کا نام شعاع مہر ہے۔ لیکن اس کا وزن یہ نہیں گذشتہ ایام میں اسکے اکثر اشعار یاد تھے اس وقت ایک مصرع لکھتا ہوں اس سے وزن معلوم ہو جائے گا (مہر ہیں مہر میں مشہور جلے تن ہم ہیں)۔ آج سے خیال رکھوں گا اور تلاش شروع کر دوں گا کہ ان کے اعقاب سے ان کا کلام مل سکے۔ مرحوم کے پوتے سے ملاقات وتعارف تھا۔ ان کا انتقال ہوگیا غالباً ان کے پر وتے موجود ہیں پتا دریافت کر کے ان کو لکھوں گا۔ ان کا دیوان میرے پاس ضرور ہے لیکن اس وقت وہ بھی نہیں ملا۔ شاید وطن کے کتب خانے میں ہے۔ مارہرے جاؤں گا تو اسے بھی دیکھوں گا۔

عندالملاقات والے فارسی لفظ صحیح یاد نہیں۔ شاید وہ لفظ زہے سپاہی فالیز ہو جس کے معنی میری تحقیق میں چشمارو کے ہیں۔

آپ نے عندالملاقات اور اس کے قبل و بعد جو خطوط فصیح الملک۲ کے مقابلہ و تصحیح کے لیے بھیجے ہیں ان کے جواب میں عرض کرتا ہوں۔ فصیح الملک نمبر ۹،۱۰ جلد دوم میں وہ خطوط شائع ہوئے ہیں اور ان میں ''رشکفی وفخر طالب مُرد'' الخ اور ''درکشاکش ضعفم'' اور دیگر ''ازخویشم'' پر بطور نشان شعر (۶۰ کی رقم) تحریر ہے۔ مرقع جلد دوم ص ۴۳ کا پتا ابھی نہیں چلا۔ یہ لکھیے کہ مہینے کے مرقع کا کا صفحہ (۴۳) ہے۔ اُمید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔ باقی باقی۔

آپ کا مخلص

احسن مارہروی

☆ حامد حسن قادری

(۱)
۷۸۶
۹۲

آگرہ، کڑہ خانخاناں

۱۷دسمبر ۱۹۴۹ء

جناب مکرم السلام علیکم

اُمید ہے مزاجِ گرامی بخیر ہوگا۔ میں جب سے اب تک آپ کو لطف وکرم کا شکریہ بھی نہ لکھ سکا۔ کاپیاں بہت آ گئی ہیں۔ انشاءاللہ کرسمس میں دیکھوں گا۔ کہیں جانا نہیں ہے۔

اس وقت اسلئے لکھتا ہوں کہ عابد حسن فریدی کئی بار کہہ چکے ہیں کہ ان کو جامعۂ اُردو کے پارسال کے امتحان کا

معاوضہ وصول نہیں ہوا۔ سنا ہے آپ نے منی آرڈر بھیجدیا تھا مگر ان کو نہیں ملا۔ آپ کے پاس منی آرڈر روانہ کرنے کی رسید ہوگی اس کے ذریعے سے تحقیق کیجیے۔

وہ زمانہ روپیہ کی آمدورفت کا تھا۔ آجکل کی طرح بند نہ تہی اسلئے اگر ہندوستان میں نہیں رہ گیا بلکہ پار ہوگیا تو تحقیقات سے پاکستان میں اب یہی اور کیا جاسکتا ہے۔ آپ تو اس اطمینان میں ہوں گے کہ آڈٹر کو یہاں کی رسید دکھا کر فرمادیں گے کہ ولایتِ غیر کی کیا ذمہ داری۔ مگر وہ غریب ممتحن محروم رہ جائے گا۔ تو پھر کہئے تو صبر ہی کر لے۔ ویسے مجبوری کا نام صبر ہی ہے۔

''یارانِ طریقت'' اردو: رشید صاحب[1]، عزیز صاحب[2]، مسعود صاحب[3]، اختر صاحب[4] سب سے سلام کہئے۔ میگزین کا غالب نمبر پوہنچا۔ بہت خوب ہے۔ رشید صاحب کے لطیفوں میں بہت لطف آیا۔ اکثر مضامین اچھے ہیں، بعض بالکل نئے، اور کام کے سب۔ آگرہ یونیورسٹی کے ایم اے میں غالب کا الگ ایک پرچہ ہے۔ اس کے نصاب میں آپکا غالب نمبر بھی شامل کرلیا جائے گا۔ کاپیاں تو بہت سی چھپوائی ہونگی؟ کالج کے لئے دو کاپیاں منگاؤں گا۔

اتنا لکھنے کے بعد یکایک تاریخ گوئی کی باسی کڑھی میں اُبال آگیا۔ کارڈ ہاتھ کے ہاتھ رکھ دیا اور اعداد جوڑنے لگا۔ نتیجہ دیکھئے:۔

تاریخ غالب نمبر علی گڈھ میگزین

گلزارِ ادب میں قادری، آج ہوا — سرسبز نہالِ آرزوے مختار
تاریخ ہوئی: ''جلوہَ غالب نمبر'' — دیکھا جو کمالِ آرزوے مختار

۱۳۶۹ھ

اک اور بھی تاریخ اگر ہو درکار — لو: ''شمعِ جمالِ آرزوے مختار''

۱۹۴۹ء

مختارالدین صاحب آرزو کو تاریخ اور شکریہ لکھتا مگر آپ کو لکھتے میں تاریخ ہوئی ہے۔ اسلئے آپ کو لکھدی آپ ان تک پوہنچادیں۔ والسلام

احقر

حامد حسن قادری

☆حامد حسن قادری

مولانا حامد حسن قادری پروفیسر: پیدائش ۲۵ مارچ ۱۸۸۷ء بچھرایوں ضلع مرادآباد، بھارت، وفات ۶/ جون ۱۹۶۴ء کراچی۔ اردو کے نامور، مایہ ناز ادیب، مورخ، نقاد، مدرسہ عالیہ ریاست رامپور سے تحصیل علوم میں فراغت حاصل کی۔ رامپور سے میٹرک لاہور سے منشی فاضل کیا۔ مدرسہ عالیہ رامپور، بڑودہ کالج، اسلامیہ کالج اٹاوہ، حلیم مسلم کالج کانپور اور آخر میں سینٹ جانس کالج آگرہ میں صدر شعبۂ اردو، فارسی رہے، آپ کو شعر و ادب میں فطری لگاؤ تھا، شاعری میں راز رامپوری سے شرف تلمذ تھا۔ آپ نے اردو ادب کی جو خدمات انجام دیں وہ برصغیر پاک و ہند کے ادباء و شعراء سے مخفی نہیں ہے، آپ تقریباً چالیس کتابوں کے مصنف ہیں، اس کے علاوہ آپ کے بے شمار

تنقیدی و تحقیقی مضامین بلند پایہ جرائد اور رسائل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ ممتاز معلم، ادیب، محقق و نقاد، مورخ و تاریخ گو اور ماہر علم عروض و بدیع تھے۔ عربی، فارسی، انگریزی، ہندی اور اردو زبانوں پر یکساں دسترس رکھتے تھے۔ آپ زبان و ادب کے مورخ کی حیثیت سے ممتاز پیدا ہوئے آپ کی کتاب ''داستان تاریخ اردو'' اردو نثر کے ارتقا کا آئینہ ہے۔ آپ نے ۶۰ سال تک اردو ادب کی خدمت کی۔ بے جا اعتراضات اور غلط تعریف و توصیف سے بھی آپ کا قلم پاک رہا۔ آپ ان مفکرین میں سے تھے جو ادب کے سلسلے کے تمام علم حاصل کر کے اس کا نچوڑ قارئین کے لیے مختصر اور مربوط، عام فہم انداز میں پیش کرتے رہے اپنے تنقیدی مضامین میں آپ جدید تقاضوں اور نقاد کے جدید تصورات تک پہنچتے ہیں، آپ کی تصانیف میں تاریخ مرثیہ گوئی ۱۹۳۴ء، تاریخ وتنقید ۱۹۳۸ء داستان تاریخ اردو ۱۹۴۱ء، نقد ونظر، کمال داغ، انتخاب مومن، تاریخ مرثیہ، انتخاب شرح دیوان غالب، تاریخ ادب اردو تنقید، صید وصیاد وغیرہ شامل ہیں۔ (۱) دبستانوں کا دبستان حصہ اول (۲) اردو ادب کی مختصر تاریخ، ڈاکٹر انور سدید (۳) وفیات اہل قلم

۱۔ دیکھیے خط سید عبداللہ کے خط نمبر ا کا حاشیہ (۳)

۲۔ عزیر صاحب: پروفیسر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ولادت غازی پور، ۱۹۰۲ء۔

۳۔ دیکھیے عبادت بریلوی خط نمبر ۲ کا حاشیہ (۱)

۴۔ اختر صاحب: اختر انصاری، بدایونی ثم دہلوی: ادیب، شاعر، نقاد، محقق۔ ولادت یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء بدایوں وفات ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۸ء علی گڑھ، تصانیف: اندھی دنیا، افادی ادیب، ایک ادبی ڈائری، آب گینے (قطعات) ایک قدم اور سہی، میر طاؤس، ٹیڑھی زمین، حالی اور نیا تنقیدی شعور، خوں ناب، خولی، خندہ سحر، درد داغ، دہان زخم، روح ادب، روح عصر، سرور جاں، شورہ بہ جام، غزل اور درس غزل، مطالعہ تنقید، وقت کی بانہوں میں۔

☆خلیل الرحمٰن اعظمی

(۱)

بگرامی خدمت جناب جناب نواب صدر یار جنگ بہادر مدظلہ العالی سکریٹری ایجوکیشنل کانفرنس

السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہٗ،

میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ایف۔ اے (سال دوم) کا طالب علم ہوں اور میرے پاس عربی بطور مضمون اختیاری ہے۔ سال گزشتہ میں نے شبلی کالج اعظم گڑھ سے امتحان ہائی اسکول درجہ اوّل میں معہ اردو و ریاضی میں امتیاز کے پاس کیا اور مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ گذشتہ سال میں نے کانفرنس کے وظیفے کے لیے ایک درخواست بھیجی تھی جس کے ساتھ علامہ سید سلیمان صاحب ندوی مدظلہٗ کا ایک گرامی نامہ بھی جناب والا کے نام تھا لیکن میری بدقسمتی سے درخواست اس وقت پہنچی جب اس کی مدت ختم ہو چکی تھی۔

میرے والد مولوی محمد شفیع صاحب مرحوم (سابق ناظم مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ) کا کئی سال ہوئے انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے میری تعلیم کا کوئی پرسانِ حال نہیں جو کچھ ابتک میں نے تعلیم حاصل کی وہ اپنی محنت اور وظائف کی مدد سے۔ خاندان میں کوئی بھی وارث نہیں جو میری مدد کر سکے اس لیے اُمید ہے کہ آپ ایک یتیم اور مفلس طالب علم کی امداد فرما کر اس کو ممنون و مشکور فرمائیں گے۔

آپ کا ادنیٰ ترین خادم
خلیل الرحمٰن اعظمی
سیکنڈ ایر (آرٹس)
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۹۔ ماریسن کورٹ علی گڑھ
۱۵/ اکتوبر ۴۶ء

فہرست اسنادِ محولہ:

۱۔ اختر، عظیم؛ (مرتب) ۲۰۰۵ء، بیسویں صدی کے اردو شعرا (جلد اوّل)، دہلی، اردو اکادمی۔
۲۔ انجم، زاہد حسین؛ ۱۹۸۸ء، ہمارے اہل قلم، لاہور، ملک بک ڈپو۔
۳۔ بدایونی، نظامی، ۱۹۹۹ء، مشاہیر مشرق، لاہور، تخلیقات۔
۴۔ بریلوی، ڈاکٹر عبادت، ۱۹۹۴ء، غالب اور مطالعۂ غالب، لاہور، ادارۂ ادب و تنقید۔
۵۔ بنی پرشاد، ڈاکٹر، سن ندارد، ''تاریخ جہانگیر'' مترجم: رحم علی الہاشمی، نظر ثانی، بابر جاوید، لاہور، مشتاق بک کارنر۔
۶۔ بھٹی، جاوید اختر؛ ۲۰۰۶ء، بیس معروف ادبی شخصیات، لاہور، برائٹ بکس پبلشرز۔
۷۔ جالبی، ڈاکٹر جمیل؛ ۲۰۰۸ء۔ تاریخ ادب اردو (جلد سوم)، لاہور، مجلس ترقی ادب۔
۸۔ جالبی، ڈاکٹر جمیل؛ ۲۰۰۸ء۔ تاریخ ادب اردو (جلد چہارم)، لاہور، مجلس ترقی ادب۔
۹۔ حسین، ڈاکٹر سید اعجاز؛ ۱۹۷۱ء، مختصر تاریخ ادب اردو، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ۔
۱۰۔ خان، شمشیر؛ ۱۹۷۰ء، پاکستان کے منتخبہ ادبی اردو رسائل کا تاریخی، تنقیدی اور ادبی جائزہ، کراچی، کتب خانہ آریا مہر۔
۱۱۔ خاں، محمد بشارت علی؛ ۲۰۰۰ء، وفیات مشاہیر اردو (جلد اوّل)، نئی دہلی، کلکتہ آفسٹ پریس۔
۱۲۔ رام، مالک؛ ۲۰۰۰ء، تذکرۂ معاصرین، راول پنڈی، الفتح پبلی کیشنز۔
۱۳۔ رام، مالک؛ ۱۹۹۱ء، تذکرۂ ماہ و سال، دہلی مکتبہ جامعہ۔
۱۴۔ سدید، ڈاکٹر انور؛ ۱۹۹۸ء، اردو ادب کی مختصر تاریخ، لاہور، عزیز بک ڈپو۔

۱۵۔ سدید، ڈاکٹر انور؛ ۱۹۹۲ء، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان۔
۱۶۔ سلیچ، ڈاکٹر محمد منیر احمد؛ ۲۰۰۸ء، وفیات اہل قلم، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان۔
۱۷۔ سلیچ، ڈاکٹر محمد منیر احمد؛ ۲۰۰۶ء، وفیات ناموران پاکستان، لاہور، اردو سائنس بورڈ۔
۱۸۔ شفیق، ڈاکٹر محمد سہیل ۲۰۰۶ء، اشاریہ معارف، کراچی، قرطاس پبلشرز۔
۱۹۔ شیرانی مظہر محمود، ۲۰۱۱ء، کہاں سے لاؤں انھیں (خاکے) لاہور، القا پبلی کیشنز۔
۲۰۔ شفیق، ڈاکٹر محمد سہیل ۲۰۱۳ء، وفیات معارف، کراچی، قرطاس پبلشرز۔
۲۱۔ صدیقی، احمد حسین؛ ۲۰۰۳ء، دبستانوں کا دبستان (جلد اوّل)، کراچی، فضلی سنز۔
۲۲۔ صدیقی، احمد حسین؛ ۲۰۰۵ء، دبستانوں کا دبستان (جلد دوم)، کراچی، فضلی سنز۔
۲۳۔ علی، یاسر؛ ۲۰۰۸ء، اہل قلم کی ڈائریکٹری، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان۔
۲۴۔ فتح پوری، ڈاکٹر فرمان؛ ۱۹۹۸ء، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، کراچی، انجمن ترقی اردو۔
۲۵۔ قناصرو، منظور احمد، ۲۰۰۹ء، شاہ عبداللطیف بھٹائی، حیات و افکار، کراچی، سندھیکا اکیڈمی۔
۲۶۔ لکھنوی، شیرازی، میرزا محمد شفیع؛ ۱۹۱۳ء، مباحثۂ گلزار نسیم یعنے معرکۂ چکبست و شرر، مطبع نول کشور، لکھنؤ۔
۲۷۔ محمود الٰہی (چیئرمین)؛ ۱۹۸۳ء، دستاویز (مصنفین کے اپنے قلم سے)، لکھنؤ، اتر پردیش اردو اکادمی۔
۲۸۔ منگلوری، ڈاکٹر ممتاز؛ ڈاکٹر سیّد عبداللہ کی اُردو خدمات، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان۔
۲۹۔ نارنگ، گوپی چند/عبداللطیف اعظمی؛ ۱۹۹۶ء، ہندوستان کے اردو شعرا اور مصنفین، دہلی، اردو اکادمی۔
۳۰۔ ______ ۲۰۱۰ء، تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان ہند (جلد چہارم)، طبع دوم، لاہور، پنجاب یونیورسٹی۔
۳۱۔ ______ ۲۰۱۲ء، علماء فرنگی محلی؛ حیات و خدمات، نئی دہلی، ایفا پبلی کیشنز۔

رسائل:

۱۔ تحقیق شمارہ ۱ تا ۲۲، سندھ یونیورسٹی، جام شورو۔
۲۔ ماہ نامہ، اخبار اردو، ستمبر ۲۰۱۳ء۔
۳۔ ماہ نامہ، کتاب نما (خصوصی شمارہ) مشمولہ رشید حسن خاں حیات اور ادبی خدمات، مرتبہ اطہر فاروقی، نئی دہلی۔ اگست ۱۹۹۰ء۔
۴۔ معیار شمارہ ۱ تا ۶، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔
۵۔ نقوش لاہور، لاہور نمبر فروری ۱۹۶۲ء۔

انٹرنیٹ:

www.vikkipedia.com